حفیظ اپنے اشعار ہین معرفت ہین

مری شاعری ہے عبادت مین داخل

دیوان اول

موسومہ

دیوان حفیظ

اسم تاریخی

غمگسار ۱۳۲۱ھ

باہتمام خاکسار حکیم برہم

در مطبع حکیم برہم واقع شہر گورکھپور مطبوع گردید

بار دوم ۵۰۰ قیمت فی جلد عصہ علاوہ محصولڈاک

إنّ من الشعر لحكمة وإنّ من البيان لسحرا

دیوان اول جناب حافظ محمد علی صاحب حفیظ جونپوری مسوّمہ

دیوان حفیظ

باسم تاریخی

عُمان ١٣٢١ھ

باہتمام عاجز و گمنام خاکسار سلیم برہم مالک مطبع

در مطبع حکیم برہم واقع شہر گورکھپور مطبوع گردید

بار دوم ۵۰۰ قیمت فی جلد عمہ علاوہ محصولڈاک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بود و نمود ہستی خمیازہ ہے عدم کا
یعنی اسے سمجھیے ہنگامہ کوئی دم کا

مسجودِ خلق ٹھہری جب ذات پاک تیری
سجدے مین سب سے پہلے سر جھک گیا قلم کا

احسان کیا جو بخشا پرسش کے بعد تو نے
ہوتا ہے دل ہی کتنا شرمندہ کرم کا

تسکین کو ہماری کافی تھا صرف وعدہ
حد ہے عنایتون کی کھانا یہ پھر قسم کا

آرام کی جگہ ہے یہ گوشۂ قناعت
چھپر فقیر کا بھی اک قصر ہے ارم کا

ابتک مری زبان پر جاری ہے نام تیرا
واجب ہے شکر کرنا اِس وقت مغتنم کا

دم کی ہے آمد و شد قطعِ منازلِ عمر
ہر سانس کو سمجھیے جادہ رہِ عدم کا

چھن چھن کے نور دل سے آنکھون مین آ رہا ہے
جلوہ ہے دیر مین بھی رونق دہِ حرم کا

جاسوس عمر رفتہ مخبر نفس نفس ہے
اُسکو پہونچ رہا ہے سب حال دمبدم کا

تیری عطا زیادہ ہے میرے حوصلے سے
پھر کس لیے ہو دل کو اندیشہ بیش و کم کا

محشر مین پار ہوگا بیڑا حفیظ کا بھی
آئے گا جوش پر جب دریا ترے کرم کا

مشکل ہے وصف کرنا محبوب کبریا کا
انسان کی یہ قدرت ہو ہمزبان خدا کا

کون ومکان کے جلوے دلکو دکھادے یارب
نظارہ ہو میسر اُس روے حق نما کا

اسوقت باغ یثرب سے شاید آرہی ہے
جبتو قدم زمین پر پڑتا نہین صبا کا

خاک اُس زمین کی پاؤن تو آنکھ سے لگاؤن
بوسہ لیا ہے جسنے حضرت کے دست و پا کا

اے خوبی مقدر وہ دل مین جلوہ گر ہے
فیض قدم سے جسکے کعبہ ہے گھر خدا کا

اک دن کسی طرح تو جاگے نصیب خفتہ
یارب ہو خواب ہی مین دیدار مصطفے کا

ہاتھون مین میرے جسدن ہوگا غلاف کعبہ
پورا ہی ہو رہے گا سب حوصلہ دعا کا

اے ساکن مدینہ عمر ابد مبارک
جنت کے رہنے والو مژدہ تمہین بقا کا

کافی حفیظ کو ہے بخشش کا یہ سہارا
رکھتا ہے ذوق دل مین وہ نعت مصطفے کا

جسکے سر تاج ہو شفاعت کا
پوچھنا کیا ہے اُسکی امت کا

اب بلا لیجیے مدینے مین
غم کہان تک اُٹھاؤن فرقت کا

سبز باغ اور کو دکھا واعظ
مجکو سودا نہین ہی جنت کا

ہو نہو زاد راہ چل حج کو
کام ہے اس سفر مین ہمت کا

گلشن نعت کی ہوا جو لگی
رنگ بدلا مری طبیعت کا

کچھ مدینے کا ذکر کر واعظ
ختم کر اب بیان جنت کا

آدمی کو ملک کرین سجدے
کیا تماشا ہے اُسکی قدرت کا

اسکے رہرو بھٹک نہین سکتے
راستہ صاف ہی شریعت کا

ہاتھ مین ہو جو آپ کا دامن
سر پہ سایہ ہو ابر رحمت کا

جسکو چاہا بنا لیا اپنا
واہ کیا نقش تھا نبوت کا

میری مٹی ہو ہند میں برباد
یہ بھی ہے اک مقام حسرت کا

راہ نکلے مدینے جانے کی
دور یارب ہو پھیر قسمت کا

دشمنوں کے لئے دعائے خیر
خاتمہ ہو گیا مروت کا

اے حبیب خدا حفیظ کو ہے
آسرا آپ کی شفاعت کا

محشر میں اور کون ہے مجھ روسیاہ کا
رحمت ہی اک وسیلہ ہے عفو گناہ کا

راہ طلب میں منزل مقصود ایک ہے
ناواقفوں کے واسطے ہے پھیر راہ کا

دیوانہ ہوں جو چھوڑ کے نزدیک جاؤں دور
دل بھی ہے ایک نام تری بارگاہ کا

کیوں کر نہ اپنے عجز میں ہو شان تمکنت
طالب ہوں کس کریم سے عفو گناہ کا

آنکھوں میں اپنی آٹھ پہر ہے جمال دوست
آلائشوں سے پاک ہے دامن نگاہ کا

راتیں کٹیں فراق کی دن ہجر کے ڈھلیں
بجھ بھی چکے چراغ کہیں مہر و ماہ کا

ہم یہ سمجھ کے حشر میں خاموش ہی رہے
بد تر گنہ سے عذر ہے اپنے گناہ کا

کونین میں ہے شمع محبت کی روشنی
پھیلا ہوا ہے نور اسی جلوہ گاہ کا

ہم مجرموں کو تیرے کرم کا ہے آسرا
اس کے سوا نہیں کوئی گوشہ پناہ کا

روتا ہوں دیکھ دیکھ کے خورشید حشر کو
عالم نظر میں ہے کسی زریں کلاہ کا

یارب ہجوم عام میں رسوا نہ کر ہمیں
اقرار ہم سے لے نہ ہمارے گناہ کا

دنیا کو چھوڑ دینے سے حاصل ہوا یہ فخر
دیکھو لقب ملا ہے فقیروں کو شاہ کا

صد شکر کام آئی مری لاغری حفیظ
مجھ ناتواں سے بوجھ نہ اٹھا گناہ کا

اس محبت میں نہ پوچھو کیا کیا — کیا کہیں جو کچھ نہ کرنا تھا کیا
خود ہی مجکو خلق میں رسوا کیا — خود ہی کہتے ہیں یہ میں نے کیا کیا
ہائے رے رازِ محبت کا لحاظ — دل میں رکھا آنکھ سے پردا کیا
اُن کی یکتائی کا دعویٰ مٹ گیا — آئینے نے دوسرا پیدا کیا
واہ رے وعدہ ترا وعدہ خلاف — حشر میں بھی وعدۂ فردا کیا

عشق چھپتا ہے چھپائے سے حفیظ
کھل گیا میں نے بہت پردا کیا

نہ کچھ عیب ٹھہرے اگر دیکھ لینا — تو مڑ کر ادھر اک نظر دیکھ لینا
ابھی تو عدو تم ہی کہتے ہیں سب کچھ — نکل جائیں گے وقت پر دیکھ لینا
چھپے گی نہ میری تمہاری محبت — یہ مشہور ہوگی خبر دیکھ لینا
قفس کو بھی صیاد ہم لے اُڑینگے — سلامت جو ہیں بال و پر دیکھ لینا
مری جان لیگی تری چارہ جوئی — یہ ہونا ہے اے چارہ گر دیکھ لینا
محبت نہیں تو عداوت ہی سے تم — ادھر دیکھ لینا مگر دیکھ لینا
ابھی اس کو سمجھیں وہ تیر ہوائی — دکھائیں گی آہیں اثر دیکھ لینا
مرا دل بھی رکھنا عدو کی بھی خاطر — اُسے بھی مجھے دیکھ کر دیکھ لینا

حفیظ اُن سے ملنے تو دو رفتہ رفتہ
لگائیں گے ہم راہ پر دیکھ لینا

کہا یہ کس نے کہ وعدے کا اعتبار نہ تھا — وہ اور بات تھی جس سے مجھے قرار نہ تھا
شبِ وصال وہ کس ناز سے یہ کہتے ہیں — ہمارے ہجر میں سچ سچ تجھے قرار نہ تھا

اُگھارتا ہے جواب شیخ زہد کی باتین تو
فقط تھی ایک خموشی مرے سخن کا جواب
یہ مجکو دیکھتے ہی تو نے کیون چرائی آنکھ
وہی تھین عیش کی راتین وہی تھے لطف کے دن

تو کیا یہ عہد جوانی مین بادہ خوار نہ تھا
نہین نہین تجھے کہنا ہزار بار نہ تھا
نگاہِ لطف کا کیا مین امیدوار نہ تھا
کسی کی یاد کسی کا جب انتظار نہ تھا

ہزار شکر کہ نکلا وہ صادق الاقرار
تمھین حفیظ کی باتون کا اعتبار نہ تھا

یہ تو اُنھین کی بات اُنھین کا کہا ہوا
انصاف جب نہ کچھ مرا روز جزا ہوا
بہتر ہے اب نہ کیجیے جور و جفا کا ذکر
رنجش ہوئی کسی سے مگر آئی میرے سر
پھرتے ہین بیقرار سے کچھ ساکنان عرش
بیٹھے تو میرے سامنے ہو دھیان ہی نہین
رونا تو ہے اسی کا وہ بد عہد بھی نہین
کچھ اُنکی بیرخی سے مرے حوصلے ہین پست

کیا خوب روز حشر مرا فیصلا ہوا
بولے وہ مُسکرا کے کہو میرا کیا ہوا
پچھلی کہانی چھوڑیے جو کچھ ہوا ہوا
بگڑی رقیب سے بھی تو شکوہ مرا ہوا
کیا جانے کس غریب کا نالہ رسا ہوا
آنکھین ادہر دل اور طرف ہے لگا ہوا
وعدہ جو ہمسے تھا وہ عدو سے وفا ہوا
کچھ آسمان کے ظلم سے مین ہون دبا ہوا

دیکھو حفیظ اُن سے ملانا سنبھل کے ہاتھ
دزدِ حنا ہے گھات مین دل کی لگا ہوا

نہ آجائے کسی پر دل کسی کا
لگا اک ہاتھ بھی کیا دیکھتا ہے
ادا سے اُس نے دو باتین بنا کر

نہو یارب کوئی مائل کسی کا
کہین ہو فیصلہ قاتل کسی کا
کسی کی جان لے لی دل کسی کا

اُٹھا جب دردِ پہلو دل پکارا — نہین کوئی دم مشکل کسی کا
ابھی جینا پڑا کچھ دن ہمین اور — ٹلا پھر وعدۂ باطل کسی کا
بہت آہستہ چلمن کو اُٹھانا — ملین آنکھین کہ بیٹھا دل کسی کا

حفیظ اس طرح بھرتے ہو جو آہین
دُکھاؤ گے مگر تم دل کسی کا

ابتو نہین آسرا کسی کا — اللہ ہے اپنی بیکسی کا
او آنکھ بدل کے جانیوالے — کچھ دھیان کسی کی عاجزی کا
بیمار کو دیجیے تسلی — یہ وقت نہین جلی کٹی کا
آپس مین ہوئی جو بدگمانی — مشکل ہے نباہ دوستی کا
بالین سے کوئی اُٹھا یہ کہکر — انجام بخیر ہو کسی کا
غم کا بھی قیام کچھ نہ ٹھہرا — رونا گیا رویئے خوشی کا
پہونچا ہی دیا کسی گلی تک — اللہ رے زور بیخودی کا
آخر کو شراب رنگ لائی — چھپتا نہین راز میکشی کا

اندھیر حفیظ ہو رہا ہے
بُجھتا ہے چراغ زندگی کا

وہ رہ رہ کے چاہت جتانا کسی کا — وہ سو سو طرح آزمانا کسی کا
وہ کچھ کہتے کہتے زبان روک لینا — وہ باتون مین پہلو بچانا کسی کا
مری چھیڑ پر ہنسکے شوخی سے بولے — بُرا ہے مگر منہ لگانا کسی کا
تھکایا ہے واماندگی نے یہ کہکر — ابھی دور ہے آستانا کسی کا

کروں ناز کیونکر نہ قسمت پر اپنی
مرا سر ہے اور آستانا کسی کا

نظر بھر کے غنچوں کا دیکھا تبسم
کہاں ہائے وہ مسکرانا کسی کا

کبھی رحم بھی تم کو آیا کسی پر
کبھی ورد بھی تم نے جانا کسی کا

کسی پر ہے پھر مہربانی کسیکی
بگڑ کر بنا پھر زمانا کسی کا

تمہیں سے حفیظ اس کو کیا دشمنی ہے
ہوا دوست کب یہ زمانہ کسیکا

غم ہے کیا اس کا جو دل گم ہو گیا جاتا رہا
آپ ہنسنے بولنے جاتا رہا جاتا رہا

چپ لگی رہتی ہے پہروں اف رے جوش بیخودی
نالۂ و فریاد کا بھی مشغلہ جاتا رہا

جب کہا شرما کے اُس نے تم سے اب بس میں ہم
وہ جو تھا وعدہ خلافی کا گلا جاتا رہا

ایک خاموشی ہوئی ہے لاکھ باتوں کا جواب
اب تو اُن کو چھیڑنے کا بھی مزا جاتا رہا

آج کے انکار نے تو قطع کی میری اُمید
مدتوں سے جو لگا تھا آسرا جاتا رہا

گر گیا دل زلف سے تو کیوں پریشاں تم ہوئے
کھو گیا اچھا ہوا جاتا رہا جاتا رہا

جاؤ وہ پہلے پہل کی تازہ تازہ رسم و راہ
رات دن پیغام بر آتا رہا جاتا رہا

پاس رہ گیں ہے نہ روند لیجئے تربت مری
ہاتھ ملئے گا اگر رنگِ حنا جاتا رہا

توبہ کر کے عشق سے پھر دل لگایا اے حفیظ
مشفق من اعتبار اب آپ کا جاتا رہا

محبت میں ضرر بیشک ہے جی کا
اگر یہ کام ہے کیا ہر کسی کا

ہم ہے سارا بکھیڑا جیتے جی کا
نہیں بعد فنا کوئی کسی کا

تہ و بالا ہوا دل بحر غم میں
سفینہ ڈوبتا ہے عاشقی کا

بچے کیا دل ترے تیرِ نظر سے
قضا سے زور چلتا ہے کسی کا

مری فریاد کا مجھپر پڑے صبر
نہ ہو یارب کسی کا بال بیکا

تھین ہم سے بھلا مطلب غرض کیا
بھرد تم دم عدو کی دوستی کا

ہمارے پاس اب رکھا ہی کیا ہی
فقط اک دل ہی وہ بھی آپ ہی کا

پلائین وہ جو اپنے ہاتھ سے جام
تو البتہ مزا ہے میکشی کا

حفیظ اپنا سخن بھی مستند ہے
کہ ہون شاگرد امیرِ لکھنوی کا

کیون مجھ سے ہی یہ مفت کی تکرار کیا ہوا
اچھا جو مین نے کر ہی لیا پیار کیا ہوا

واعظ تری زبان تو پکڑتے نہین غریب
آئے جو بزم وعظ مین میخوار کیا ہوا

کہتے نہ تھے رقیب ہین سب جھوٹے مدعی
دیکھو کھنچی جو میان سے تلوار کیا ہوا

پھسلے قدم فرشتون کے ایسی جگہ ہے یہ
دنیا مین مین ہوا جو گنہگار کیا ہوا

مین اُس کے بانکپن کی اداؤن پہ مر گیا
وہ رُک گیا جو کھینچ کے تلوار کیا ہوا

خوب آزما چکے اُنھین اب آزمائین کیا
سو بار وصل کا ہوا اقرار کیا ہوا

لو آج بے بلائے وہان پھر گئے حفیظ
پوچھے کوئی وہ عہد وہ انکار کیا ہوا

ہم کو دکھا دکھا کر غیرون کے عطر ملنا
آتا ہے خوب تم کو چھاتی پہ مونگ دلنا

محشر بپا کیا ہے رفتار نے تمھاری
اس چال کے تصدق یہ بھی ہی کوئی چلنا

غیرون کے گھر تو شب کو جاتے ہو بارہا تم
بھولے سے میرے گھر بھی اک روز آ نکلنا

ہٹ کی کچھ انتہا ہی ضد کی بھی کوئی حد ہے
یہ بات بات پر تو اچھا نہین مچلنا

جلتا ہے غیر ہم سے تو کیا خطا ہماری
تم یہ سمجھ لو اُس کی تقدیر مین ہی جلنا

جبتک ہین تیرے در پر دلبستگی سی ہی کچھ
یہ آستان جو چھوٹا مشکل ہے جی بہلنا

دیکھو حفیظ اپنے جی کی جو خیر چاہو
بستے جدھر حسین ہون وہ راستہ نہ چلنا

یہ سب کہنے کی باتین ہین کہ ایسا ہو نہین سکتا
محبت مین جو دل ملجائے پھر کیا ہو نہین سکتا

شکایت ہو نہین سکتی کہ شکوا ہو نہین سکتا
زرا سا چھیڑ دے کوئی تو پھر کیا ہو نہین سکتا

برائی کا عوض ہرگز بھلائی ہو نہین سکتی
برا کہکر کسی کو کوئی اچھا ہو نہین سکتا

ہمارا اُن کا قصہ لوگ سنتے ہین تو کہتے ہین
مزا ہے حشر تک یکسو یہ جھگڑا ہو نہین سکتا

کرین تیری شکایت کیا کہ تو اک دوست ہی اپنا
کسی دشمن کا بھی ہم سے تو شکوا ہو نہین سکتا

الٰہی جذب دل کی اس کشش سی باز آیا مین
کوئی پردہ نشین کہتا ہی پردہ ہو نہین سکتا

حفیظ اُن کی غزل ہی چوٹ کھا بیٹھے ہین جو دلپر
بغیر اس کے سخن مین لطف پیدا ہو نہین سکتا

عبث کہتا ہی ناصح وصل اُس کا ہو نہین سکتا
بشر چاہے جو ای نادان تو کیا ہو نہین سکتا

ذرا چلمن اُٹھی اور آنکھ اپنی جا پڑی اُن پر
بجا ہی دیکھنے والون سی پردا ہو نہین سکتا

زبان گو وصل کے اقرار پر دیتے ہو تم مجکو
مگر آنکھین کہے دیتی ہین ایسا ہو نہین سکتا

دوا دردِ محبت کی نہین ممکن نہین ممکن
مسیحا سے ترا بیمار اچھا ہو نہین سکتا

حفیظ آئے ہین وہ باتین بنا کر اُن کو ٹھہراؤ
اجی شاعر تو ہو کیا تم سے اتنا ہو نہین سکتا

کوئی تجھ سا حسین نہین ملتا
خوب ڈھونڈھا کہین نہین ملتا

مر کے بھی آسمان کے ہاتھون سے
چین زیرِ زمین نہین ملتا

لیجیئے مجھ سے دل کہ یہ سودا
ہر جگہ ہر کہین نہین ملتا

دیکھیئے تو ہر اک جگہ ہے وہ
ڈھونڈھیئے تو کہین نہین ملتا

گفتگو اپنے دل سے کرتا ہون
جب کوئی ہمنشین نہین ملتا

ہائے چوری چھپے بھی راتون کو
اب وہ پردہ نشین نہین ملتا

میکدہ چھُٹ گیا ہے جب سے حفیظ
لطف صحبت کہین نہین ملتا

نقشہ جو اُن آنکھون مین جما تھا مرے دل کا
غنچے پہ ہوا باغ مین دھوکا مرے دل کا

ہاتھون مین علاج اُن کے کبھی تھا مرے دل کا
اب تو ہے کوئی اور مسیحا مرے دل کا

سینے سے نکلتا ہی نہین تیر کسی کا
یہ بھی کوئی ارمان ہے گویا مرے دل کا

پرچا تھا کبھی حسن کے بازار مین اپنا
گاہک تھی حسین - تھا وہ زمانا مرے دل کا

اُف منہ سے نہ کی جھیل کے فرقت کی اذیّت
کیا ضبط ہے اللہ رے کلیجا مرے دل کا

تیری نگہِ لطف کے پھرتے ہی یہ دیکھا
کوئی نہ رہا دیکھنے والا مرے دل کا

دیکھے نہون جس نے تری آنکھون کے کرشمے
دیکھے وہ نظر بھر کے تماشا مرے دل کا

آمیزش خون اشک مین بے وجہ نہین ہے
شاید کوئی پھر آبلہ ٹوٹا مرے دل کا

بیچین کیا اور بھی دے دے کے تسلّی
کیا خوب کیا تم نے مداوا مرے دل کا

لے گا وہ اسے جس کو پرکھ اور نظر ہے
تم سے نہ پٹے گا کبھی سودا مرے دل کا

آنکھون سے حفیظ اپنی ٹپکنے لگے آنسو
جب حال کسی دوست نے پوچھا مرے دل کا

دیکھے نہ آنکھ اٹھا کے جو ہو چاند عید کا
اللہ رے دماغ ترے محو دید کا

تو نے لیا جو مول تو انمول دل ہوا
کیا مرتبہ بڑھا ہے ترے زر خرید کا

پیر مغان سے کم نہیں کچھ بچون کا فیض
جو پیر کا چلن وہ طریقہ مرید کا

کچھ رے لیا گلون نے اڑا یا شفق نے کچھ
کیا کیا بٹا ہے خون تمھارے شہید کا

جس روز وصل یار میسر ہوا ے حفیظ
وہ شب شب برات ہی وہ دن ہے عید کا

وصل کی رات بھی پردہ نہ اٹھا گھونگھٹ کا
اللہ اللہ ٹھکانا ہے کوئی اس ہٹ کا

سر ٹپکتا ہوں جو اس در پہ تو فرماتے ہیں
آپ کیوں نقش مٹاتے ہیں مری چوکھٹ کا

پھنس گیا دیکھ لی جس نے تری گیسو کی لٹک
مر گیا چل گیا جس پر تری لٹ کا لٹکا

تیرے در تک ترا دربان جو نہ آنے دیگا
بوسہ ہم دور سے لے لین گے تری چوکھٹ کا

تم نہ آؤ گے تو کیا جان نہ نکلے گی مری
کام دنیا مین کسی کا نہیں رہتا اٹکا

غیر کے گھر کے قریب اس لیئے گھر مول لیا
شاید آجائے ادھر وہ کبھی بھولا بھٹکا

جس کو تاکا بس اسے پھانس لیا تو نے حفیظ
تجکو معلوم ہے کمبخت غضب کا لٹکا

مجکو پاس ضبط اس کو حوصلہ بیداد کا
رخصت اے صبر و خرد گھٹتا ہی دم فریاد کا

بیقراری نے بھرم کھویا مری فریاد کا
حوصلہ کچھ اور اس کو بڑھ گیا بیداد کا

ہر کڑی آسان ہی انسان جو دھوئے جی سی ہاتھ
دم نکلتے ہی سفر طے ہے عدم آباد کا

جب ہوا قطع تعلق تو زبان کیا بند ہو
منھ پکڑ سکتا نہیں ہرگز کوئی آزاد کا

وہ کہیں بن ٹھن کے جاتی ہیں مری گھر کھینچ لا
المدد اے جذب دل یہ وقت ہے امداد کا

سامنے تیری نگاہ ناز کے اکثر رہا
دل سراپا چاہیئے آئینہ فولاد کا

تنگ ہے جورِ اسیری بال و پر موتی ہوئے
جی مین ہے اُڑ جایئے لیکر قفس صیاد کا

لاش پر مجھ زار کی موج ہوا کا ہی گمان
شک مرے تابوت پر ہے نکہتِ برباد کا

سخت جان ہو نہین ذرا مقتل مین چلکر آپ بھی
دل بڑھاتے جایئے ہر وار پر جلاد کا

اس سے بڑھکر اور اے ذوقِ اسیری کیا کہون
دل بھر آیا دام خالی دیکھکر صیاد کا

گو تو اپنے طرز کا موجد ہی لیکن اے حفیظ
جا بجا دیوان مین کچھ رنگ ہے اُستاد کا

کچھ پاس جب رہا نہ اُنھین رسم و راہ کا
جاتا رہا خیال ہمین بھی نباہ کا

ہوتا نہین ہے کچھ بھی اثر میری آہ کا
کیا دل سیاہ ہے فلکِ روسیاہ کا

تم آج یون بدل گئے یہ کل کی بات ہے
کھا کھا کے قسمین عہد کیا تھا نباہ کا

زاہد کو بھی پلائی ہے پینے سے بیشتر
کفارہ دے چکا ہون مین پہلے گناہ کا

گذری شبِ فراق تو کی مین نے یہ دعا
پھر مُنھ خدا دکھائے نہ اس روسیاہ کا

مجھ سے کبھی ملی کبھی اغیار سے لڑی
ہو خاک اعتبار تمھاری نگاہ کا

لوہے کا بھی جگر ہو تو یہ اُس مین گھر کرے
کیا بے پناہ توڑ ہے تیرِ نگاہ کا

ہو حق کا شور چار طرف سے بلند ہے
آتا ہے میکدے مین مزہ خانقاہ کا

شاید یہ پڑھ رہے ہین غزل حضرتِ حفیظ
بزمِ سخن مین شور ہے اک واہ واہ کا

اوپری جی سے تھین دم بھر یہ پیار آیا تو کیا
وصل کی شب دو گھڑی دل کو قرار آیا تو کیا

جذبِ دل کا مزہ تو جب تھا کہ بلواتے مجھے
ذکر میرا اُن کے لب پر بار بار آیا تو کیا

آپ ہی مین تو مٹا ہون صورتِ نقشِ قدم
میری جانب سے ترے دل مین غبار آیا تو کیا

جب نہ مٹی دی نہ اُٹھا ہاتھ بہرِ فاتحہ
نعش کے ہمراہ کوئی تا مزار آیا تو کیا

کوئی دم افعال بد کا اپنے کر زاہد شمار
دانۂ تسبیح کا تجھکو شمار آیا تو کیا

ہجرِ ساقی مین ہمین دونون سے کچھ مطلب نہین
فصلِ گل آئی تو کیا ابرِ بہار آیا تو کیا

کچھ خدا کے گھر مین بھی زاہد اجارا ہے ترا
پی کے مسجد مین حفیظؔ بادہ خوار آیا تو کیا

مُنھ مرا ایک ایک تکتا تھا
اُس کی محفل مین مین تماشا تھا

ہم جو تجھ سے پھرین خدا سے پھرین
یاد ہے کچھ یہ قول کس کا تھا

وصل مین بھی رہا فراق کا غم
شام ہی سے سحر کا کھٹکا تھا

اپنی آنکھون کا کچھ قصور نہین
حُسن ہی دلفریب اُس کا تھا

فاتحہ پڑھ رہے تھے وہ جبتک
میری تربت پر ایک میلا تھا

نامہ بر نامہ جب دیا تو نے
کچھ زبانی بھی اُس نے پوچھا تھا

اب کچھ اس کا بھی اعتبار نہین
پہلے دل پر بڑا بھروسا تھا

وہ جو رگ رگ کی پوچھتے تھے حال
دل مین رہ رہ کے درد اُٹھتا تھا

جھوٹا وعدہ بھی اے حفیظ اُن کا
زندگی کا مری سہارا تھا

قید مین اتنا زمانہ ہو گیا
اب قفس بھی آشیانہ ہو گیا

جبہہ سائی اک جہان کرنے لگا
کعبہ اُن کا آستانہ ہو گیا

بدگمانی نے ادھر گھیرا مجھے
جب اُدھر قاصد روانہ ہو گیا

غیر پر بھی مہربانی ہو چکی
دو دن اُس کا بھی زمانہ ہو گیا

کیا غزل کہتے ہو تیرے اے حفیظ
ختم رنگِ عاشقانہ ہو گیا

جدائی مین تری دل کو قرار ابتک نہین آیا
بھر آیا جی مرا ذکر محبت جب کہین آیا

فضا آگے بڑھی کرتی ہوئی کچھ اہتمام اپنا
مرا قاتل جو مقتل مین چڑھا کر آستین آیا

بُرا ہو جذب دل کا - یا الٰہی اس کے ہاتھوں سے
ہجوم عام مین بے پردہ وہ پردہ نشین آیا

منگایا آئنہ جب اُس نے تو یہ کہکے اُٹھے ہم
اسی سے اب کرو باتین تمھارا ہمنشین آیا

جو دیکھا حسن تیرا جلوہ آنکھوں مین پھرا اُس کا
تری صورت جو دیکھی یاد صورت آفرین آیا

اکیلے جب کہین بیٹھے تو پہرون پھوٹکر روئے
وہی چرچا وہی باتین جو کوئی ہمنشین آیا

محبت جب ہوئی تو قید مذہب رہ نہین سکتی
کسی کا عشق عالم مین مٹانے کفر و دین آیا

تصور کیا بری شے ہی کہ وقتِ نزع بالین پر
فرشتہ موت کا آیا تو سمجھے وہ حسین آیا

حفیظ اس ضعف کے صدقے بٹھایا ہی کہان لاکر
گئی رفتار کی طاقت جو کوے نازنین آیا

چمن ہی جب چھٹا ہم سے خیال آشیان کیسا
وطن سی جب قدم باہر نکالا پھر مکان کیسا!

محبت ہی نہین باقی تو پھر کیون آزماتے ہو
غرض مطلب نہین جس سی پھر اُس کا امتحان کیسا

عدم کے جانے والو یون نہ سوو پاؤن پھیلا کر
لحد کی پہلی ہی منزل مین یہ خواب گران کیسا

کھلا جب رازِ دل تو کس لئے دین جان گھٹ گھٹکر
محبت ہو چکی ظاہر تو پھر ضبط فغان کیسا

گلہ تو دوست سے ہوتا ہی دشمن کی شکایت کیا
تمھین جب پھر گئے ہم سی عدو کیا آسمان کیسا

مجھے کعبہ نشین سی کام ہی کعبے سی کیا مطلب
بیان واعظ مکین کا جھ سی کر ذکر مکان کیسا

عدو کا ذکر سننے کی تو پہلے تاب ہو دل کو
یہی جب ہو نہیں سکتا ملانا ہان مین ہان کیسا

ہزارون وہم ہین مجکو برُا ہو اس محبت کا
صفائی آشنا دل ہو رہا ہے بدگمان کیسا

چمن برباد ہو شاخ نشیمن پر گرے بجلی
قفس کی خیر یارب باغ کیسا آشیان کیسا

حفیظ اچھا برُا جو کچھ ہے اس ذکر جانے دو
مگر یہ تو کہو اُس کا ہے انداز بیان کیسا

خراب وخستہ ہوے خاک مین شباب ملا
ہمین یہ دل نہ ملا جان کا عذاب ملا

کسی کی یاد مین بے شبہہ بیقرار ہے تو
کہ آج ہے تری شوخی مین اضطراب ملا

شراب پی تو گنہگار مین ہوا واعظ
برُائی کی جو مری تجکو کیسا ثواب ملا

ملے وہ عیش گذشتہ بھی اے خدا مجکو
بہشت مین جو دوبارہ مجھے شباب ملا

بڑی کریم ہے پیر مغان کی بھی سرکار
کہ جب ملا مجھے ساغر علی الحساب ملا

کچھ آرزو نہ رہی ترک آرزو کے سوا
مرے سوال کا ایسا مجھے جواب ملا

گیا جو دل تو ملا داغِ آرزو مجکو
اک آفتاب جو کھویا اک آفتاب ملا

حفیظ تم کو وہ ناکام وصل کہتے ہین
برُا نہ مانو یہ اچھا تمھین خطاب ملا

تم مجھ سے پوچھتے ہو مرے جی کا حال کیا
کیون مہربان ہوے کوئی سوجھی ہی چال کیا

مرگ رقیب بھی کوئی رونے کی بات ہے
کیا جانے آگیا ہمین اس دم خیال کیا

زاہد شرابِ ناب ہو یا بادۂ طہور
پینے ہی پر جب آئے حرام وحلال کیا

مین جان نثار تم ہو مری جان کے عدو
میرا خیال کیا ہے تمھارا خیال کیا

منعم تجھے لبھانے کو دنیا کے ہین فریب
پھانسے گی مجھ غریب کو یہ پیر زال کیا

اچھی نہین ہے ہر کس و ناکس کی دوستی — دیکھو تو آجکل ہے زمانے کا حال کیا
موسی کی طرح ہو کوئی مشتاق دید بھی — چمکے گی پھر نہ طور پہ برقِ جمال کیا
اللہ رے بخل بات کا دیتے نہین جواب — پورا کرین گے آپ ہمارا سوال کیا
سب سے چھپا رہے ہو محبت لیکے دل مرا — سمجھے ہو تم اسے کوئی چوری کا مال کیا
سب ہیچ ہین جو آپ کی سیدھی رہی نگاہ — ہم سے رقیب آنکھ ملائے مجال کیا
خود اپنے حال پہ کبھی روئے کبھی ہنسے — افسردہ خاطرون کی خوشی کیا ملال کیا

تسکین دل کو دیجیئے یہ کہہ کے اے حفیظ
جو بھول جائے آپ کو اُس کا خیال کیا

دنیا مین یون تو ہر کوئی اپنی سی کر گیا — زندہ ہے اُس کا نام کسی پر جو مر گیا
صبحِ شب وصال ہے آئینہ ہاتھ مین — شرما کے کہہ رہے ہین کہ چہرہ اُتر گیا
ساقی کی بڑھ چلی ہین جو بے التفاتیان — شاید ہماری عمر کا پیمانہ بھر گیا
اتنا تو جانتے ہین کہ پہلو مین دل نہین — اس کی خبر نہین کہ کہان ہے کدھر گیا
ہم سے جو آپ روٹھ کے جاتی ہین جائیے — سُن لیجیئے گا زہر کوئی کھا کے مر گیا
جاتا رہا شباب تو کچھ سوجھنے لگی — آنکھین کھلین شراب کا نشہ اُتر گیا
ناصح کہان کا چھیڑ دیا تو نے آکے ذکر — اُس کا خیال پھر مجھے بیچین کر گیا
دو دن مین یہ مزاج کی حالت بدل گئی — کل سر چڑھا تھا آج نظر سے اُتر گیا
اچھا ہوا جو آپ عیادت کو آگئے — سر کا یہ ایک بوجھ تھا وہ بھی اُتر گیا
تیرے مریض ہجر کا اب تو یہ حال ہے — آیا جو دیکھنے کو وہ با چشم تر گیا

چھیڑا کسی نے ذکر محبت جو اے حفیظ

دل پر عجیب طرح کا صدمہ گذر گیا

اے پیر مغان در سے تیری مین کہان جاتا
دنیا مین کوئی تجھ سی بڑھکر ہے سخی داتا

ناصح مجھے سمجھا کر اُٹھا تو مین یہ سمجھا
اتنی ہی سمجھ ہوتی تو کاہیکو سمجھاتا

غیر آکے مرے آگے جب ذکر وفا کرتے
خاموش بھلا مجھ سے اُس وقت رہا جاتا

فرصت جو زمانہ دے قدر اُس کی کری انسان
جو وقت کہ جاتا ہے پھر ہاتھ نہین آتا

نالے جو کئے مین نے قابو نہ رہا دل پر
اب ضبط فغان کرتا تو منھ کو جگر آتا

جتنی یہ مصیبت ہے سب اپنی کئے کی ہے
دل کا نہ کہا کرتا تو کاہیکو پچھتاتا

کیا پرسش محشر ہے اس سے تھا کہین بہتر
اعمال کی مین اپنے یہ دنیا مین سزا پاتا

افسردگیِ دل کا کیون ہو نہ قلق مجکو
گلچین سے کوئی پوچھے جب پھول ہے مرجھاتا

اُس بھولنے والے نے پھر یاد کیا شاید
رہ رہ کے جو سینے مین دل آج ہے گھبراتا

ہر شعر حفیظ اپنا فوٹو ہے محبت کا
سُنتا جو غزل میری بیچین وہ ہو جاتا

بتکدہ نزدیک کعبہ دور تھا
مین ادھر ہی رہ گیا مجبور تھا

شام ہی سے ہم کہین جاتے تھے روز
مدتون اپنا یہی دستور تھا

وہ کیا جس مین خوشی تھی آپ کی
وہ ہوا جو آپ کو منظور تھا

کچھ ادب سے رہ گئے نالے اِدھر
کیا بتائین عرش کتنی دور تھا

جس گھڑی تھا اُس کے جلوونکا ظہور
عرش کا ہمسنگ کوہ طور تھا

اک حسین کا آگیا جو تذکرہ
دیر تک محفل مین ذکر حور تھا

وصل کی شب تھی شب معراج کیا
دور تک پھیلا ہوا اک نور تھا

ہرکس وناکس سے کیا ملتی نگاہ
اپنی آنکھوں مین بت مغرور تھا

عمر بھر فکر سخن مین تھا حفیظ
شاعری کا دل مین اک ناسور تھا

پھونچے اُس کو سلام میرا
بھولے سے نہ لے جو نام میرا

قاصد کی جہان نہو رسائی
کیا پھونچے وہان پیام میرا

شہرت سے مری ہوے وہ رسوا
مٹ جائے جہان سی نام میرا

اللہ رے اُن کی بد دماغی
لیتے نہین اب سلام میرا

ساقی اتنی ہی التجا ہے
خالی نہ کبھی ہو جام میرا

دربان کو تیرے اک خلش ہے
بستر جو ہے زیر بام میرا

کوئی نہ کوئی ہوا پیامی
اب تک نو رُکا نہ کام میرا

مجکو ہے اُسی کے نام کی رٹ
لیتا ہی نہین جو نام میرا

جو لوگ ہین درد دل سے واقف
از بر ہے اُنھین کلام میرا

پھونچا تجھ تک ہزار ڈھب سے
رفتہ رفتہ پیام میرا

وحشت مین کہین کسی جگہ بھی
دم بھر نہوا قیام میرا

مانگی ہے غزل حفیظ اُس نے
مقبول ہوا کلام میرا

کرنا جو محبت کا اقرار سمجھ لینا
اک بار نہین اس کو سو بار سمجھ لینا

ہم ہون کہ عدو اس مین جو ظلم کا شاکی ہو
کرتا ہی نہین تم کو وہ پیار سمجھ لینا

مرجائے مگر جانا اُس کی نہ عیادت کو
تم جس کو محبت کا بیمار سمجھ لینا

بن بن کے بگڑتا ہے وہ کام محبت مین
آسان نہین جس کو دشوار سمجھ لینا

غفلت کدۂ ہستی جب کہتے ہین عالم کو
سودا ہے پھر اپنے کو ہشیار سمجھ لینا

محفل مین رقیبون کی جاتا ہے اگر تم کو
صورت سے مجھے - اپنی بیزار سمجھ لینا

دل پر تو لگاتے ہو تم تیر نظر لیکن
آہون کو ہماری بھی تلوار سمجھ لینا

چھیڑا جو مرے آگے پھر تذکرۂ دشمن
رکھی ہوئی ہے مجھ سے تکرار سمجھ لینا

پوشیدہ حفیظ اس مین اسرار محبت ہین
آسان نہین میرے اشعار سمجھ لینا

پوچھکر حال سُنے کوئی تو کہنا اچھا
اور ایسا جو نہو چپکے ہی رہنا اچھا

عشق کا راز کسی سے نہین کہنا اچھا
ہو سکے ضبط تو خاموش ہی رہنا اچھا

گریہ روکا تھا کہ اک آگ لگی سینے مین
لوگ سچ کہتے ہین کہ ناسور کا بہنا اچھا

وصف جنت کا نہ دنیا کی مذمت ہے وہان
مسجدون سے تو خرابات مین رہنا اچھا

ایک دن جی سے گذرنا کہین اس سے بہتر
دل پہ ہر روز کا صدمہ نہین سہنا اچھا

عرض مطلب جو کیا بات بنانا ٹھہرا
آپ کی بزم مین خاموش ہی رہنا اچھا

کیا شگفتہ ہین ہمارے جگر و دل کے یہ داغ
کہئے کیون ہوگا نہ ان پھولون کا گہنا اچھا

کیجیے غیر سے باتین نہ ہمین چھیڑیے آپ
مُنھ نہ کھلوائیے خاموش ہی رہنا اچھا

وقت رخصت مری اُلجھی ہوئی تقریر وہ ہائے
اُس کا گھبرا کے ہر اک بات پہ کہنا اچھا

کیا ملا حضرت موسیٰ کو کسی جلوے سے
حُسن والون سے مگر دور ہی رہنا اچھا

کہتی ہے ہمت پرواز کہ اُڑ مثل شرر
ہو کے مجبور قفس مین نہین رہنا اچھا

اُٹھیے بالین سے کہ آثار بُرے ہین اپنے
اب مرے پاس نہین آپ کا رہنا اچھا

شعر مین جب نہ کوئی بات ہی پیدا ہو حفیظ
ایسے کہنے سے تو اے یار نہ کہنا اچھا

آغاز محبت مین برسون یون ضبط سی ہم نے کام لیا
جب ہوک کلیجے مین اُٹھی تو ہاتھون سے دل تھام لیا

اس رشک کے ہاتھون ایک نہ اک ہر روز ہی داغ اُٹھاتے رہے
ہم چوٹ جگر پہ کھا بیٹھے جب غیر نے تیرا نام لیا

آنکھین وہ جھکین ملتے ملتے رہے ہوش و خرد جاتی جاتے
کچھ شرم نے اُن کو روک لیا کچھ ضبط نے ہمکو تھام لیا

انسان کی تھی یہ تاب و توان جو بار محبت اُٹھا سکتا
اک یہ بھی ہے احسان ترا کیا اس سی تو نے کام لیا

صحرا مین ٹھنڈے وقت ہمین یاد آئی جو اسکی جلوہ گری
کچھ ایسی ہوئی وحشت دل کو دم جا کے زیر بام لیا

اور اس کے سوا کچھ کہہ نہ سکے پوچھا جو کسی نے حال ہی کیا
آنکھون سے آنسو بہنے لگے ہاتھون سی کلیجا تھام لیا

لوٹا تری دونون آنکھون نے پایا جو مرے دل کو تنہا
جو ایک نے صبر شکیب لیا تو ایک نے چین آرام لیا

ابتک تو خبر لی اُس نے مری جب وقت کوئی اُفتاد پڑی
جب ٹھوکرین کھا کر گرنے لگا ہاتھ اُس نے لپک کر تھام لیا

ہم لائین کہان سے وہ آنکھین جو تم کو پشیمان دیکھ سکین

اب کیسی ندامت جب ہم نے سب اپنے سر الزام لیا

محرومیِ قسمت کیا کہیے احسان کیا کب ساقی نے
پیمانۂ عمر چھلک ہی گیا جب ہاتھ مین اپنے جام لیا

موزون جو ہوئے جذباتِ دل جب شعر حفیظ پڑھا ہمنے
سنتے ہی دونون ہاتھون سے سامع نے کلیجا تھام لیا

آنکھ اُس سے پھرے کیا یہ تقاضا ہی وفا کا
دیکھا جسے دیکھا جسے تاکا اُسے تاکا

آج اُن کی زبان پر بھی ہی ذکر اپنی وفا کا
تاثیر محبت مین ہوئی شکر خدا کا

کافر نے کچھ اس طنز سے پوچھا تھا مزاج آج
کہتے ہی بنی مجکو کہ احسان خدا کا

کیا مانگ کر روئے ہین یہ کچھ ہم سے نہ پوچھو
یون سمجھو ہوا خاتمہ آج اپنی دعا کا

آنکھون کے چرانے مین بھی اک طرفہ ادا ہے
رکھا ہے تغافل مین بھی انداز حیا کا

جو داغ مرے دل مین وہ زاہد کی جبین پر
چھپتا ہے کہین فرق خلوص اور ریا کا

کونین مین جو کچھ ہے وہ زاہد کے لئے ہے
بندہ ہے یہی ساری خدائی مین خدا کا

میرے ہی ستانے کے لیئے اور مجھی سے
لو اور سنو پوچھتے ہین ڈھنگ جفا کا

آنکھو نمین پھری پیر خرابات کی صورت
واعظ نے کیا ذکر جو خاصان خدا کا

کچھ اور بتا چارہ گر اس درد کی تدبیر
دُکھتا ہے جگر نام جو سنتا ہون دوا کا

موت آنے کا آخر کوئی ہوتا ہے بہانہ
دل ہاتھ سے جانا تھا کہ آنا تھا قضا کا

کہتے ہین وہ سنکر مری حسرت کی کہانی
کمبخت کی باتون مین تو ہے درد بلا کا

کونین کی وسعت ہی تری دست کرم مین
کچھ غم نہین کوتاہ جو دامن ہے دعا کا

حورون ہی کے پردے مین تری نام کی رٹ ہی
دیوانہ ہے واعظ تری مستانہ ادا کا

دشمن کو بھی چاہون تو ابھی دوست بنا لون ۔ چلتا ہوا جادو ہے عمل اپنی وفا کا
پھر تو یہ حسین ہین وہی مٹی کے کھلونے ۔ اُڑ جائے یہ روغن جو کہین نازو ادا کا
تم اور سنو بیٹھے ہوے سامنے خاموش ۔ ہم اور گلہ تم سے کرین جور و جفا کا
باتین یہ طبیبون سے رہا کرتی ہین ہر دن ۔ سنتا ہون اثر پوچھکے ایک ایک دوا کا
دیکھا جسے سرشارِ محبت نظر آیا ۔ اللہ رے اثر اُس نگہِ ہوشربا کا
جب دیکھیے ظالم کی ہی مٹھی مین کوئی دل ۔ کتنا ہے منجھا ہاتھ ترے دزدِ حنا کا
ساقی یہ ٹپکتی ہے تری آنکھ سے مستی ۔ یا جام چھلکتا ہے مےِ ہوشربا کا

کعبے مین حفیظ آج تو بتخانے مین کل ہے
سچ ہے کوئی مشرب نہین اس مردِ خدا کا

کیا یہی ایک دل کا آنا تھا ۔ موت کا اور بھی بہانا تھا
جب ہمین کو تمھین ستانا تھا ۔ ھر کسی کو نہ آزمانا تھا
پندِ ناصح کی چوٹ دل پہ لگی ۔ ہر سخن ایک تازیانا تھا
امتحان اور پھر محبت کا ۔ آزمانا سا آزمانا تھا
یون نہ ہونا تھا خانمان برباد ۔ ہان کسی دل مین گھر بنانا تھا
تم سے اک بات پوچھتے ہین ہم ۔ لیکے دل یون نظر چرانا تھا
ہم کو مذکورِ غیر سے مطلب ۔ باتون باتون مین آزمانا تھا
مہربانی کی وجہ یون سمجھو ۔ مجکو دیوانہ پھر بنانا تھا
یہ ملا شکوۂ ستم کا جواب ۔ دل سمجھ بوجھکر لگانا تھا
اُن سے کہتی ہے شرط ہو عدیکی ۔ جو کہا تھا وہ کر دکھانا تھا

چارہ گر کی ہوتا کچا منّت
اس سے بہتر تو مر ہی جانا تھا

بزم مین غیر کی سُنی باتین
ایسے ویسے کو مُنھ لگانا تھا

تھی چمن مین یہ کائنات اپنی
چار تنکون کا آشیانا تھا

اُس کی تعریف حُسن ناصح سے
مگر اُس کو سڑی بنانا تھا

آنکھ سے آنکھ دل سے دل ملتا
یون نظر سے نظر ملانا تھا

تم موافق حفیظ سے ہوتے
ناموافق اگر زمانا تھا

کچھ ٹھکانا ہے دل کی وسعت کا
ایک میدان ہے قیامت کا

دل مین جو داغ ہے محبت کا
ہے وہ اک پھول باغ جنت کا

دل کا روگ آنکھ کی ہے بیماری
دیکھ لینا بھی اچھی صورت کا

جسم سے جان کی جدائی ہے
ساتھ چُھٹتا ہے ایک مدت کا

ہر گھڑی اُس کا شکر کرتا ہون
خوب پہلو ملا شکایت کا

ملتی جلتی ہے اُس کے کوچے سے
مختصر وصف ہے یہ جنت کا

سرد کر دے ہزار دوزخ کو
ایک چھینٹا سحاب رحمت کا

بوالہوس اور لین تعلّی کی
غیر دعوے کرین محبت کا

اک نہ اک روز رنگ لائے گا
خون کرنا ہماری حسرت کا

تہ کر اپنی نصیحت اے ناصح
کھیل ہے روکنا طبیعت کا

کیون جلے ذکر حور سے وہ حسین
رشک حصّہ ہے میری قسمت کا

کہہ گئے ہین کبھی ملین گے ہم
یہ تو وعدہ ہوا قیامت کا

اک زبان سے ادا ہو گیا ممکن
شکر اس بے شمار نعمت کا
کام وہ کر کہ نام رہ جائے
زندگی ہے نشان تربت کا

آدمیت حفیظ پر ہے ختم
ایک پتلا ہے وہ مروّت کا

اُکتا کے کسی کا ہائے کہنا
کب تک یہ شکستہ حال رہنا
آنکھوں نے دکھا دیا یہ آخر
پانی کی جگہ لہو کا بہنا
مرتے مرتے کسی کی ہے یاد
اے دردِ جگر گواہ رہنا
کچھ کہہ نہ سکے ہجومِ غم سے
قاصد یہی اُن سے جا کے کہنا
غم ہم کو ملا خوشی عدو کو
سچ کہتے ہیں اپنا اپنا لہنا
اُس بزم میں شمع کا ہے ایما
جلنا بھی یہاں تو چپ ہی رہنا
جب بند ہوئی زبان پوچھا
ہم سے بھی کچھ آپ کو ہے کہنا
اُٹھتے ہی نظر جگر لہو تھا
آسان نہیں ہے چوٹ سہنا
سمجھو تو یہ انتہائے غم ہے
آنسو کا اب آنکھ میں نہ رہنا
ہوتی ہیں حسین ضد کے پورے
مانیں گے وہ کسی کا کہنا
چپ کا ہے کہیں بُرا نتیجا ق
اچھا ہے کہیں خموش رہنا
دُکھ کو نہ طبیب سے چھپانا
نادان سے رازِ دل نہ کہنا

کیا ہوگا حفیظ گھر بنا کر
دو دن تو یہاں ہے تم کو رہنا

کہتا ہے محبت میں بدنام نہ ہو جانا
کچھ دل ہی سمجھتا ہے بیدرد کا سمجھانا

اب حال کھلا آتی ہی موت بھی مشکل سے | ہم پہلے سمجھتے تھے آسان ہے مرجانا
اک بات نصیحت کی میری بھی سُن ای ناصح | جبتک نہ کوئی سمجھے بے سود ہے سمجھانا
اس بزم مین ہم بھی تو آخر ہین جلے بیٹھے | تم کس کو دکھاتے ہو پروانون کا جل جانا
کیا دیکھیے کہتا ہے اب وصل کی خواہش پر | سیکھا تو ہے ظالم نے ہر بات کو دُھرانا
کوتاہی قسمت کا دیتا ہے پتا مجکو | آکر مرے ہونٹھون تک ساغر کا چھلک جانا
شہرت پہ مٹے کوئی ہم تو یہی کہتے ہین | اک طرح کی رُسوائی ہے نام نکل جانا
حسرت کی نگاہون کا کرنا جو ہو نظارہ | تم موت سے پہلے ہی بالین پہ مری آنا

کی غم نے حفیظ ایسی تغییر تری صورت
اس وقت تجھے ہم نے آواز سے پہچانا

اور تو کون چمن مین ہے مقابل میرا | منہ چڑھاتی ہین کبھی چڑھکے عنادل میرا
کون سا حال نہین رحم کے قابل میرا | وہ جو آئے تو ٹھکانے نہ رہا دل میرا
نالے رُکتے ہین محبت مین کہین تھمتے ہین اشک | کیجیے غور تو ہر کام ہے مشکل میرا
پھیر دو جلد چھری اب یہ تسلی کیسی | ذبح کے وقت بڑھاتے ہو عبث دل میرا
مجھ سے ہو دعوی خون حشر مین توبہ توبہ | سامنے میرے پشیمان ہو قاتل میرا
روز سنتے ہین زمانے کو نئی گردش ہے | کاش پھر جائے اُن آنکھونکی طرح دل میرا
میرے ہی سر ہو مری خون کی پرسش یارب | مجکو اقرار ہے بے جرم ہے قاتل میرا
فیصلہ جلد بھی کردے مری امیدون کا | ہائے بیدرد نہ تھم تھم کے دُکھا دل میرا
بندھ گئی تھی جو سفر پہ کمر ہمت چست | پاؤن اُٹھتے ہی گذر تھا سر منزل میرا
ہم کہے جائین کہ بیجا ہے تقاضا دل کا | تم کہے جاؤ کہ دعوے نہین باطل میرا

داورِ حشر کے آگے نہین اُٹھنے کی نگاہ
جانتا ہون مری آنکھون مین ہے قاتل میرا

مل گئین خاک مین لاکھون ہی تمنائین حفیظ
اک زمین گورِ غریبان کی ہے اب دل میرا

ذکر جس بزم مین اُن کا نہ رہا
یون بجھے کوئی چرچا نہ رہا

حسن کی آن کہان جاتی ہے
چار دن پھول شگفتا نہ رہا

پھر بھی کچھ دل مین کسک باقی ہے
گو وہ پہلا سا تو صدما نہ رہا

آئینہ دیکھتے ہو آٹھ پہر
کیا کوئی دیکھنے والا نہ رہا

جھوٹ سچ بھی نہین ہوتی وعدے
اب وہ جینے کا سہارا نہ رہا

ہو گیا جس کو محبت کا مرض
عمر بھر وہ کبھی اچھا نہ رہا

بیوفائی پہ کمر باندھی ہے
دھیان کچھ میری وفا کا نہ رہا

اور دنیا مین حسین گزرے ہین
ڈور دُردانہ کبھی کا نہ رہا

صبر مشکل ہے محبت مین حفیظ
سُن کے یہ ضبط کا یارا نہ رہا

کیا چیز ہے یہ وعدۂ فردا ابھی یار کا
ٹوٹے گا سلسلہ نہ مرے انتظار کا

آؤ ٹہین نہ باغ مین چلکر گلابیان
اب کے کٹے بہار سے موسم بہار کا

کہتے ہین یون نہین مری وعدہ خلافیان
لینا ہے امتحان ترے اعتبار کا

عبرت سے اُس گلی مین نہ رکھا کسی نے پاؤن
جب تک رہا نشان ہمارے مزار کا

میرے سوا وہ کون ہے ایسا مٹا ہوا
ہان نام لیجئے تو کسی جان نثار کا

کچھ کہتے کہتے اپنی زبان بند ہو گئی
دھیان آگیا جو اُس نگہ شرمسار کا

کہنا کسی کا ہاے یہ دم توڑتے ہوے
ٹوٹے نہ آسرا کسی اُمیدوار کا

ابتک بندھی نہ ذہن مین کچھ فکر آشیان
اور آگیا ہے سر پہ زمانہ بہار کا

پانی پھرا اُمید پہ نیل آنکھ سے ڈھلا
آیا اخیر وقت مرے انتظار کا

آج اُن کے نقش پا کو اڑا لے گئی نسیم
گل ہو گیا چراغ ہمارے مزار کا

بیٹھا ہون اُس گلی مین مگر ہے یہ بیخودی
اک اک سے پوچھتا ہون پتا کوے یار کا

کھوئی غبار راہ نے بینائی آنکھ کی
اچھا ہوا کہ روگ مٹا انتظار کا

کچھ بن پڑی نہ اُن سے تسلی دیے بغیر
احسان ہے یہ گریۂ بے اختیار کا

آیا ہے دم لبون پہ سحر ہوتی ہے حفیظ
بجھتا ہے اب چراغ شبِ انتظار کا

مر کے زندہ وفا کا نام کیا
جان نثارون نے ایک کام کیا

ان بتون کا یہ احترام کیا
یعنی سجدہ کیا سلام کیا

کوچ لاکھون کا اس جگہ سے ہوا
آہ ہم نے کہان مقام کیا

کیا ہوئے وہ نشان اگلون کے
آج مانا کسی نے نام کیا

بتکدے سے جو دل اچاٹ ہوا
اُٹھ کے کعبے کا اہتمام کیا

ضبط جس نے کیا محبت مین
سچ ہے اُس نے بڑا ہی کام کیا

غیر کے گھر سے شاید آتے تھے
کٹ گئے مین نے جب سلام کیا

اُس کی باتون کے ہم ہوے مشتاق
اُن سے جس شخص نے کلام کیا

اس کو کیا کہیے شرم یا نفرت
پھیر کر منھ مجھے سلام کیا

زندہ در گور ہو رہا ہون حفیظ

عشق نے کام ہی تمام کیا

نام باتون مین نہ لے ناصح نادان اُن کا
چٹکیان لینے لگا دل مین پھر ارمان اُن کا

ہائے چھپائے نہ دنیا مین کوئی میری طرح
عمر بھر ہاتھ ملا چھوڑ کے دامان اُن کا

یارب اتنا کوئی ممنون عنایت بھی نہو
سر اُٹھانے نہین دیتا مجھے احسان اُن کا

دونون جانب یہ اثر جذب محبت نے کیا
آرزو اُن کو ہماری ہے ہمین ارمان اُن کا

حال سُن سُن کے مرا ضبط کہان تک آخر
کہہ اُٹھے وہ بھی کہ اللہ نگہبان اُن کا

مجھ سے کچھ گھر ہی کی رونق تھی نہ زینت در کی
وہ سلامت رہین جیتا رہے دربان اُن کا

روک لی حضرت ناصح نے زبان خیر ہوئی
آ چکا تھا مرے ہاتھوں مین گریبان اُن کا

آ کہین جلد وہ آتے ہین عیادت کے لیئے
اے اجل کون ہو شرمندۂ احسان اُن کا

میر کا رنگ برتنا نہین آسان حفیظ
اپنے دیوان سے ملا دیکھیے دیوان اُن کا

کسی کو دیکھ کر بیخود دل خود کام ہو جانا
اسی کو لوگ کہتے ہین خیال خام ہو جانا

محبت سے جو پیش آئے کوئی ہو دوست یا دشمن
ہمین تو ہر کسی کا بندۂ بے دام ہو جانا

خدا جانے کہ ہوتا کیا مآل اپنی محبت کا
بہت اچھا ہوا آغاز مین انجام ہو جانا

مٹانا ہو اگر دھبا ریاکاری کا اے زاہد
کسی کی بزم مین اک دن شریک جام ہو جانا

جہان دیکھو وہان کچھ ذکر ہے اپنی محبت کا
برا ہے آدمی کے واسطے بدنام ہو جانا

کرے گا رخنہ پیدا کوئی دن دربان کا ہنگامہ
قیامت ہے ترے در پر ہجوم عام ہو جانا

حفیظ ایسے مسلمان کا بھی کوئی دین و مذہب ہے
بتون کی دوستی مین تارک اسلام ہو جانا

حفیظ وصل مین کچھ ہجر کا خیال نہ تھا
وفور عیش مین اندیشۂ مآل نہ تھا

بُرا ہی کیا ہے برتنا پُرانی رسمون کا
کبھی شراب کا پینا بھی کیا حلال نہ تھا

نیا ہے ابکے برس کچھ بہار کا عالم
جنون کا زور تو ایسا گذشتہ سال نہ تھا

خیال تم نے دلایا جو گزری باتون کا
ملال اب وہ ہوا پہلے جو ملال نہ تھا

وہ دن ہین یاد کہ برسون تھی خود فراموشی
یہ دُھن کسی کی تھی اپنا بھی کچھ خیال نہ تھا

تم آگئے کہ مری جان بچ گئی ورنہ
کچھ آج موت کے آنے مین احتمال نہ تھا

کوئی تو وجہ مسرت ہے گو کہین نہ کہین
کہ یون حفیظ کا چہرہ کبھی بحال نہ تھا

لحاظ اس نے کچھ کفر و دین کا نہ رکھا
مرے دل نے مجکو کہین کا نہ رکھا

زلیخا سے الفت نے چھُوائے تنکے
گھمنڈ اس نے ایسے حسین کا نہ رکھا

جو محروم دُنیا تو مایوس عقبےٰ
تری آرزو نے کہین کا نہ رکھا

حسینون کی وعدہ خلافی نے ابتو
گمان دل مین باقی یقین کا نہ رکھا

تری رہ گذر دیکھکر ہے یہ حیرت
ارم نام اس سرزمین کا نہ رکھا

سفارش مری اب کرین کیا کہ تونے
کبھی دل مرے ہمنشین کا نہ رکھا

توارد حفیظ اور اپنی غزل مین
کبھی قافیہ تک حزین کا نہ رکھا

کل جو آباد تھا گھر آج اُسے ویران دیکھا
روز بستے تجھے او گورِ غریبان دیکھا

ڈھکے راحت سے کہین رنج کا سامان دیکھا
دو کو خندان تو یہان چار کو گریان دیکھا

غیر کو آج تری بزم مین مہمان دیکھا
جو سُنا کرتے تھے آنکھون سے وہ سامان دیکھا

جب نہ تھا ضبط تو کیون آئے عیادت کیلئے
تم نے کاہیکو مرا حال پریشان دیکھا

رُک گیا دل کی طرح دست تمنا بڑھکر
اُس نے مڑ کر جو سو گوشہ دامان دیکھا

رکھتی ہے یہ اثر گریہ مری چشم پُرآب
مل گئی جس سے نگاہ اُس کو بھی گریان دیکھا

دیکھنا جوش پہ آجائے گا دریائے کرم
اُس کی رحمت نے جو شرمندۂ عصیان دیکھا

آخر الامر گزرنا ہے کسی دن جی سے
یہ سمجھنا تھا کہ ہر کام کو آسان دیکھا

لادوا درد محبت ہے سوا اس کے حفیظ
اور دُنیا مین ہر اک درد کا درمان دیکھا

ہوتا ہی غم کے ہاتھون اب خون آرزو کا
ظالم تھا مدتون سے پیاسا مری لہو کا

وقتِ بہار گلشن اک سیر کی جگہ ہے
بے اعتبار لیکن عالم ہے رنگ و بو کا

گردن مین پیار سے وہ ہاتھونکا ڈال دینا
ہم وحشیون کے حق مین اب طوق ہی گلو کا

تھی چور میکدے کے مسجد کے رہنے والے
مے سے بھرا ہوا ہے جو ظرف ہے وضو کا

مشکل بہت ہی دل مین رازِ چمن چھپانا
دو دن کے بعد آخر غنچون نے خون تھو کا

اول تو زر کی مستی پھر اُس پہ مے پرستی
منعم کو ہوگا نشہ اک جام مین سبو کا

وقتِ جلال اُس کو ہرگز نہ چھیڑنا تھا
موسیٰ کو دیکھنا تھا موقع تو گفتگو کا

انبوہ حسرتون کا تم دیکھتے تھی جس مین
اُس دل مین رہگیا ہی اک داغ آرزو کا

پیغامبر ہوا ہے کچھ ہمکلام اُن سے
یہ صاف کہہ رہا ہے انداز گفتگو کا

آہستہ ہاتھ رکھنا زخمِ جگر پہ دیکھو
ایسا نہو کہ ٹوٹے ٹانکا کوئی رفو کا

کچھ اے حفیظ ہم سے پوچھو نہ دل کی حالت
کمبخت دوست ہو کر دشمن ہے آبرو کا

آنکھون سے آج دیکھا یہ حال بیکسی کا
سنتے تھے مدتون سے کوئی نہین کسی کا

تقدیر مین لکھا تھا بدنام ہو کے مرنا
یہ مختصر فسانہ ہے اپنی زندگی کا

محشر مین اس ستم کا تم کیا جواب دو گے
عادل کا سامنا ہے وہ دن ہے منصفی کا

تم جا رہی ہو اب تک آئی نہ موت مجکو
اب اس سے بڑھ کے کوئی صدمہ ہے جان کنی کا

آنا مری لحد پر چادر سے مُنھ چھپا کر
پردہ نہین تھا جس سے مدفن ہے یہ اُسی کا

جسطرح سختیون سے دم توڑتا ہو کوئی
گھٹ گھٹ کے رہگیا یون ارمان جی مین جی کا

آیا ہے دم لبون پر پتھرا گئی ہین آنکھین
نقشہ نظر مین پھر بھی پھرتا ہے اُس گلی کا

کیسے کڑھانے والے وہ اور لوگ ہون گے
ہم کفر جانتے ہین دل توڑنا کسی کا

ان سختیون سے کس نے عہدِ وفا کو توڑا
آیا نہ دھیان تم کو کچھ میری عاجزی کا

پرہیز کر رہا ہون اُن کی عنایتون سے
مجکو مرض ہوا ہے اب ترک دوستی کا

جس کا خیال مجکو بہرون رُلا چکا ہے
ناصح نے آکے چھیڑا پھر تذکرہ اُسی کا

قبر حفیظ پر کیا عبرت برس رہی ہے
چھائی ہے اک اُداسی عالم ہے بیکسی کا

دیوانے ہوئے صحرا مین پھرے یہ حال تمھارے غم نے کیا
افسوس مگر اس بات کا ہے کیا تم نے کیا کیا ہم نے کیا

جب بھڑکی ہے آتشِ داغِ جگر سیر اُس کو دیدۂ نم نے کیا
شاداب چمن مین پھولون کو ہر شام و سحر شبنم نے کیا

اچھی ہوئی اب کہ بری یہ ہوئی ان باتون کو خود ہی سمجھو
الزام ہمین کیا دیتے ہو جو تم نے کہا وہ ہم نے کیا

تاریک ہوئی ساری دنیا کیا موت ہوئی مجھ بیکس کی
کم ایسے ہوئے ہین شہید وفا غم جن کا اک عالم نے کیا
قسمت کی طرح یہ دل نہ پھرا کعبے سے بھی اُلٹے پاؤن پھرے
آنکھون مین گلی وہ پھرنے لگی بیخود یہ طوف حرم نے کیا
کیا ایسی وفا پر ناز کرون جو باعث ہو رسوائی کی
یہ بات ہوئی مرجانے کی بدنام کسی کو ستم نے کیا
غربت مین تمھاری تربت پر رونے کو حفیظ آتا کوئی
اب شکر کرو آنسو تو تجھے چھڑکاؤ بھی ابر کرم نے کیا

خاک مین ہم کو ملادو مگر اتنا کرنا
دل بہل جائے گا کچھ رنج نہ اصلا کرنا
بیٹھکر بزم عدو مین مرا شکوا کرنا
ہو کسی طرح کی تخصیص مرے نام کے ساتھ
ہاے وہ ظلم جو کہنے مین نہ آئے ظالم
تم کیے جاؤ برائی یہ کہے دیتے ہین ہم
یہ وصیت ہے مری اہل محبت کے لیے
سُن لے اے موت کہ بر آئے کسی کی حسرت
جائیے آپ تو بس کر چکے اپنی سی بہت
ہاے رے دل کی لگی اُف رے مری بیتابی
چھوڑ نا ڈاک مین دو حرف تسلی لکھکر

پھر نہ اس طرح کسی کو کبھی رسوا کرنا
ہم جو مرجائین بڑے دھوم سے جلسا کرنا
چار مین یون کسی کمبخت کو رسوا کرنا
ذکر اب سے جو کبھی اہل وفا کا کرنا
وہ بھی اُس پر جسے آتا نہو شکوا کرنا
کچھ اسی مین ہے اب اللہ کو اچھا کرنا
دم نکل جائے مگر دل کا نہ کہنا کرنا
اس آئے مرے ماتم کی تمنا کرنا
ہان یہ کہیئے کہ ہمین چاہیے اب کیا کرنا
غیر کا اُن کی خوشی کے لیے کہنا کرنا
یاد آجائین کبھی ہم تو بس اتنا کرنا

ترک کرنا ہے محبت تو پس وپیش ہے کیا
یون سمجھ لیجئے جس کام کو کرنا کرنا

بیٹھے بیٹھے کبھی کچھ سوچ کے رونا پہرون
روتے روتے کبھی تقدیر کا شکوا کرنا

سامنے میرے نہ لینا کسی بیدرد کا نام
دوستو مجھ پر اب احسان بس اتنا کرنا

کافر عشق کو کیا دیر وحرم سے مطلب
جس طرف تو ہے اُدھر ہی ہمین سجدا کرنا

وضع کا دھیان رہے شان رہے آن رہے
اب سے کرنا جو کوئی کام تو ایسا کرنا

پوچھیئے ترک وطن کا نہ سبب مجھ سے حفیظ
موت ہے میرے لیئے ذکر وطن کا کرنا

چاک داماں نہ رہا چاک گریبان نہ رہا
پھر بھی پوشیدہ مرا حال پریشان نہ رہا

بزم دشمن نہ کبھی درہم وبرہم دیکھی
کیا ترا دور وہ اے گردش دوران نہ رہا

مجکو افسوس کہ وہ اور عدو کے بس مین
اُس کو یہ غم کہ مرا اب کوئی پرسان نہ رہا

ہم نے جو بات کہی تھی وہی آخر کو ہوئی
تم نے جو راز چھپایا تھا وہ پنہان نہ رہا

منفعل ترک وفا نے مجھے برسون رکھا
چار دن اپنے کیئے پر وہ پشیمان نہ رہا

اُن کی شوخی بھی ہوئی ہے مری وحشت کا جواب
ہاتھ ڈالا جو گریبان مین گریبان نہ رہا

بن گئی داغ کلیجے کا تمناے وصال
داغ حسرت کے سوا اب کوئی ارمان نہ رہا

خیر سب قول وقسم جھوٹ سہی خوش رہیئے
اب مرے آپکے وہ عہد وہ پیمان نہ رہا

روکنے کو مجھے غیرت کے سوا اُس در پر
کوئی دربان نہ رہا کوئی نگہبان نہ رہا

مٹ گیا شغل جنون اب وہ کہان جامہ دری
زور وحشت کا بھی اب دست و گریبان نہ رہا

چار گھڑی مین ترے در سے الگ ہو بیٹھا
غیر کچھ روز بھی منت کش دربان نہ رہا

وقت کو ہاتھ سے کھو کر کوئی دنیا مین حفیظ

عمر بھر میری طرح سر بگریبان نہ رہا

کسے منظور تم سے ملکے چھپنا دور ہو جانا
مگر ہان وضع کے ہاتھون نہ ہو مجبور ہو جانا

سرور آنکھو نمین آتے ہی حیا کا دور ہو جانا
اب آگے کیا کہون نشئے مین اسکا چور ہو جانا

ذرا سے زہد پر زاہد بہت مغرور ہو جانا
نتیجہ اس خودی کا ہی خدا سے دور ہو جانا

کیا در پردہ دل نے ساز اُن دیدہ نظرون سے
قرین عقل اس پھوڑے کا ہی ناسور ہو جانا

زمانے کو ہوئی عبرت کسی کا ظلم سُن سُنکر
بُری باتون کا بھی اچھا ہوا مشہور ہو جانا

گئے وہ دن کہ مین ہر بزم مین تھا زینت مجلس
غنیمت ہی کسی محفل مین اب مذکور ہو جانا

یہی آغاز اور انجام اُلفت کی علامت ہی
جگر مین داغ پڑنا داغ کا ناسور ہو جانا

کسی کے جلوے کا یہ ایک ادنی سا کرشمہ ہی
سما کر میری آنکھو نمین نظر سے دور ہو جانا

ذرا سی بات پر روٹھے ہین کیا کیا بدگمانی ہے
کہا تھا خلد مین میرے لئے تم حور ہو جانا

نظر کر شیشۂ مے پر جو ہے نخوت جوانی کی
جُھکا دیتا ہے سر آخر بہت مغرور ہو جانا

کسے آئینہ چھاتی سے لگاکر پیار کرتا ہے
ہمین سے ہی یہ شرمانا جھجکنا دور ہو جانا

کبھی ہم دل کے ہاتھو نمین کبھی دل اُنکی مٹھی مین
کبھی معذور ہو رہنا کبھی مجبور ہو جانا

شرف سے ترے جلوے کے بنا ہی آنکھ کا سُرمہ
کہین ہر کوہ کا ممکن ہے کوہ طور ہو جانا

ستم ہے جسم و جان کا تفرقہ عہد جوانی مین
غضب ہے موسم گل مین چمن سے دور ہو جانا

وہ مست ناز آئے تو دکھا دون تجکو اے ساقی
لڈھک کر شیشہ و ساغر کا چکنا چور ہو جانا

کرین گے اختیار اب ہم بھی یہ شیوہ حسینون کا
کسی سے روز جا ملنا کسی سے دور ہو جانا

محبت دونون جانب سے ہوا کرتی ہی یہ سچ ہے
تجھے مجبور کرتا ہے مرا مجبور ہو جانا

ہٹا کر سامنے سے آئینہ پھر ناز سے کہیے
نظر سے دور ہو جانا ہی دل سے دور ہو جانا

غمِ جاوید حاصل ہو تو عیش جاودان جانون
اذیت جانکنی کی اور بھی دیکھی نہ جائیگی
نظر مین جسکی تو ہی مل نہین سکتا دماغ اُس کا
نہ بھولینگی کبھی چوری چھپے کی یہ ملاقاتین

کوئی دم کے لیئے اچھا نہین مسرور ہو جانا
سدھارو میری بالین سے اگر منظور ہو جانا
بجا ہے سارے عالم سے مرا مغرور ہو جانا
سرِ شام اُن سے جا ملنا سحر کو دور ہو جانا

حفیظ اچھا سخن وہ ہی جو رہ جائے زبانون پر
یہ کہتا ہے مرے ہر شعر کا مشہور ہو جانا

ہنگامہ حشر کا دمِ رفتار ہو چکا
زاہد ہے اور بادۂ کوثر کی آرزو
اُڑتی رہینگی جیب و گریبان کی دھجیان
میری سی کہہ چکا دل کمبخت حشر مین
جسکے نصیب کا ہی ترے ہاتھ مین علاج
جاتی ہے رات وصل کی ہونیکو ہی سحر

ہو اب ہزار بار جو اکبار ہو چکا
سمجھو تو ایک طرح یہ میخوار ہو چکا
اب تو جنون گلے کا مرے ہار ہو چکا
جس کا یہ ہو چکا ہے طرفدار ہو چکا
اچھا تمام عمر وہ بیمار ہو چکا
مِل جایئے گلے سے اب انکار ہو چکا

کب تک لکھوگے زُلف کا مضمون اے حفیظ
خامے کیطرح دل بھی سیہ کار ہو چکا

ردیف باے موحدہ

جنون کے جوش مین پھرتے ہین مارے مارے اب
گیا جو ہاتھ سے وہ وقت پھر نہین آتا
عجب نہین ہے کہ پھر آج ہم سحر دیکھین

اجل لگا دے کہین گور کے کنارے اب
کہان اُمید کہ پھر دن پھرین ہمارے اب
کہ آسمان پہ گِنتی کے ہین ستارے اب

جب اُس کے ہاتھ مین دل ہی مری بلا جانے
ملے وہ پاؤن سہی یا اپنے سر سے وارے اب

عنایتون کی وہ باتین نہ وہ کرم کی نگاہ
بدل گئے ہین کچھ انداز ہی تمھارے اب

یہ ڈر ہے ہو نہ سر رہگزار ہنگامہ
سمجھ کے کیجئے دربان سے کچھ اشارے اب

حفیظ سوچیئے اس بات مین ہین دو پہلو
کہا ہے اُس نے کہ ہم ہو چکے تمھارے اب

آپ ہی سے نہ جب رہا مطلب
پھر رقیبون سے مجکو کیا مطلب

آرزو میرے دل کی بر آئے
سب کا پورا کرے خدا مطلب

کر نہ مجکو سبک رقیبون مین
یون ہنسی مین نہ تو اڑا مطلب

رُک گئی بات تا زبان آکر
دل کا دل ہی مین رہگیا مطلب

ضد ہی ضد شیخ و برہمن کی تھی
ورنہ دونون کا ایک تھا مطلب

میری اک بات مین ہین سو پہلو
اور سب کا جُدا جُدا مطلب

غیر کی اور اس قدر تعریف
ہم سمجھتے ہین آپ کا مطلب

اگلی باتون کا ذکر جانے دو
آج اس تذکرے سے کیا مطلب

خوش ہو نا فہم بھی سمجھ کے حفیظ
صاف ایسا ہو شعر کا مطلب

ایسے کو کیا پلائے گا پیر مغان شراب
توبہ کرو کہان لب زاہد کہان شراب

میخانۂ جہان مین یہ رندون کی ہے دعا
عمر رواں سے بھی ہو زیادہ رواں شراب

توبہ کا توڑنا بھی ہوا ضعف سے محال
پچھتا رہا ہون چھوڑ کے مین ناتوان شراب

چھلکا رہا ہے بادۂ گلگون سبوئے ابر
برسا رہا ہے آج خم آسمان شراب

ڈر ہے حجاب دور نہو جائے اس لئے
پیتا نہیں ہے وصل مین وہ بدگمان شراب

وہ مست ہون کہ آئے نکیرین قبر مین
کوثر کی لیکے میرے لئے ارمغان شراب

میخانے مین ہے قلقل مینا کی یہ صدا
یا خوف محتسب سے ہے گرم فغان شراب

اُس مست کی جو چین جبین یاد آگئی
لینے لگی جگر مین مرے چٹکیان شراب

کیا ایک چلّو پانی کو ترسا رہا ہے تو
دیتا نہیں ہے کیون مجھے پیر مغان شراب

اچھی کہی ملیگی شراب طہور کل
ترسو جناب شیخ کہان تم کہان شراب

اس شش جہت مین روز ہمین چاہیئے حفیظ
معشوق جام شیشہ سبو بوستان شراب

ہر دم یہی دعا ہے گزر جاؤن جی سے اب
ایسا ہی کچھ اُچاٹ ہے دل زندگی سے اب

پہلے تو بے قصور وہ ہم سے بگڑ گئے
گردن جھکائے بیٹھے ہین شرمندگی سے اب

ہوتا ہے بوالہوس بھی محبت کا مدعی
پرہیز اس لئے ہے ہمین عاشقی سے اب

دنیا سے کچھ غرض ہے نہ مطلب ہی دین سے
ہمکو ہے کام صرف تمھاری خوشی سے اب

افسوس وقت نزع بھی بالین پہ وہ نہین
نکلیگی اپنی جان بڑی بیکسی سے اب

کس پر نظر پڑی کہ یہ کہنا پڑا اُنھین
ملنا پڑے گا بزم مین ہمکو سبھی سے اب

پوچھین اگر وہ حال تو کہنا پیامبر
مایوس ہو رہا ہے کوئی زندگی سے اب

پھر کیا بنائینگے اگر اُن سے بگڑ گئی
باز آئین مدعی نہ ہماری بدی سے اب

اللہ کس قدر اُنھین دشمن کا پاس ہے
انکار کر رہے ہین مری دوستی سے اب

ہر دم کی التجا نے بگاڑا مزاج دوست
دو روز بھی نبھے گی نہ اُن سے کسی سے اب

پھر اے حفیظ اُن سے بڑھاتے ہو رسم و راہ

کہتا وہ یاد ہے نہ ملین گے کسی سے اب

ردیف باے فارسی

مجھ سے بگڑے ہین جو بے تقصیر آپ
جائیے کیا ہین مری تقدیر آپ

یہ نہ کہیئے کچھ نہ مجھ سے ہو سکا
دیکھیئے گا آہ کی تاثیر آپ

بے تکلف کہیئے جو کچھ دل مین ہے
کرتے ہین رک رک کے کیون تقریر آپ

حضرتِ ناصح نصیحت ہو چکی
کیا بدل دین گے مری تقدیر آپ

بے اثر کیون ہے مرا مضمون شوق
جب وہ پڑھتے ہین مری تحریر آپ

میکدے مین بھی ہے عزت شیخ کی
ہین وہان بھی میکشون کے پیر آپ

یہ غزل وہ ہے کہ جس مین اے **حفیظ**
کر گئے ہین پیروی میر آپ

لیتے ہی میرا دل خود کام آپ
دیکھیے ہو جائینگے بدنام آپ

رات بھر تڑپا کیے ہم خاک پر
سیج پر کرتے رہے آرام آپ

ہجر مین ہوتا جو ہم سے کچھ بھی صبر
وصل کا وہ بھیجتے پیغام آپ

حضرتِ دل حسن والون سے وفا
چھوڑیئے بھی یہ خیال خام آپ

شہرۂ آفاق ٹھہرے حسن مین
اور کیا پیدا کرینگے نام آپ

کیا ہوا ہم نے اگر پوچھا مزاج
کس لئے دینے لگے دشنام آپ

اب یہ پچھتانے سے حاصل اے **حفیظ**
سوچتے آغاز مین انجام آپ

ردیف تاے فوقانی

یاد ہے پہلے پہل کی وہ ملاقات کی بات
وہ مزے دن کے نہ بھولے ہین نہ وہ رات کی بات

کبھی مسجد مین جو واعظ کا بیان سنتا ہون
یاد آتی ہے مجھے پیر خرابات کی بات

یاد پیری مین کہان اب وہ جوانی کی ترنگ
صبح ہوتے ہی ہمین بھولگئی رات کی بات

شیخ جی مجمع رندان مین نصیحت کیسی
کون سُنتا ہی یہان قبلۂ حاجات کی بات

ہاے پھر چھیڑ دیا ذکر عدو کا تم نے
پھر نکالی نہ وہی ترکِ ملاقات کی بات

جب لیا عہد شب وصل کہا اُس نے حفیظ
صبح کو یاد رہیگی یہ ہمین رات کی بات

دل مین ہین وصل کے ارمان بہت
جمع اس گھر مین ہین مہمان بہت

آئے تو دست جنون زورون پر
چاک کرنے کو گریبان بہت

میری جانب سے دل اُس کا نہ پھرا
دشمنون نے تو بھرے کان بہت

لیکے اک دل غم کونین دیا
آپ کے مجھ پہ ہین احسان بہت

ترک الفت کا ہمین کو ہے غم
وہ بھی ہین دل مین پشیمان بہت

دل کے ویرانے کا عالم ہی کچھ اور
ہم نے دیکھے ہین بیابان بہت

خاک ہونے کو ہزارون حسرت
خون ہونے کو ہین ارمان بہت

صدمۂ ہجر اُٹھانا مشکل
جان دینا تو ہے آسان بہت

رشک جن پر ہے فرشتون کو حفیظ
ایسے دُنیا مین ہین انسان بہت

اے کاش نظر آئے اب موت ہی کی صورت
فرقت مین ہے مرے دل کو چین آئے کسی صورت

قربان ہے سر اُس پر جان اِس پہ تصدق ہے
تلوار بری پیکر قاتل ہے پری صورت

اپنا ہی بنانا تھا جب ساری خدائی کو
کیون ایسی بتون کو پھر اللہ نے دی صورت

جب عالم صورت مین کی سیر تو یہ جانا
ہے سارے مرقع مین بس ایک تری صورت

آنکھون مین جو کھب جائے دلمین جو اُتر آئے
نقشہ ہے وہی نقشہ صورت ہے وہی صورت

کرتا نہین اب کوئی جھوٹا بھی کبھی وعدہ
افسوس تسلی کی یہ بھی نہ رہی صورت

مجنون کو جو دیکھا تو اشک آنکھون مین بھر آئے
آغاز محبت مین اپنی بھی تھی یہی صورت

ساقی کی مذمت کا لینا ہے ہمین بدلا
واعظ کو پلانا ہے تھوڑی سہی کسی صورت

سُنوائین یہ وحشت نے ناصح کی ہمین باتین
کہتا ہے بنو صاحب اب آدمی کی صورت

ہم نے جو تمھین دیکھا کون ایسی بُرائی کی
سب دیکھتے ہین آخر آنکھون سے بھلی صورت

ملجا و حفیظ اُن سے بگڑا نہین کچھ اب بھی
پھر ربط کی ممکن ہے دو دن مین وہی صورت

ردیف تاے ہندی

دل پر لگا رہی ہے وہ نیچی نگاہ چوٹ
پھر چوٹ بھی وہ چوٹ جو ہے بے پناہ چوٹ

پھوڑا سر اُس کے در سے کہ برسی جبونمین سنگ
مجکو دلا رہی ہے عجب اشتباہ چوٹ

بجلی کا نام سنتے ہی آنکھین جھپک گئین
روکے گی میری آہ کی کیا یہ نگاہ چوٹ

لا پیچ اثر کا ہو نہ کہین باعث ضرر
ٹکرا کے سر فلک سے نہ کھا جائے آہ چوٹ

مُنھ ہر دہان زخم کا سیتے ہین اِس لیے
مطلب ہے حشر مین بھی نہ ہو داد خواہ چوٹ

ملتی ہے چپ کی داد یہ مشہور بات ہے
جل جائے آسمان جو کرے ضبط آہ چوٹ

اُٹھتے ہی دل ہین ٹیس جگر مین ٹپک ہوئی
کرتی ہے درد ہجر سے گویا نباہ چوٹ

چوکھٹ پہ تیری شب کو پٹکتا ہے سر حفیظ
باور نہو تو دیکھ جبین ہے گواہ چوٹ

ردیف ثاے مثلثہ

شب وصل ہی بحث و حجت عبث
یہ شکوی عبث یہ شکایت عبث

ہوا اُن کو کب اعتماد وفا
جتاتے رہے ہم محبت عبث

یہان اب تو کچھ اور سامان ہے
وہ آتے ہین بہر عیادت عبث

نصیبون سی اپنے ہی شکوہ ہمین
کرین کیون کسی کی شکایت عبث

مرا حال سُنکر وہ ہین بیقرار
کہا کس نے ذکر محبت عبث

فلک مر مٹون سے نہ رکھ یہ غبار
مٹا بیکسون کی نہ تربت عبث

سنو نگا تری ہوش مین آ تو لون
ابھی سے ہی ناصح نصیحت عبث

یہ پردہ حسینون کو لازم نہ تھا
چھپاتی ہین یہ اچھی صورت عبث

وہ پہلے سلوک آپ کے یاد ہین
مرے حال پر اب عنایت عبث

تکلف مین پھر وہ کہان سادگی
یہ آرایش حسن و زینت عبث

حفیظ اس زمین مین کہو شعر کم
دکھاؤ نہ زور طبیعت عبث

ردیف جیم تازی

گھر کونسا ہے جسمین نہین کچھ نفاق آج
ملتا ہی ڈھونڈھنے سے کہین اتفاق آج

دم بھر کا انتظار بھی ہے جی کو شاق آج
حد سے بڑھا ہوا ہے ترا اشتیاق آج

کل صبح ہوتے ہی وہ سدھارینگے اپنے گھر
جاری مری زبان پہ ہے الفراق آج

کچھ دیر اک بزرگ کی صحبت کے فیض سے
پوچھو نہ میکدے مین رہا کیا مذاق آج

کل راستے مین نامہ گرا آیا نامہ بر
آتا ہے پیش دیکھیے کیا اتفاق آج

واعظ نے کل پڑھا جو محبت کا حال کچھ
رکھی ہوئی کتاب ہی بالاے طاق آج

قاصد چلا ادھر سے اُدھر سے پیامبر
دونون طرف ہی حد سی بڑھا اشتیاق آج

کل تک تو رات عیش سے اپنی بسر ہوئی
گھیرے ہی شام ہی سی بلاے فراق آج

کیا کام اُس کو اگلے خیالات سے حفیظ
ہو جسکی شاعری کا اچھوتا مذاق آج

کسنے ہنسکر ناز سے پوچھا مزاج
اب مجھے ملتا نہین اپنا مزاج

رات دن لب پر دعا ہی موت کی
پوچھتے کیا ہو کہ ہے کیسا مزاج

دل پھر امیر ابھری جب تیری آنکھ
مین بھی بدلا جب ترا بدلا مزاج

ڈبڈبا آئے میری آنکھون مین اشک
جب کسی نے ہجر مین پوچھا مزاج

چھیڑنا کُڑھنا کُڑھانا ہر گھڑی
آپنے پایا ہے کیا اچھا مزاج

باتون باتون مین بگڑنا روٹھنا
جائیے کس کام کا ایسا مزاج

غیر کے فقرون مین آخر آ گئے
کس قدر ہی آپکا سیدھا مزاج

ہر گھڑی بنتا بگڑتا ہے حفیظ
دل ہمارا ہے حسینون کا مزاج

ردیف ہائے حطّی

جان شوخی نے لی حیا کی طرح
کی ادا نے جفا قضا کی طرح

بے نیازی کی شان لے زاہد
کچھ بتون مین بھی ہو خدا کی طرح

اُن کے در پر صدا لگا آنا
دوسرے تیسرے گدا کی طرح

رہنے دے کچھ مری مروّت بھی
شرمگین آنکھو مین حیا کی طرح

کیا خرابی ہے آمین لے واعظ
تھوڑی پی لے اگر دوا کی طرح

اب مروّت بھی ان حسینون مین
نظر آتی نہین وفا کی طرح

مٹ کے اُٹھے ہم اُس گلی سے حفیظ
جم کے بیٹھے جو نقش پا کی طرح

کسے قیام یہان عمر جاودان کی طرح
رہا مین وہم کی صورت مٹا گمان کی طرح

ہوا چمن کی کھلاتا ہے ہر سحر صیّاد
مزے قفس مین بھی ہین مجکو آشیان کی طرح

دیا نہ راہ عدم مین کسی نے ساتھ مرا
ہر اک نے چھوڑ دیا گرد کاروان کی طرح

بڑا مزہ ہو جو میرا بھی دل بدل جائے
تری نگاہ کی صورت تری زبان کی طرح

کبھی خلاف ہو مجھ سے کبھی رقیبون سے
کسی کے دوست نہین تم بھی آسمان کی طرح

کبھی تو گھر مین بھی صیّاد کے گرے بجلی
قفس مین آگ لگے میرے آشیان کی طرح

کسی گلی مین کہین رات ہم نے دیکھا تھا
میان حفیظ ٹہلتے تھے پاسبان کی طرح

ردیف خائے معجمہ

لون بلائین کہین جواب گستاخ — ہون مرے ہاتھ اُنکے لب گستاخ
سر چڑھے ہین رقیب منھ پاکر — کوئی ہوتا ہے بے سبب گستاخ
اب یہ تکیہ کلام ہے اُن کا — نام میرا ہے بے ادب گستاخ
ہاتھ ڈالا مرے گریبان مین — اس قدر آپ پہلی شب گستاخ
وصل کی التجا پہ کہتے ہین — تم بہت ہو چلے ہو اب گستاخ
چھیڑ کر رنج مول لیتے ہین — حضرت دل بھی ہین غضب گستاخ

کچھ دنون اے حفیظ اپنا بھی
ہو گیا تھا کہین لقب گستاخ

ردیف دالِ مہملہ

دل کو اسی سبب سے ہے اضطراب شاید — قاصد پھرا ہی لیکر خط کا جواب شاید
آنکھین چڑھی ہوئی ہین باتین ہین بہکی بہکی — آئے ہو تم کہین سے پیکر شراب شاید
کیا جانے کس ہوا مین اتنا اُبھر رہا ہے — ہستی نہین سمجھتا اپنی حباب شاید
مجھ پر جو وہ سحر سے اِس درجہ مہربان ہین — شب کی دعا ہوئی ہی کچھ مستجاب شاید
بیوہار مے فروشون سے آج چھوٹتا ہے — طے ہو حساب اپنا روزِ حساب شاید
بیمار ہون بندھی ہی دھن رات دن سفر کی — غربت مین اپنی مٹی ہوگی خراب شاید
پچھلے سے وصل کی شب آثار صبح کے ہین — نکلے گا رات ہی سے آج آفتاب شاید
آیا بہت دنون پر زاہد جو میکدے مین — بھولی ہوئی تھی اسکو راہِ صواب شاید
برسات کی کمی سے کیا قدر گھٹ گئی ہے — ایسی کبھی کمی ہو ارزان شراب شاید

اپنے دماغ مین تو اب یہ بسی ہوئی ہے — بہتر ترے پسینے سے ہو گلاب شاید
بزم عدو مین آکر جس طرح ہم جلے ہین — دوزخ مین ہو کسی پر ایسا عذاب شاید
اسکون سے تر ہوئی تھی یون رات سیج اُن کی — یاد آگیا تھا کوئی ہنگام خواب شاید
اے شیخ تو ملا کر دیکھ اُن سے عمر اپنی — حورون کا ڈھل گیا ہو اب تو شباب شاید

توبہ حفیظ مے کا پڑ جائے جس کو چسکا
پھر اُس سے مرتے دم تک چھوٹی شراب شاید

ملی دولت وصل فرقت کے بعد — مزہ عیش کا ہے مصیبت کے بعد
وہ اپنی خطا پر جو نادم ہوئے — پشیمان ہوے ہم شکایت کے بعد
ستا کر ہمین وہ ہون مہربان — محبت یہ کیسی عداوت کے بعد
نہ کچھ پوچھیے اُس گھڑی کا مزہ — کہ جب صلح ہو جائے حجت کے بعد
ہوئی سہو خط کی عبارت بھی ہائے — پھر آنا مہ بر اتنی مدت کے بعد
ہوئے جا کے رسوا تری بزم سے — نصیبون مین ذلت تھی عزت کے بعد

حفیظ آنکھ ساقی سے شرما گئی
جو تھوڑی سی پی آج مدت کے بعد

زمانے مین رہ گئی کیا تری یاد — فقط رہ جائیگی نیکی بدی یاد
ابھی کیا دشمنون سے جب ملینگے — کرینگے وہ ہماری دوستی یاد
عدو کی یاد تو آٹھون پہر ہے — ہمین بھی آپ کرتے ہین کبھی یاد
بھلا دے دشمنون کی دشمنی کو — مگر رکھ دوستون کی دوستی یاد
ملا تھا مجکو صحرا ے جنون مین — مجھے مجنون کی ہے آوارگی یاد

محبت نے بھلا دین اور باتین
رہی اک خاکساری عاجزی یاد

حفیظ اُس کو محبت کا لگا روگ
غزل جس کو ہماری ہو گئی یاد

یونہی ہی شام سے تا صبح فریاد
ستاتی ہے کسی کی رات بھر یاد

ابھی کس نے تمھین تڑپا دیا تھا
کہو۔ ہی میرے نالون کا اثر یاد

عدم کو بھول بیٹھے اہل ہستی
مسافر کو نہین آتا ہے گھر یاد

بہت کچھ اپنی جانب سے بھی کہنا
مری باتین بھی رکھنا نامہ بر یاد

مرے غمخوار نے سمجھا کے مجکو
دلائی اُس کی اک اک بات پر یاد

شبِ غم شام سے جی پر بنی تھی
خدا آیا مگر پچھلے پہر یاد

دمِ رخصت خدا کو سونپتے ہو
رہیگی یہ محبت بھی مگر یاد

جگر پر اک چھُری سی پھر رہی ہے
ابھی تک ہے وہ چتون وہ نظر یاد

حفیظ اک شاعری نے سب بھُلائی
ہمین لاکھون طرح کے تھے ہنر یاد

ردیف دال ہندی

اس قدر زاہد عبادت پر گھمنڈ
کاش ہوتا اُسکی رحمت پر گھمنڈ

سامنے اُن کے جو قابو مین رہے
چاہیے ایسی طبیعت پر گھمنڈ

اب تو اپنی بیکسی پر ناز ہے
تھا کبھی اُن کی عنایت پر گھمنڈ

کوہکن سے کیا ہوا انجام کار
کیا کرے اب کوئی محنت پر گھمنڈ

کاش سیرت کا بھی کچھ ہوتا خیال
حسن والون کو ہی صورت پر گھمنڈ

جبہ سائی ہے کسی در کی نصیب
کیون نہو اب مجکو قسمت پر گھمنڈ

شاعری ہے اور ہی چیز اے حفیظ
لوگ کرتے ہین لیاقت پر گھمنڈ

ردیف ذال معجمہ

لکھدے عامل کوئی ایسا تعویذ
یار ہو جائے گلے کا تعویذ

کب مسخر یہ حسین ہوتے ہین
سب یہ بیکار ہے گنڈا تعویذ

نہ ہوا یار کا غصہ ٹھنڈھا
بار ہا دھو کے پلا یا تعویذ

سر سے گیسو کی بلا جاتی ہے
لائے تو ردّ بلا کا تعویذ

مر کے بھی دل کی تڑپ اتنی ہے
شق ہوا میری لحد کا تعویذ

ہر طرح ہوتی ہے مایوسی جب
لوگ کرتے ہین دعا یا تعویذ

آرزو خاک مین دشمن کی ملے
اس لیئے دفن کیا تھا تعویذ

ہاتھ سے اپنے جو لکھا اُس نے
ہم نے اُس خط کو بنایا تعویذ

جس سے آیا ہوا دل رُک جائے
کوئی ایسا بھی ہے لٹکا تعویذ

دل بسیجا نہ کسی دن اُن کا
روز لکھ لکھ کے جلایا تعویذ

کام لو جذب محبت سے حفیظ
نقش کیا چیز ہے کیسا تعویذ

ردیف رائے مہملہ

مرا دل آگیا ہے اک حسین پر
یہ سننا تھا کہ وہ بولے ہمین پر

نہ دیکھو آئنہ بن ٹھن کے۔ دیکھو
تمہارا دل نہ آجائے تمہین پر

تجھے دل دینے مین کیا عذر ہمکو
تصدق جان تک ایسے حسین پر

دکھاؤ آنکھ یا تیوری چڑھاؤ
گمان ہے دل چرانے کا تمہین پر

ستا کر ہمکو دشمن شادمان ہین
ہمارا صبر تڑپتا ہے ہمین پر

خدا کی شان دشمن کا جنازہ
اُٹھائین آپ دوش نازنین پر

نکل آیا سیہ بختی مین اک حسن
پسا دل اُسکی چشم سُرمگین پر

کسی سے جب وہ لڑتے روٹھتے ہین
تو آجاتی ہے اک آفت ہمین پر

نہ نکلے حسرت دیدار مین جان
نہ آئے دل کسی پردہ نشین پر

حفیظ ایسی کہی کیا بات تم نے
کہ اب تک ہے شکن اُنکی جبین پر

دل لیکے ہر بشر کا ستمگر نہ چال کر
کھوٹے کھرے سبھی ہین ذرا دیکھ بھال کر

ساقی عبث عبث ہے تجھے محتسب کا ڈر
تھوڑی سی دے بھی دے مجھے چپکے سے ڈھال کر

جب حرص اُبھارتی ہے تو کہتی ہے مجھسے عار
مر جا مگر کسی سے نہ ہرگز سوال کر

اب خط مین شوق دید کہان تک رقم کرون
لے جا تو نامہ بر مری آنکھین نکال کر

مطلب کے آشنا ہین حسین کون کے یار ہین
دل کا معاملہ ہے ذرا دیکھ بھال کر

چھینٹین مرے لہو کی نہ رسوا کرین تمہین
پھیرو گلے پہ تیغ تو دامن سنبھال کر

شادی سے غم کی قدر سوا چاہیے حفیظ
تھوڑی سی ہو خوشی تو بہت سا ملال کر

جلاؤ غیر کو بجلی گرا کر
نظر ہم سے ملاؤ مسکرا کر

جو بیٹھے وہ کبھی محفل مین آکر
تو اُٹھے سیکڑون فتنے اُٹھا کر

ہنسو بولو کہ ہے یہ وصل کی شب
نہ بیٹھو آج کے دن منھ بنا کر

کہا اُسنے سوال وصل سُن کے
اُڑے جا ہوش کی اپنے دوا کر

وہ وحشی ہون کہ میری خاک سے بھی
نکلتی ہے صبا دامن بچا کر

خدا جانے وہ کیا سمجھے دم نزع
جو رو دیے مجکو سینے سے لگا کر

حفیظ ایسی کسی کو کیا پڑی ہے
جو لے جائے وہان تم کو منا کر

میلے نہ تیور اُن کے ہون گرد و غبار دکھیکر
جائین ہنسی خوشی وہ گھر میرا مزار دکھیکر

وعدہ کسی سے ہو نہو جائین جا وہ کہین
مجکو تو شک سا ہوگیا شب کا نکھار دکھیکر

میری نظر کی داد دو میری تلاش کو کہو
لاکھون مین چن لیا تمھین روز شمار دکھیکر

کوئی نہ کوئی تو وفا آگئی یاد اس گھڑی
روئے جو زار زار وہ میرا مزار دکھیکر

گل جو چمن چمن کھلا زخم جگر ہرا ہوا
جوش جنون سوا ہوا جوش بہار دکھیکر

کرتے تھے میرے زخم کی پہلے جو چارہ سازیان
ہنستے ہین اب وہی مجھے سینہ فگار دکھیکر

اُٹھتے نہ تھے قدم مرے تلوون مین تھے پڑے آبلے
کہتا ہون مین خضر ملے دشت مین خار دکھیکر

کہنے سے زاہدون کے یون توبہ تو لاکھ بار کی
ضبط مگر نہ ہو سکا ابر بہار دکھیکر

اُنکی کہان ہین صورتین جنکی یہ سب ہین صنعتین
روتی ہے گھر مین بیکسی نقش و نگار دکھیکر

خاک مین ہین جو ملگیا اس کا نہین مجھے گلہ
سوئے فلک نہ دیکھیے میرا مزار دکھیکر

اُسنے حفیظ بزم مین اپنے قریب دی جگہ

رشک سے غیر جل مرے میرا وقار دیکھ کر

پڑھ کر درود ساقی کوثر کے نام پر
وہ مست ہون کہ ہاتھ بڑھاتا ہون جام پر

پڑھتے ہین فاتحہ وہ شہیدون کے نام پر
ہنستی ہے موت خضر علیہ السلام پر

تنہا رہے تو دھوپ سے بدتر ہے چاندنی
کیا لطف آپ سوئے اکیلے جو بام پر

کل جنکو مے کے نام سے ہوتا تھا اجتناب
جنت وہ آج بیچتے ہین ایک جام پر

ملنے کو جب ہوے تو یہ کیا رات دن کی قید
وعدہ تم آج صبح کا ٹالو نہ شام پر

جتنا تھا جس کا ظرف پلائی اُسی قدر
ساقی صد آفرین ہے ترے اہتمام پر

لاتا ہے کون اُنکی عداوت کو دھیان مین
ہم تو مٹے ہوے ہین محبت کے نام پر

تھوڑی بچی کھچی ہوئی مجھ فاقہ مست کو
ساقی پلا دے ساقی کوثر کے نام پر

ساقی کی آنکھ سے بھی محبت ٹپک پڑی
اسکی پڑی نگاہ کچھ اس طرح جام پر

ان کو غرور حُسن ہمین عاجزی پسند
اپنی جگہ پہ وہ ہین ہم اپنے مقام پر

کمرہ مین سج رہا ہون شبِ عذرائے حفیظ
امید ہنس رہی ہے مرے اہتمام پر

مجھ پر اب اے حفیظ ہے اُنکا دباؤ یون
جس طرح ہو کسی کی حکومت غلام پر

جھکایا سر جو اُس کے آستان پر
دماغ عجز پہونچا آسمان پر

بیان کو ناز ہے میری زبان پر
زبان کو ناز اس طرز بیان پر

جو کہتے ہین وہی ہوتا ہے اکدن
ہمین بھی ناز ہے اپنی زبان پر

مرین اس زندگی پر حضرت خضر
کرین تکیہ حیات جاودان پر

بہار اس باغ کی کیا تھی نہ پوچھو
بلا کا روپ ہے جسکی خزان پر

جفاؤن پر بھی یہ پاس وفا ہے
شکایت آ نہین سکتی زبان پر

زمانہ ذکر الفت کا ہے مشتاق
لگے ہین کان میری داستان پر

تڑپیے رات دن کب تک قفس مین
کہین بجلی گرے بھی آشیان پر

وہان فرصت نہین ہے کوسنے سے
یہان ہردم دعا اپنی زبان پر

مری افتادگی ہے طرفہ معراج
گرایا ضعف نے اُس آستان پر

اُٹھا کر کوثر و تسنیم سے ہاتھ
ڈٹا ہون اب در پیر مغان پر

ہم اُنکے وہ ہمارے ہو رہین گے
یہ ٹھہرےگی صفائی امتحان پر

بلندی کو نظر آتی ہے پستی
زمین چھائی ہوئی ہے آسمان پر

یہین سے کرتے ہین کعبے کو سجدہ
رگڑتے ہین جبین اک آستان پر

چلے ہی آتے ہین صرصر کے جھونکے
گری ہی پڑتی ہے برق آشیان پر

وہان سے جھڑکیان کھا کر جو نکلے
نکالا خوب غصہ پاسبان پر

حفیظ اُستاد کی تقلید کیسی
بھروسا چاہیے اپنی زبان پر

اکڑے نہ سرو آمدِ فصلِ بہار پر
آزاد ہے تو جبر ہے اختیار پر

گھر گھر برس رہی ہے گھٹا سبزہ زار پر
گلکاریان ہین دامن ابر بہار پر

برگشتگی بڑھی جو نظر اُن کی پھر گئی
طرہ ہوا یہ گردش لیل و نہار پر

زلفین بکھر گئی ہین تو عالم ہی اور ہے
اچھا پھبا ہے سوگ مرے سوگوار پر

جب سے کسی نے دست تسلی اُٹھا لیا
رکھے ہون دونون ہاتھ دل بیقرار پر

جھکتی ہے بار بار جو اُٹھکر حیا سے آنکھ
شوخی نثار ہے نگہ شرمسار پر

گر پڑکے اُس گلی مین پہونچتا ہے بار بار
ہمت کا خاتمہ ہے ہمارے غبار پر

تم بات کے دھنی ہو نہ پورے ہو عہد کے
آخر بندھی امید تو کس اعتبار پر

کس طرح کوئی پیار کرے ہر حسین کو
سچ ہے کہ ایک دل نہین آتا ہزار پر

نکلے جو منھ سے اُف تو زبان قطع کیجیے
کیا اختیار گریۂ بے اختیار پر

پامال ہوگیا کبھی برباد ہوگیا
کیا کیا ستم ہوے مرے مشت غبار پر

اُنکے دیے ہوے یہ محبت کے پھول ہین
صدقے ہزار باغ دلِ داغدار پر

مجرم وہ ہین کہ شان کریمی خدا گواہ
کرتے رہے گناہ ترے اعتبار پر

عبرت سمان دکھاتی ہے غربت کی موت کا
روتے ہین راہ گیر ہمارے مزار پر

اظہار درد ہجر سے بیچین ہے کوئی
الزام آگیا دلِ ناکردہ کار پر

دنیاے بے ثبات کی اللہ رے ہوس
مرتے ہین لوگ زندگی مستعار پر

تڑپا رہی ہے ہجر مین برسات اے حفیظ
گرتی ہے روز برق دلِ بیقرار پر

ردیف زاے معجمہ

ہر ادا سے ہو جسکی پیدا ناز
کیون نہ کہیے اُسے سراپا ناز

لیکے دل ٹالتے ہین تلوّن سے
اچھے غمزے ہین اور اچھا ناز

زلف بکھرا کے منھ چھپا لینا
ہاے یہ ناز ہے بلا کا ناز

چار دن ہے یہ حسن کا عالم
حُسن والو کروگے پھر کیا ناز

کچھ نہین حد سے بھی گزر جانا
کیجیے ناز لیکن اتنا ناز

ناز بردار ہم تمہارے ہین
اور کا ہم سے کب اُٹھیگا ناز

وہ جنازہ اُٹھاے والے نصیب
مر گئے ہم اُٹھا کے جس کا ناز

جل گیا طور غش ہوے موسیٰ
اک جھلک مین تھا یہ کرشمہ ناز

دل کی حالت ہی ہے حفیظ ایسی
ورنہ ہم اور اُٹھاتے بیجا ناز

ردیف سین مہملہ

کیا اُنکی نذر کیجیے اب کیا رہا ہے پاس
مٹھی مین مال ہے نہ دل مبتلا ہے پاس

مجکو کسی گلی مین یہ گھیرے ہوے ہے وہم
سائے کو جانتا ہون کہ کوئی کھڑا ہے پاس

بازو یہ باندھ لی ہے کسی شے کی اک ڈلی
کھا لینگے وقت پر کہ یہ اچھی دوا ہے پاس

مدنظر جو سیر ہے بازار حسن کی
پوچھو یہ بوالہوس سے کہ نقد وفا ہے پاس

ظلمت ٹھہر سکی ہے کہین نور کے قریب
دوری بتون سے ہو تو سمجھیے خدا ہے پاس

اسوقت پوچھیے نہ کسی کا غرور حسن
آئینہ سامنے دل ناآشنا ہے پاس

جیتے ہین آج تک کسی امید پر حفیظ
ڈھارس ہے جس سے ایک یہی آسرا ہے پاس

سنتے ہین اب نہ رہا ہون گے گرفتار قفس
یونہین مرجائینگے گھٹ گھٹ کے سزاوار قفس

ذبح کرتا ہے تو اتنا ہی بتا دے صیاد
مین گنہگار چمن ہون کہ گنہگار قفس

ایک امید رہائی کی یہی باقی ہے
چھوڑ دے جان ہی لیکر کہین آزار قفس

مجھ گرفتار کو کیا سیر چمن کی امید
میرے صیاد سے اُٹھتا ہی نہین بار قفس

دُھری قیدین مرے اکدم کو ہین ہستی کی حفیظ
دل گرفتار ہوس روح گرفتار قفس

ردیف شین معجمہ

قاصد کو وہان لیگئی انعام کی خواہش
اے کاش بر آئے کسی ناکام کی خواہش

اے پیر خرابات ادھر بھی نظر لطف
لائی ہے مجھے کھینچکے اک جام کی خواہش

دل آتے ہی آئی ہے دعا موت کی لبتک
آغاز محبت مین ہے انجام کی خواہش

اے موت مجھے منزل اول پہ لگا دے
پوری ہو کہین گردش ایام کی خواہش

پھر مین اُسے دینے کو چلا آج دعائین
پھر مجکو وہان لے چلی دشنام کی خواہش

دن بھر ترا دیدار ہو شب بھر ہو ترا وصل
یہ صبح کے ارمان ہین وہ شام کی خواہش

مدت سے یہ تکلیف کی خوگر ہے طبیعت
آجائے اجل ہو اگر آرام کی خواہش

دل مین نہ بہت حسرت دنیا کو جگہ دے
اچھی نہین ہوتی ہے بُرے کام کی خواہش

شاعر کے سوا ایسے حفیظ اور ہین کچھ لوگ
دنیا مین مٹاتی ہے جنھین نام کی خواہش

جب دل سے گئی اُنکی ملاقات کی خواہش
باقی نہ رہی پھر تو کسی بات کی خواہش

آئے وہ زمانہ کہ وہ مہمان ہون اپنے
حسرت ہے اسی دن کی اسی رات کی خواہش

اب شام کے نالے بھی تاثیر دکھادین
پھر وقت سحر ہو نہ مناجات کی خواہش

القاب ترے اور حسینون کو لکھین گے
چھیڑے گی جواب و حکایات کی خواہش

تصویر حفیظ اُنکی طلب کرتے ہین اُن سے

حضرت کو ہوئی ہے نئی سوغات کی خواہش

ایسے کہین کے لوگ نہین مبتلاے عیش
پھیلی ہوئی ہی ہند مین گھر گھر وباے عیش

کچھ پوچھیے نہ عہد جوانی کے ولولے
انسان کو سوجھتی ہی نہین کچھ سواے عیش

زاہد کو یاد خلد ہے۔ کوثر کی موج ہے
کیا کیا اُڑاے پھرتی ہی اسکو ہواے عیش

بستر لگائین ہم بھی کبھی زیر قصر یار
ڈالے ہمارے سر پہ بھی سایہ ہماے عیش

انسان بہت نہ خوگر راحت ہواے حفیظ
وہ مبتلاے غم ہے جو ہے مبتلاے عیش

یارب مرے دماغ تک آئے نہ بوے عیش
دل مین جگہ کرے نہ کبھی آرزوے عیش

زاہد ترا بہشت بھی راحت کی ہے جگہ
ہم تو کسی گلی کو سمجھتے ہین کوے عیش

مسند سے کم نہین ہے فقیرون کا بوریا
اپنی نظر مین خاک نہین آبروے عیش

دو دشمنون کے دور مین راحت کہان نصیب
تو ہے عدوے جان تو فلک ہے عدوے عیش

بیٹھا ہوا ہے اب یہ مصیبت سے دل حفیظ
جاتا نہین خیال بھی اپنا تو سوے عیش

ردیف صاد مہملہ

استقدر بیتاب ہے جو آج میرے دل کی حرص
آ گئی شاید کچھ اسمین خنجر قاتل کی حرص

سُنکے ہنگامہ ادھر بھی آ گیا ہون شوق مین
کھینچ لائی مجکو محشر مین کسی محفل کی حرص

ٹھوکرین در در کی کھاتا ہون اسکے ہاتھ سے
کھوے دیتی ہی مجھے دنیا سے میرے دل کی حرص

ہاتھ ہے قاتل کا نازک کُند ہے خنجر کی دھار
دیکھیے مٹتی ہے کیونکر اب دل بسمل کی حرص

طالبِ دنیا نہوگا سیر دولت سے حفیظ
جس قدر پائیگا بڑھتی جائیگی سائل کی حرص

ردیف ضاد معجمہ

یون اُٹھا دے ہمارے جی سے غرض
ہو نہ تیرے سوا کسی سے غرض

وہ منائیگا جس سے روٹھے ہو
ہمکو منّت سے عاجزی سے غرض

یہ بھی احسان ہے قناعت کا
اپنی اٹکی نہین کسی سے غرض

یہ محل بھی مقام عبرت ہے
آدمی کی ہو آدمی سے غرض

دردمندون کو کیا دوا سے کام
غم نصیبون کو کیا خوشی سے غرض

حسن آرائشون کا ہو محتاج
اُس کو آئینے آرسی سے غرض

چُور ہین نشۂ محبت مین ہم
مے سے مطلب نہ میکشی سے غرض

دیر تک دید کے مزے لوٹے
خوب نکلی یہ بیخودی سے غرض

بے نیازی کی شان ہی یہ نہین
اُس کو بندونکی بندگی سے غرض

تیری خاطر عزیز ہے ورنہ
مجھکو دشمن کی دوستی سے غرض

ہم محبت کے بندے ہین واعظ
ہم کو کیا بحثِ مذہبی سے غرض

دیر ہو کعبہ ہو کلیسا ہو
اُسکی دھن اُسکی بندگی سے غرض

شیخ کو اس قدر پلانے کیون
میکشون کو بھی دل لگی سے غرض

اس کو سمجھو نہ حظِ نفس حفیظ
اور ہی کچھ ہے شاعری سے غرض

اچھا ہی وہ سُنے نہ مری التجا غرض
کیون اپنے دل کا بھید کہے کوئی کیا غرض

ہم کو ہو رشکِ غیر یہ کہنے کی بات ہے
ہم کیون جلین کسی سے ہمین واسطا غرض

دیتے ہین جھڑکیان وہ بے عرضِ حال پر
بیدرد سے کسی کی نہ ڈالے خدا غرض

ناکام جس کے در سے پھرا ہون ہزار بار
اٹکی اُسی سے جاکے مری بارہا غرض

خواہش ہی اُسکی اور مری آرزو ہے اور
مطلب مرا جدا ہے عدو کی جدا غرض

خواہش ہی پر مدار ہے ہر کام کا حفیظ
دنیا کے کاروبار کی ہے رہنما غرض

ردیف طا مہملہ

کچھ میکدے ہی مین نہین جانے سے احتیاط
گھر پر بھی اب ہی پینے پلانے سے احتیاط

پلکون سے چاہتا ہون وہ گیسو سنوارنا
کرتے ہین لوگ غیر کے شانے سے احتیاط

تم میہمان کہین نہ سہی میزبان سہی
لازم ہی پھر بھی روز کے جانے سے احتیاط

اب جائیے بھی دل نہ ہمارا دُکھائیے
کرتے ہین بیکسو نکے ستانے سے احتیاط

رکھتے ہو اب زمین پہ قدم پھونک پھونک کے
ہم کو ٹلکے حشر اُٹھانے سے احتیاط

وہ جانتے ہین وسعتِ تقریر ہی نہین
ہم کر رہے ہین بات بڑھانے سے احتیاط

جس کو جلا جلا کے کیا آپ ہی نے خاک
اُس کی لحد پہ شمع جلانے سے احتیاط

اک طرح کا سوال دعا مانگنا بھی ہے
مرنا قبول ہاتھ اُٹھانے سے احتیاط

اے ہمنشین نہ چھیڑ محبت کا تذکرہ
کانون کو اب ہی ایسے فسانے سے احتیاط

تم ہی نہین تو ساری خدائی سی کیا غرض
دنیا سے احتیاط زمانے سے احتیاط

کل تک تھی جس کی دیدہ و دل مین جگہ حفیظ
پہلو مین آج اُس کو بٹھانے سے احتیاط

ردیف ظاء معجمہ

اُٹھ گیا جی سے زندگی کا لحاظ
اس قدر حد ہے بیکسی کا لحاظ

پہ چھیڑ کر بزم مین یہ سُنا تھا
سچ ہے تمکو نہین کسی کا لحاظ

غیر کی بات کا خیال اتنا
کچھ نہو میری عاجزی کا لحاظ

حور کا نام سُن کے کانپ اُٹھے
اس قدر بھی نہو کسی کا لحاظ

وقت پر سب کو آزما دیکھا
کون کرتا ہے دوستی کا لحاظ

چھپکے ملنے کا وعدہ اُسنے کیا
اب تو کرنا پڑا ابھی کا لحاظ

دور رکھتا ہون شمع بالین سے
یہ شبِ غم ہے بیکسی کا لحاظ

زاہدون سے چھپا کے پیتا ہون
اب بھی اتنا ہے میکشی کا لحاظ

خواہش دید بھی جو اے موسےٰ
پہلے کرنا تھا بیخودی کا لحاظ

ایک عالم ہے اُن کی محفل مین
اب کہان تک ہو ہر کسی کا لحاظ

دیکھتے ہم رقیب کی آنکھین
یہ بھی ہو صرف آپ ہی کا لحاظ

شعر تہذیب سے گرے نہ حفیظ
ہے اگر پاک شاعری کا لحاظ

ردیفِ عین مہملہ

پھر دے رہا ہی دل کہین آنیکی اطلاع
آتا ہے دل کا جان سے جانیکی اطلاع

کس کس کا دل ہے تیر نظر سے چھدا ہوا
ناوک فگن کو ہوگی نشانے کی اطلاع

وحشت مجھے قرار سے رہنی بھی دی کہین
کیا دون کسی کو اپنے ٹھکانے کی اطلاع

کل پیش ہوگا کاتب اعمال کا لکھا
حاکم کے پاس جائیگی تھانیکی اطلاع

غفلت کی نیند اور بھی سوتا یہ آدمی
ہوتی اگر نہ موت کے آنے کی اطلاع

دشوار تابِ ضبط ہی ہشیار اے فلک
دیتا ہون تجکو آگ لگانے کی اطلاع

غنچے چٹک رہے ہین چہکتی ہی عندلیب
گلشن مین ہے بہار کے آنیکی اطلاع

افسوس میرے حال کی اُس کو خبر نہین
ہوتی ہے جس کو ایک زمانیکی اطلاع

تسکین اضطراب ہے وعدی کی شب حفیظ
دل کی تڑپ ہے یار کے آنے کی اطلاع

ہائے رے اُسکی سادگی کی وضع
سادگی مین بھی ہی انوکھی وضع

ایک عالم سی ہے نرالی وضع
اُس سے ملتی نہین کسی کی وضع

چھوڑ کر ہم کو وہ عدو سے ملے
اس کو کیا کہیئے اپنی اپنی وضع

رنگ کیا کیا زمانے نے بدلے
ایک اپنی کبھی نہ بدلی وضع

دوش پر ہے کمان کمر مین تیغ
کس غضب کی ہی بانکی ترچھی وضع

حُسن اور اُسپہ حُسن آرائش
اچھی صورت اور اُسپہ اچھی وضع

تم سے ملکر نہ ہم کسی سے ملے
کسی نے یون عمر بھر نباہی وضع

جامہ زیبی حسینون پر ہے ختم
اِن کی ہر وضع ہے بلا کی وضع

مٹ گئے اے حفیظ کیا کہنا

خوب ہی آپ نے نباہی وضع

ردیف غین معجمہ

غرور کیا جو ہوا حُسنِ عارضی کو فروغ
سمجھ لو چار ہی دن تک ہے چاندنی کو فروغ

نگاہ دیکھ چکے خوب حُسن والون کی
ہماری آنکھ کے ہوتے ہوا آرسی کو فروغ

کیا ہی کون و مکان ایک اسکے جلوے نے
کہین ملک سے ہوا بڑھکے آدمی کو فروغ

ہمارے سامنے جمتا نہین کسی کا رنگ
تمہارے سامنے ہوتا نہین کسی کو فروغ

عجب نہین کہ گھٹے قدر سچے موتی کی
کہ آجکل ہے زمانہ مین جھوٹ ہی کو فروغ

جہان مین ذکر رہا قیس کی محبت کا
زہے نصیب کہ ہوتا ہی عاشقی کو فروغ

بجھی ہوئی ہے طبیعت حفیظ کیا کہئے
نہین ہے اپنے زمانے مین شاعری کو فروغ

ردیف فاء

جو ہو چکے ہین زمانے کے حال سے واقف
وہ لوگ ہونگے ہمارے خیال سے واقف

کچھ اور دے کہ نہ دے دولتِ قناعت دے
مری زبان نہو یارب سوال سے واقف

دغا فریب ہین مشہور ان حسینون کے
وہ کون ہے جو نہین انکی چال سے واقف

ادھر جو ترک محبت کا وہم دل مین ہوا
اُدھر وہ ہو گئے میرے خیال سے واقف

تجھی پہ کیا ہے بہت ایسے لوگ ہین ناصح
کہ وہ ہوے نہ محبت کے حال سے واقف

غم فراق کی ہم سے مصیبتین سُنئے
نہ کیجیے ہمین عیش وصال سے واقف

زمانے کی یہ ہے بیقدریون کا حال حفیظ
ہوئے نہ آپ ہم اپنے کمال سے واقف

بڑھ چلے ہین پاؤن وحشت مین بیابان کیطرف / دوڑتے ہین ہاتھ اب جیب و گریبان کیطرف
اس لیئے جاتے نہین ہم کوے جانان کیطرف / رشک کہتا ہی کہ دیکھے کون دربان کیطرف
دیکھکر وصلِ گل و بلبل یہ شرماے وہ آج / آئین بہر سیر شاید پھر گلستان کیطرف
یہ بگولے اٹھ رہے ہین کس کے استقبال کو / کون آج آنے کو ہی گورِ غریبان کیطرف
بڑھ رہی ہین اون کی زلفین پھانسنے کو دل مرا / جھک رہا ہی غول پریونکا سلیمان کیطرف
آدمی کا آدمی ہر حال مین ہمدرد ہو / اک توجہ چاہیے انسان کو انسان کیطرف
فاش ہو پردہ نہ اس پردہ نشین کے عشق کا / دیکھتے ہین سب مرے چاک گریبان کیطرف
دشمنون کے دل مین بھی ہی زمزمہ سنجونکی قدر / آنکھ ہی صیاد کی مرغ خوش الحان کیطرف
پھر گل و بلبل مین کوئی تفرقہ پڑنیکو ہے / آج بن ٹھن کر وہ جاتی ہین گلستان کیطرف
اے زلیخا پاک دامانی کا تیری کیا ثبوت / بڑھ گئے دستِ ہوس یوسف کے دامان کیطرف

بتکدے مین پائے بت پر سر جھکائے ہی حفیظ
برہمن تکتے ہین اس مردِ مسلمان کیطرف

یہ دن اور مجھ پہ یہ بیداد صد حیف / قفس اور فصلِ گل صیاد صد حیف
کیا تو نے مجھے برباد صد حیف / ارے او بانیِ بیداد صد حیف
بتون کا حسن دیوانہ بنا دے / بشر بھولے خدا کی یاد صد حیف
نہ پہونچی کان تک اس کے نہ پہونچی / ہوئی کیا رائگان فریاد صد حیف
جو اپنے عہد و پیمان بھول جائے / ہمین تڑپائے اس کی یاد صد حیف

کہان کس وقت تجکو موت آئی
تری ناکامیان فرہاد صد حیف

محبت مین فلک کتنون پہ ٹوٹا
پڑی کس کس پہ یہ افتاد صد حیف

تجھے تو ذبح کرنا بھی نہ آیا
مرے قاتل مرے جلاد صد حیف

حفیظ اُن سے ہوا قطعِ تعلق
یہ چھٹا ہم سے عظیم آباد صد حیف

ردیف قاف

کوئی جہان مین نہ یارب ہو مبتلاے فراق
کسی کی جان کی دشمن نہو بلاے فراق

ہزار طرح کے صدمے اسے گوارا ہین
مگر اُٹھا نہین سکتا ہی دل جفاے فراق

لبون پہ جان ہی اب صدمہای دوری سے
خبر وصال کی دیتی ہو انتہاے فراق

زبان بند ہے یہ جوش غم کا عالم ہے
بیان ہو نہین سکتا ہی ماجراے فراق

کرین جو ضبط کلیجا سرا ہیے اُن کا
کہ آسمان کو ہلاتی ہین نالہاے فراق

جدا حفیظ ہوا کون تیرے پہلو سے
لبون پر آٹھ پہر ہی جو ہاے ہاے فراق

دل کو ہے اُس رہگذر کا اشتیاق
ہوگیا حج کے سفر کا اشتیاق

قصر جنت کی تمنا کیا کرون
رہنے دیگا اُسکے گھر کا اشتیاق

ایک پر اب ایک کو ترجیح ہے
کم نہین دل سے نظر کا اشتیاق

چھومتا ہون سنگ اسود چومکر
دیکھنا اُس سنگ در کا اشتیاق

صبحدم وہ بلبل وگل کا ملاپ
دونو جانب رات بھر کا اشتیاق

پڑ گیا لپکا کسی کی دید کا	کم نہو گا اب نظر کا اشتیاق

خشک اگر ہو گا لہو نہین حفیظ
جان لے گا شعر تر کا اشتیاق

ردیف کاف تازی

ہر چند یہ تجھے رونا ہر شب ہے مگر کبتک	تو ساتھ مرادیگی اے شمع سحر کبتک
اللہ تک انسان کی ممکن ہی رسائی جب	اپنا کسی محفل مین ہوگا نہ گزر کبتک
در تک بھی نہ تو آئے اللہ رے استغنا	چوکھٹ پہ تری آخر ٹپکے کوئی سر کبتک
ملجائے منجم تو دریافت کرون اُس سے	آئے گا ہمارے گھر وہ رشک قمر کبتک
جب یاد نہین رہتی وعدے کی گھڑی تمکو	پھر راہ کوئی دیکھے ہر شام و سحر کبتک
غم کیا جو ہوے رسوا آغاز محبت مین	انجام یہی ہوتا چھپتی یہ خبر کبتک
ناصح کی نصیحت سے ٹھہرا تو ہی دل لیکن	اب دیکھیے رہتا ہے اس کا بھی اثر کبتک
دیکھین تو کہانتک ہی غم اپنے نصیبو نمین	غیرون کی خوشی اُن کو ہو مدِّ نظر کبتک
آنکھین نہ ملاؤ گے کیا سر نہ اُٹھاؤ گے	کچھ باتین کرو صاحب یہ نیچی نظر کبتک
رو دھو کے کیا تو کچھ آنکھون نے علاج اسکا	اب دیکھیے بھرتا ہے ناسور جگر کبتک
تنگ آکے کبھی کہتا فریاد فغان تا کے	دل کو کبھی سمجھانا ہوگا نہ اثر کبتک
دامن سے کسی نے بھی آنسو نہ کبھی پوچھے	بیکس کیطرح رونا اے دیدۂ تر کبتک
جس رات کی ہر ساعت اک دن ہی قیامت کا	اُس شام کی اب دیکھین ہوتی ہی سحر کبتک
آخر کو یہ تنگ آکر غمخوار بھی کہہ اُٹھے	بیٹھا کوئی سمجھائے اب آٹھ پہر کبتک

للہ حفیظ اُٹھکراب سوے وطن چلیے
بیکار بھی اے حضرت یہ عزمِ سفر کبتک

کیا ہوگا حال جوشِ جنون کا بہار تک — باقی نہین ابھی سی گریبان مین تار تک
رخصت ہین گو کہ ہجر مین صبر و قرار تک — کرنا ہے پھر بھی ضبط ہمین اختیار تک
ہم کب کے مر چکے تھے جدائی مین اے اجل — جینا پڑا کچھ اور ترے انتظار تک
وحشت مین خاک اُڑائین گریبان کی دھجیان — پہونچے نہ ہاتھ جب تری گردنکی ہار تک
سچ ہے کہ ایک دم سی ہی سو طرح کی خوشی — ساری چہل پہل ہی چمن مین بہار تک
ٹوٹی اگر اُمید تو اُکھڑے گا دم مرا — ٹھہرا ہے زندگی کا مدار انتظار تک
اُڑتی ہے خاک جب سے مٹا قبر کا نشان — رونق تھی بیکسی کی ہمارے مزار تک
ہم خود ہین توبہ کرنے کو زاہد مصر نہو — پینے دے ہمکو اور بھی ابکے بہار تک
وہ کیا کہ پوچھتی نہین کمبخت کو اجل — ساری مصیبتین ہین دلِ بیقرار تک
اُس کے کرم سے پھر ہون کہین کم مری گناہ — اب سے کرون شمار جو روزِ شمار تک

اُن کا نظارہ دور سے ہو یا نہو حفیظ
جانا ہمین ضرور ہے اُس رہگذار تک

عیادت کو میری وہ آئے نہ ابتک — اجل اب دکھائیگی تو راہ کب تک
ستا کر مجھے وہ مرا ضبط دیکھین — زبان کاٹ ڈالون جو ہلجائین لب تک
ہمین بھی ضد اس بات کی آگئی اب — نہ جائینگے ہم وہ نہ آئینگے جب تک
کبھی وصل پر کیا وہ راضی نہونگے — یہ انکار دیکھین تو رہتا ہی کب تک
یہ پہلے ہی دن کیون لحد مجھ سے لپٹی — دُلہن بات کرتی نہین ایک شب تک

مری جان آنکھون مین اٹکی رہیگی
مجھے دیکھنے تم نہ آؤ گے جب تک

حفیظ اب یہ ہے دھوم تیرے سخن کی
کہ شہرہ ترا ہند سے ہے عرب تک

غش ہوئے موسے پہونچکے طور تک
سوچیے اس بات کو اب دور تک

لاکھ باتون کی ہے ناصح ایک بات
کم ہی بولے آدمی مقدور تک

تھے ہمین ہم بزم و خلوت مین جہان
اب وہان اپنا نہین مذکور تک

دیکھنے والے کہان پہونچے نہین
رہ گئے موسے تو کوہِ طور تک

حسن مین تیرا کوئی ثانی نہین
آ گئی زاہد کی اس مین حور تک

شیخ پر ہے میکشی کا اتہام
آپ تو کھاتے نہین انگور تک

سامنے کے یہ نہین مضمون حفیظ
اب نظر جاتی ہے اپنی دور تک

ترا پاس نزاکت ہے یہان تک
فغان آتی نہین دل سے زبان تک

رسا قسمت جو ہے پہونچے گا اک دن
ہمارا سر کسی کے آستان تک

نہ ہوگا گالیون کا سلسلہ ختم
دعائین دے کوئی آخر کہان تک

کسی کے رعب نے لب کر دیئے بند
کبھی دل کی نہ آئے گی زبان تک

سمجھ لے آدمی انجام اپنا
امیدِ زندگی آخر کہان تک

بپا ہے میکدے مین جشن نوروز
مزے مین آج ہے پیر مغان تک

سہارا تھا اک آواز جرس کا
خدا سے اب جو پہونچون کاروان تک

ترے کوچے مین یہ ہنگامہ یہ بھیڑ
زمین کا شور پہونچا آسمان تک

نہ ٹھہرا نجد مین ناقہ نہ ٹھہرا
ہوا مجنون کا دشمن ساربان تک

ترے کشتون کی حورین بھی ہین مشتاق
کہان کی بات پہونچی سے ہے کہان تک

شبِ قدر اپنی تھی شامِ شبِ وصل
وہ عالم تھا زمین سے آسمان تک

مناسب ہے حفیظ اب مے سے توبہ
پہیوگے قرض کی آخر کہان تک

ردیف کاف فارسی

پاک طینت ہین میکدے کے لوگ
ڈہونڈہنے سے ملین گے ایسے لوگ

چھپ کے کچھ اور ہوتے ہین ظاہر
اچھی صورت کی طرح اچھے لوگ

تیرے چھینٹون مین آئین جو واعظ
کچھ وہ مسجد ہی کے ہین کچے لوگ

حضرتِ شیخ جو کہین سُن لو
ان کی کیا بات۔ ہین یہ لگلے لوگ

مُنھ دکھائے قضا تو دیکھین ہم
کس ادا پر ہین اس کی مرتے لوگ

میرے ساقی کے دور سے پہلے
بے پئے بھی بہک گئے تھے لوگ

حُسن والون کے وعدے۔ کیا کہنا
ایسے ہوتے کہان ہین سچے لوگ

کل جو اورون کے ذکر کرتے تھے
آج کرتے ہین اُن کے چرچے لوگ

پہلے ہوگی حرام اے زاہد
اب تو پیتے ہین اچھے اچھے لوگ

تم رقیبون مین خوبیان ڈہونڈہو
ہم کو جچتے ہین ایسے ویسے لوگ

اٹھ گئے اے حفیظ دنیا سے
اپنی صحبت کے کیسے کیسے لوگ

ردیف لام

آگیا تھا ایک دن ترک محبت کا خیال
سرنگون رکھتا ہی ابتک اس ندامت کا خیال

یہ سمجھکر مجھ سے بیدل ناصح مشفق نہو
کون کرتا ہی محبت مین نصیحت کا خیال

رہ گئے قصدِ سفر پر اپنے اُٹھ اُٹھکر قدم
جب وطن مین آگیا دشتِ مصیبت کا خیال

دل سی بہرون ہی کیا کرتا ہون قسمت کا گلہ
ٹالتا ہون اس طرح اُسکی شکایت کا خیال

منفعل ہونے نہین دیتا گنا ہون پر مجھے
ہی تسلی وہ کچھ ایسا اُس کی رحمت کا خیال

بھول جائی وصل مین ممکن ہی صدمہ ہجر کا
عیش مین قائم نہین رہتا مصیبت کا خیال

آگئی بوے ریا پھر جو طاعت مین لگاؤ
مجکو دوزخ کو لیے جاتا ہی جنت کا خیال

ایک دن جس سے بڑا اُس سے نباہی رسم و راہ
آدمی کو چاہیے صاحب سلامت کا خیال

مین کچھ اپنی جان کا دشمن تو ای ناصح نہین
دل سے جاتا ہی نہین اُس بیمروت کا خیال

لوگ رکھتے ہین مرقع مین حسینون کی شبیہ
ہمنے دل مین رکھ لیا اک اچھی صورت کا خیال

اور بھی سو طرح کے صدمے ہین لیکن ای **حفیظ**
دشمن جان ہے محبت مین رقابت کا خیال

دشمن بھی یہ کہے جو سُنے میرے جی کا حال
ایسا خراب ہو نہ الٰہی کسی کا حال

فرقت مین آکے موت بھی بالین سی پھر گئی
دیکھا گیا نہ اُس سے مری بیکسی کا حال

بہرون ہو دل پہ ہاتھ یہ ہو اختلاج قلب
دم بھر جو کان رکھکے سُنو میرے جی کا حال

حاتم کا ذکرِ خیر ہو قارون کے سامنے
لازم نہین بخیل سے کہنا سخی کا حال

جو ہین وہ کون کے یار غرض کے ہین آشنا
دنیا مین آجکل ہے یہی دوستی کا حال

شہرہ جمالِ دوست کا سُنکر ہوا ہون غش
موسیٰ سے کچھ الگ ہے مری بیخودی کا حال
رہتی ہے کارِ خیر کی شہرت ہوئے بغیر
آخر کو چھپ سکا نہ مری میکشی کا حال
پوچھے مزاج جب کوئی پہلو مین بیٹھکر
اُس وقت پوچھیئے نہ ہماری خوشی کا حال

ٹھہری حفیظ پرسش اعمال حشر پر
کہنا پڑے گا چار مین ناچارجی کا حال

سنور کر ہوئی لاش تربت مین داخل
دُلہن ہوگئی آج خلوت مین داخل
اُنھین چاہ کر پائے الزام لاکھون
محبت ہوئی ہی عداوت مین داخل
حسینون کی ہٹ دھرمیان کچھ نہ پوچھو
مگر نا تو ہی اُن کی عادت مین داخل
جفا ان حسینون کے حصے مین آئی
وفا ہوگئی اپنی طینت مین داخل
یہان ہم ستم کو کرم جانتے ہین
وہان شکر بھی ہی شکایت مین داخل
گزر محتسب کا ہوا میکدے مین
مگر دوزخی ہونگے جنت مین داخل

حفیظ اپنے اشعار ہین معرفت مین
مری شاعری ہے عبادت مین داخل

نہ پوچھو مرے جی کا حال آجکل
سراپا ہون رنج و ملال آجکل
حیا سے یہ گردن جھکانا نہین
اُنھین بھی ہے کچھ انفعال آجکل
بھلایا تھا برسون مین ہم نے جسے
بندھا ہے وہی پھر خیال آجکل
ہوا بیوفائی کا بازار گرم
وفا کا ہے دنیا مین کال آجکل
کہون تجھ سے کیا حال اے چارہ گر
طبیعت بہت ہے نڈھال آجکل
محبت مین کیا صبر ہوتا نہین
مجھے ہے یہ عاصل کمال آجکل

وہ جھگڑے شب و روز کے مٹ گئے
ہوئے خواب اگلے خیال آجکل

چلو حیدرآباد تم بھی حفیظ
وہین کچھ ہے قدر کمال آجکل

ہمین سے پوچھتے ہو کیا ہوا دل
ہوا کیا خون ہو کر بہ گیا دل

نہین ہے جب تمھارے کام کا دل
تو لاؤ پھیر دو مجھکو مرا دل

اُبھارے کوئی امید اب تو اُبھرے
ہجوم یاس سے بیٹھا ہوا دل

ہمارے سامنے ہم کو دکھا کر
غضب ہے اُس نے تلوون سے ملا دل

کھٹکتی ہے مرے پہلو مین اک شے
خدا جانے کوئی کانٹا ہے یا دل

چمک بجلی کی تم کیا دیکھتے ہو
ادھر دیکھو تڑپتا ہے مرا دل

پڑا یہ تفرقہ فرقت مین اُس کی
جدا ہم دل سے ہین ہم سے جدا دل

وہ کس شوخی سے مٹھی مین چھپا کر
ہمین سے پوچھتے ہین کیا ہوا دل

اُدھر ہے جان کی خواہان وہ چتون
ادھر ہے جان کا دشمن مرا دل

پتا قاصد یہ ہے اُس رہگذر کا
پڑے ہین اُس گلی مین جابجا دل

حفیظ اس کا ادا شکر یہ کر تو
حسینون کو پسند آیا ترا دل

گناہ اپنے کہان اب شمار کے قابل
ہوئے تو رحمت پروردگار کے قابل

یہ شوخ رنگ یہ بو باس دیکھ اے زاہد
ملی ہے آج تو پرہیزگار کے قابل

عدو کو آپ نے شہید کہا غضب ہی کیا
خطاب تھا یہ کسی جان نثار کے قابل

ملا نہ خاک مین اے آسمان حسینون کو
یہ پھول ہین یہ چمن روزگار کے قابل

ہم اور اس ستم بیحساب کے لایق
رقیب اور کرم بیشمار کے قابل

کسی کا نقش قدم دیکھکر یہ دل نے کہا
یہی جگہ ہے ہمارے مزار کے قابل

نہ کر شمار کہ بخشش ہے بیشمار تری
مرے گناہ ہین یارب شمار کے قابل

مرے شباب کی توبہ یہ جانہ اے زاہد
کہ نشے کی نہین بات اعتبار کے قابل

یہ کیون حفیظ کی تم نے کی اتنی آؤ بھگت
یہ آدمی تو نہ تھا اس وقار کے قابل

تمھین جب کہو دل لگانے سے حاصل
ہمین پھر محبت جتانے سے حاصل

کرو امتحان وفا ہے یہ کہنا
کسی کو ہمین آزمانے سے حاصل

نہ آنیکو کافی تھا عذر نزاکت
شب وعدہ مہندی لگانے سے حاصل

اُسے جانچئے عہد و پیمان ہے جس سے
مرا جھوٹ سچ آزمانے سے حاصل

اثر جس کو کہتے ہین معدوم شئے ہے
دعا کے لیئے ہاتھ اُٹھانے سے حاصل

پتنگون کی اتنی ثنا بزم مین کیون
کسی دل جلے کو جلانے سے حاصل

بگڑ بیٹھنے کا جو باعث ہو کہیئے
یہ ہنس ہنسکے باتین بنانے سے حاصل

نہ دے اے فلک رنج ہم غمزدون کو
ستائے ہوؤن کو ستانے سے حاصل

کرو آدمی بن کے آہستہ باتین
ابھی سر پہ دنیا اُٹھانے سے حاصل

چلے آتے ہین یونہین مشتاق گھر پر
کہین آپ کو جائے آنے سے حاصل

حفیظ اس فن شعر کی ہم کو عزت
ہوئی مصحفی کے گھرانے سے حاصل

جان ہی جائے تو جائے درد دل
اک یہی ہے اب دوائے درد دل

اب تڑپنے مین مزا ملتا نہین
استحانِ ضبط ہے منظور آج
بھاگتی ہی دور جس سی موت بھی
رحم کب آیا کسی بے درد کو
کھا گۓ کچھ سوۓ ہمین حرماں نصیب
ہم مریضون کا نہین ممکن علاج
رہتی ہی سینے ہی پر تصویر دوست

ہو چلی جان آشنائے دردِ دل
جس قدر چاہے ستائے دردِ دل
وہ بلا ہے یہ بلائے دردِ دل
ہو چکی جب انتہائے دردِ دل
ایک یہ بھی ہے دوائے دردِ دل
لا دوا ہین مبتلائے دردِ دل
ہے یہ تعویذ اک برائے دردِ دل

روتے روتے بندھ گئی ہچکی حفیظ
جب کہا کچھ ماجرائے دردِ دل

ردیف میم

بیٹھے ہین آج ہاتھ اُٹھا کر دعا سے ہم
جاؤ بھی اب نہ دو ہمین جھوٹی تسلّیان
کہتے ہین ہم کچھ آپ سے اپنا سوال ہے
محشر مین لوگ پائین گے اپنی مُراد جب
ہر روز کی جفا سے جگر خون ہو گیا
عمرِ ابد تمھین کو مبارک جنابِ خضر
تم کو ہماری لاش پر آنا ہی شرط ہے
مجنون ہین کرین جو حسینون سے دوستی

بگڑی بتون سے روٹھ گئے ہین خدا سے ہم
مر جائینگے تڑپ کے تمھاری بلا سے ہم
کہتے ہین وہ کہ بات کرین کیا گدا سے ہم
کیا آپ کو بھی مانگ نہ لین گے خدا سے ہم
تنگ آ گئے ترے ستمِ ناروا سے ہم
ایسے نہین کہ جان چُرائین قضا سے ہم
یہ کیا کہا کہ رو نہ سکین گے حیا سے ہم
دیوانے تو نہین ملین جو کسی بیوفا سے ہم

مدت ہوئی حفیظ کہ وہ ہم سے پھر گئے
اب تک مگر پھرے نہین عہد وفا سے ہم

کرم ہو غیر پہ خوش ہین ترے ستم سے ہم
ہزار عیش نہ بدلین اس ایک غم سے ہم

پڑے ہین صورت نقش قدم گلی مین تری
ملے ہین خاک مین چھٹکر ترے قدم سے ہم

نگاہ لطف نے دیوانہ کر دیا جب سے
پناہ مانگتے ہین آپ کے کرم سے ہم

کچھ آج یونہین سا نکلا ہی اپنے دل کا بخار
جو پھوٹ پھوٹ کے روئے وفور غم سے ہم

سما گیا ہے یہ کس کا غرور آنکھون مین
کہ دیکھتے ہین فلک کو نگاہ کم سے ہم

نہ کھائیے دم وعدہ ہمارے سر کی قسم
یہی قسم ہے تو باز آئے اس قسم سے ہم

کسی کے ہجر مین جی سے گزر کے آج حفیظ
کرین گے شاد عدو کو نوید غم سے ہم

یہ ہوئے بیتاب دردِ دل سے ہم
اُٹھے گھبرا کر تری محفل سے ہم

ہو تمھین ملنا مبارک غیر سے
جو کہا تم نے کہین کس دل سے ہم

دردِ فرقت کی اذیت جھیل لی
اب نہین ڈرتے کسی مشکل سے ہم

خوب بھڑکی آتشِ رشک عدو
جل کے اُٹھے ہین تری محفل سے ہم

جان اپنی کچھ ہمین دو بھر نہین
کیون لڑائی مول لین قاتل سے ہم

غیر بھی کھائیگا اک دن یہ فریب
خوش ہین اُس کے وعدۂ باطل سے ہم

پھر ملا اُس بیوفا سے اے حفیظ
ہو گئے مجبور اپنے دل سے ہم

ردیف نون

رکھا ہی پاؤن جب سے محبت کی راہ مین
پست و بلند ایک سے ہے اپنی نگاہ مین

کیا ہو یہ خوبیان جو ترے خال و زلف کی
آجائین ایک دن مرے بخت سیاہ مین

وہ فتنہ فتنہ اور وہی حشر حشر ہے
اُٹھے جو اُس گلی مین رہے اُس نگاہ مین

ہم سے وہ کیا چھپائین گے الفت رقیب کی
جو اُن کے دل مین ہے وہ ہماری نگاہ مین

آئینہ دیکھتے ہو بڑے شوق و ذوق سے
کیا آپ ہی سماؤ گے اپنی نگاہ مین

زاہد وہ زہد خشک مین تیرے مزہ کہان
جو لذتین ہین بادہ کشون کے گناہ مین

شوخی ترے خرام کی کیا گل کتر گئی
نقش قدم کے پھول بچھائے ہین راہ مین

کیون کر دل رقیب سے ملجائے دل مرا
ہوتا بہت ہے فرق سفید و سیاہ مین

مشتاق جس کے جلوے کی آنکھین ہین اے حفیظ
جب وہ نہین تو ہیچ ہے عالم نگاہ مین

وہ کیسے لوگ ہین جو عہد و پیمان سی مکرتے ہین
یہان تو جو زبان سی کہدیا وہ کر گزرتے ہین

پشیمان ظلم سے ہو کر تلافی روز کرتے ہین
کچھ ایسے بیوفا وہ ہین وفا کا دم بھی بھرتے ہین

حسین سنتے ہین جب یہ بات کیا کیا ناز کرتے ہین
عجب جادو ہی اتنا منھ سی کہدینا کہ مرتے ہین

محبت اور پھر شکوہ شکایت اس کے کیا معنے
سمجھ لو جان پر سو طرح کے صدمے گزرتے ہین

ڈرو اُن سی جو اپنے دلمین رکھتے ہین باتونکو
جو منھ سے کچھ نہین کہتے وہ سب کچھ کر گزرتے ہین

برا ہم کو کہین وہ اے خوشا طالع زہی قسمت
شکایت اپنی سنکر ہم بہت کچھ شکر کرتے ہین

نہ جانے ناصحون کو کیا ملیگا کہنے سننے سے
ہمارا مغز خالی کر چکے اب اُنکو بھرتے ہین

صف محشر مین مجکو دیکھکر گھبرائے جاتے ہین
زمانے کے نڈر تھے جو وہ مجھسے آج ڈرتے ہین

شب وصل اور یہ انکار یہ ضد ہائے کیا کہیے
ہماری آرزو کو آج بھی وہ ذبح کرتے ہین

نہین معلوم کس سے راتکو ملنے کا وعدہ ہے
کہ وہ کچھ دن رہے سے آج بنتی ہین سنورتے ہین

ہر اک ضد اپنی رکھ لینا گلے مین ڈالکر باہین
اگر سچ پوچھئے تو ہم انھین چالون پہ مرتے ہین

نظر کس کی پھری اپنی جو قسمت پھر گئی ایسی
کہ وہ الٹی ہی پڑتی ہے جو ہم تدبیر کرتے ہین

اجل آنے کی اک مدت مقرر ہو تو کیون غم ہو
بڑا ماتم تو اُن کا ہے کہ جو بیوقت مرتے ہین

مبارک بخیہ گر کو چارہ ساز دل کو ہو مژدہ
خلش ناخن کی کہتی ہے جگر کے زخم بھرتے ہین

کہا تھا کچھ کہ وقتِ نزع وہ کہتے ہوئے اُٹھے
جو ایسے ہوتے ہین وہ بیکسی کی موت مرتے ہین

حفیظ ایسا جو ہو نادان خوش ہو انکی باتون سے
حسینون سے وفا ہوتا نہین وعدہ جو کرتے ہین

محبت کیا بڑھی ہے وہم باہم بڑھتے جاتے ہین
ہم اُن کو آزماتے ہین وہ ہم کو آزماتے ہین

نہ گھٹتی شانِ معشوقی جو آجاتے عیادت کو
بُرے وقتون مین اچھے لوگ اکثر کام آتے ہین

جو ہم کہتے نہین منھ سے تو یہ اپنی مروت ہے
چُرانا دل کا ظاہر ہے کہ وہ آنکھین چراتے ہین

سمان اُس بزم کا برسون ہی گزرے گا نگاہون سے
کب ایسے ویسے جلسے اپنی آنکھون مین سماتے ہین

کہان تک امتحان کبتک محبت آزماؤ گے
انھین باتون سے دل اہلِ وفا کے چھوٹ جاتے ہین

خمار آنکھون مین باقی ہے ابھی تک بزمِ دشمن کا
تصدق اُن ڈھٹائی کے نظر ہم سے ملاتے ہین

دل اک جنس گرانمایہ ہے لیکن آنکھ والون مین
یہ دیکھین حُسن والے اسکی قیمت کیا لگاتے ہین

کسی کے سر کی آفت ہو ہمارے ہی سر آتی ہے
کسی کا دل کوئی تاکے مگر ہم چوٹ کھاتے ہین

گئے وہ دن کہ نامے چاک ہوتے تھے حفیظ اپنے
حسین اب تو مری تحریر آنکھون سے لگاتے ہین

اُلٹے یہ سیکڑون الزام لگا دیتے ہین
جھوٹے شکوے بھی حسینون کے مزا دیتے ہین

وصل مین مجکو زخود رفتہ بنا دیتے ہین
کرکے ضد اپنے بھی حصے کی پلا دیتے ہین

اے خوشا بخت وہ زانو پہ مرا سر رکھکر
غش جو آیا ہے تو دامن کی ہوا دیتے ہین

کہنے سننے سے بھڑکتی ہے سوا آتش عشق
دل مین ناصح کے سخن آگ لگا دیتے ہین

تم جو کہتے ہو کسی پر نہین مرتا کوئی
یہ تماشا بھی تمہین آج دکھا دیتے ہین

یہ کہا کیا تری حسرت کا ہوا انجام بخیر
مجکو کس طرح کی آج آپ دعا دیتے ہین

چھیڑ کر اُن کو عبث گالیان کھاتے ہو حفیظ
ایک تم کہتے ہو وہ چار سُنا دیتے ہین

ناز مین جن کے کچھ نیاز نہین
اُن حسینون سے دل کو ساز نہین

غیر کا بھید کیون نہ کھلجائے
آپ کے دل کا تو وہ راز نہین

اک تری ذات کے سوا زاہد
کوئی دنیا مین پاکباز نہین

اس مین پاتا ہون کچھ تری خوبو
مجکو بیوجہ دل پہ ناز نہین

ہوتے ہین اہل درد ہی ہمدرد
دل وہ پتھر ہے جو گداز نہین

کہہ رہی ہے یہ سادگی کی ادا
نیک و بد مین کچھ امتیاز نہین

جبہ سائی بتون کے در کی حفیظ
زاہد خشک کی نماز نہین

ملا تھا میکشی کا لطف کچھ کچھ ہمکو اول مین
بسر ہو جاتی تھے دو دن مزے سے ایک بوتل مین

نگاہِ شوخ کی چل پھر ہے اُن آنکھون کے کاجل مین
کہ رہ رہ کر یہ بجلی کوندتی ہے کالے بادل مین

دُکان پیر مغان کی یا مکان ہے کوئی عامل کا
پری ہے بند شیشے مین کہ دختِ رز ہے بوتل مین

کہین ایسا نہو اس بھیڑ سے گھبرائے وہ قاتل
تمنا مین ہمارے ساتھ کیون آئی ہین مقتل مین

اُڑے جب نالۂ دل کے شرر شوخی سے وہ بولے
جو ہاتھ آتے یہ جگنو باندھ لیتے اپنے آنچل مین

چلے کیا راستہ ملتا نہین شمشیرِ قاتل کو
ہماری حسرتون کے ٹھٹ لگے ہین آج مقتل مین

حفیظ اپنی تو معشوقون سے بھی نازک طبیعت ہے
ذرا مین ہوتی ہے برہم بگڑ جاتی ہے اک پل مین

محبت مین یون تو مزا کچھ نہین
جو دل ہو مزے کا تو کیا کچھ نہین

غنی ہو دل اپنا تو سب کچھ ہے پاس
مہوس تری کیمیا کچھ نہین

مری چپ ہوئی باعثِ عفوِ جرم
خطا تھی جو کہتا خطا کچھ نہین

علاج اور بیماریِ دل کا ہے
مگر اس مرض کی دوا کچھ نہین

حفیظ اپنی ہے بس خدا پر نظر
کسی کا ہمین آسرا کچھ نہین

کدھر وہ آئے گئے کچھ ہمین خیال نہین
وہ تاک جھانک نہین اب وہ دیکھ بھال نہین

کیا جو شکوہ تو اُلٹا اثر ہوا ظاہر
ہمین کو شرم ہے اُن کو کچھ انفعال نہین

خدا ملے اگر انسان دل سے طالب ہو
بتون کا وصل تو مشکل نہین محال نہین

الگ ہے سارے زمانے سے سرگذشت اپنی
ہمارے حال سے ملتا کسیکا حال نہین

غبارِ کوچۂ جانان یہ اُٹھکے کہتا ہے
وہ سرفراز نہوگا جو پائمال نہین

کوئی سُنے نہ سُنے اب جواب دے کہ نہ دے
کبھی کلیم سے گھٹ کر مرا سوال نہین

کیا کرے کوئی اب اختلاط کی باتین
حفیظ دل سے نکلنے کا یہ ملال نہین

ہے غضب پینے پلانے کا مزا برسات مین
دور ساغر کا نہ ٹوٹے سلسلا برسات مین

صدمۂ فرقت اُٹھانا قہر اس موسم مین ہے
روبرو اک چاند سی صورت ہو ہر دم ہر گھڑی
یاد آتی ہین کسی کی کالی کالی کاکلین
جوش پر ہے اُس کی رحمت کر نہ ترکِ میکشی
لطف ہی جب سامنے ہو گوری گوری کوئی شکل

موت ہے معشوق سے ہونا جدا برسات مین
سامنے ہو شیشۂ و ساغر دھرا برسات مین
کالی کالی دیکھتا ہون جب گھٹا برسات مین
پی لے پی لے زاہدِ نادان ذرا برسات مین
اور کالی کالی چھائی ہو گھٹا برسات مین

ابر جب اُٹھا تو روئے ہجر ساقی مین حفیظ
کیا کہین اس سال کیا صدمہ ہوا برسات مین

دشمن کا ذکر آپ نہ چھیڑین وصال مین
ٹھہری ہے اب تو آپکے وعدے پہ زندگی
وہ خواہش وصال پہ کہتے ہین ہنسکے یون
ڈھونڈین وہ جامِ جم جو تکلف پسند ہین
ہم داستان غم تو بہت کچھ سُنا چکے
ہم کیا کہین کہ تم بھی ہو آگاہ ہے جو فرق
دیتا ہے یہ خبر ۔ ہمین بیوقت کا سکوت
جاتے ہوے کسی کو کن آنکھون سے دیکھتے

یہ عیش کی گھڑی بھی نہ گزرے ملال مین
وہ زندگی کہ جان ہی جس سے وبال مین
کیون کوششین کرے کوئی امر محال مین
ساقی شراب دے ہمین جام سفال مین
آئی بھی کوئی بات تمھارے خیال مین
اپنی طلب مین اور عدو کے سوال مین
بیٹھے ہوے ہین آپ کسی کے خیال مین
اچھا ہوا کہ ہم نہ رہے اپنے حال مین

صد شکر جون پور سے ہم آئے لکھنؤ
بیٹھے حفیظ صحبت اہل کمال مین

ہان دوائے دردِ دل تو صبر سے بہتر نہین
صرف تیرے جلوۂ دیدار کا مشتاق ہون

ہائے ناصح کیا کرون قابو ہی کچھ دل پر نہین
اور کی خواہش مجھے اے داورِ محشر نہین

دیکے مٹی ہم کو ہنستے کھیلتے وہ گھر چلے
خاک مین ہم مل گئے میلے ذرا تیور نہین

کیون نہ روکے ہر قدم پر مجھکو کوئی دوست مین
آبلہ ہے پاؤن کا گردون مرے سر پر نہین

بھر گئین اُس شوخ کی یہ ہر ادا مین شوخیان
شرم کو ملتی اب آنکھون مین جگہ تل بھر نہین

سن لو اس کو کان رکھکر مختصر ہے حال دل
یہ کوئی جھگڑا نہین قصہ نہین دفتر نہین

ہر گھڑی ذکر عدو پر کیون ملائے ہان مین ہان
کچھ حفیظ اے بندہ پرور آپ کا نوکر نہین

دلکی طالب زلفین آنکھین دشمن جان ہو گئین
یہ بلائین ملکے میرے جی کی خواہان ہو گئین

اب کہان باقی ہے دلمین وصل جانانکا خیال
حسرتین صورت بدلکر یاس و حرمان ہو گئین

تم گئے تو کیا سمجھتے ہو کہ مین تنہا رہا
سو بلائین میرے گھر مین آکے مہمان ہو گئین

آج کیا تھا دیکھکر حسرت بھری میری نگاہ
بزم دشمن مین تری آنکھین پشیمان ہو گئین

جب اُلجھکر دست وحشت نے گلا گھونٹا مرا
جو رگین گردن مین تھین تار گریبان ہو گئین

جب تصور بندہ گیا اک چاند سی تصویر کا
سختیان ساری شب فرقت کی آسان ہو گئین

حسرت آلودہ نگاہین تاڑلین اُس نے حفیظ
آرزوئین دل کی آنکھون سے نمایان ہو گئین

ہمارے ساتھ غیرون کے ہوئے ہین امتحان برسون
رہے ظلم و ستم اُن کے نصیب دشمنان برسون

ملا کر خاک مین مجھکو کہان گردون کو فرصت ہے
مٹائیگا ابھی تو میری تربت کا نشان برسون

تلون طبع ایسے بھی حسین کم ہونگے عالم مین
ہوئے تم مہربان دم بھر رہے نامہربان برسون

اثر اُن کو کرین کیا زاہد بے مغز کی باتین
اُٹھائے ہو جو فیض صحبت پیر مغان برسون

حفیظ اُٹھی گھٹا جب آکے برسی میری تربت پر

وہ بیکس ہون کہ رویا میرے غم مین آسمان برسون

احسان ہے کسی کا جو ہم پر کرم نہین
اپنا یہ شکر بھی تو شکایت سے کم نہین

سچا بنائین ہم نہ تجھے ایسے ہم نہین
سچی قسم سے ہے کم تری جھوٹی قسم نہین

تصویر میرے دیدۂ حیرت نگر کی ہے
تیری گلی مین غیر کا نقش قدم نہین

قاتل ہمین جو چھوڑ کے تو نیمجان چلا
ہاتھون مین کس نہین ہے کہ خنجر مین دم نہین

وہ ہی عدوئے عیش تو - تو ہے عدوئے جان
تیرا ستم فلک سے زیادہ ہے کم نہین

زاہد شراب ناب سے یہ اجتناب کیون
خوش ذائقہ یہ چیز ہے کمبخت سم نہین

ہم کہ رہے ہین نذر ہے دل اور وہ حسین
کہتا ہے ہنسکے یہ کوئی ایسی رقم نہین

جو بل پڑے ہوئے ہین ہمارے نصیب ہین
ایسے تو زلف یار مین بھی پیچ و خم نہین

ہم دیکھتے ہین اس مین کوئی شکل دلفریب
تم لاکھ یہ کہو کہ ترے دل مین ہم نہین

دل پر لگی وہ چوٹ جگر تھرتھرا گیا
نیچی نگہ کا توڑ بھی برچھی سے کم نہین

غربت مین فکر شعر کرون خاک اے حفیظ
کاغذ اگر ملا تو میسر قلم نہین

دنیا مین حسن ہے مگر ایسے حسین نہین
تجھ مین جو بات ہے وہ کسی مین کہین نہین

زندہ ہوا ہون ہجر مین مر کر ہزار بار
وہ کون سا ہے دم جو دم واپسین نہین

ناحق بھی بگڑے جاتے ہو تعریف حسن پر
اچھا ہمین حسین سہی تم حسین نہین

کاٹو مرا گلا بھی عبث ہارتے ہو جی
تم نازنین ہو تیغ تو کچھ نازنین نہین

آئے ہمارے بعد وہ رونے تو ہم کو کیا
پھر مہربان ہوئے بھی تو کیا جب ہمین نہین

اک بدگمان سے ملکے یہ کھو بیٹھے اعتبار
اب اپنی بات کا بھی ہمین خود بھی یقین نہین

جب دیکھئے حفیظ کو پھرتے ہین دربدر
نکلے جو تیرے گھر سے ٹھکانا کہین نہین

تاک جھانک اُنکی صف محشر مین بھی جاتی نہین
اس بھری محفل مین بھی وہ آنکھ شرماتی نہین

شرم شوخی ناز ادا غمزہ کرشمہ سب تو ہے
اک مروت تیری آنکھو مین جگہ پاتی نہین

ساتھ میرے غیر کے سر پر بھی آفت آگئی
اب کسی کی بھی وہان اُمید بر آتی نہین

میری آنکھین دیکھنا کیا آرسی پر ختم ہے
دیکھکر تم کو نظر کس کس کی للچاتی نہین

ایک دن وہ تھا وہ دیتے تھے تسلی خود مجھے
اب تو اُن کی یاد بھی دل آکے بہلاتی نہین

بیقراری کے مجھے دیتے ہین طعنے ہجر مین
کیا طبیعت اُن کی تنہائی مین گھبراتی نہین

تھوڑی پی لیتے ہین جب ضد کر کے دیتا ہی کوئی
ڈھالکر خود اپنے ہاتھو نسے تو پی جاتی نہین

رات دن تھے نامہ و پیغام وہ دن اور تھے
اُس طرف کی اب تو برسون سے ہوا آتی نہین

اپنی ناکامی پہ رونا کیون نہ آئے اے حفیظ
ہجر مین چاہا جو مرنا موت بھی آتی نہین

مرے ضبط فغان پر غیر کیا آوازے کستے ہین
یہہ نالے تو وہ ہین جو آسمان کا مُنھ جھلستے ہین

وہی تم ہو کہ رہتے تھے شب و روز اپنی پہلو مین
وہی ہم ہین کہ تم کو دیکھنے کو اب ترستے ہین

مدد کر اے اجل رہ جائے شرم اُنکی نزاکت کی
سنبھلکر اک ارادے پر کمر وہ آج کستے ہین

پھسلتے ہو عبث بھی غیر کی تم چکنی باتون پر
گرجتے ہین جو بادل وہ بہت ہی کم برستے ہین

بتاؤن کیا پتا قاصد حسینون کے محلے کا
کسی سے پوچھ لینا کس طرف جلاد بستے ہین

گھٹائین دیکھکر آنکھین بھر آئین ہجر ساقی مین
بھری برسات مین اک چلو پانی کو ترستے ہین

صدا آتی ہے سناٹے سے یہہ گور غریبان کے
جنھین ویرانہ بھاتا ہی یہان وہ لوگ بستے ہین

مرے بتخانے سے ہو کر چلا جا کعبے کو زاہد
بظاہر فرق ہی باطن مین دونو ایک رستے ہین

سناؤ تم کلام اپنا حفیظ ارباب دانش کو
پرکھنے کے لئے سونا کسوٹی ہی پہ کستے ہین

وہی کچھ ترا بھید پائے ہوئے ہین
جو ہستی کو اپنی مٹائے ہوئے ہین

انھین دیکے دل زک اُٹھائے ہوئے ہین
یہہ کافر حسین آزمائے ہوئے ہین

محبت کی تاثیر کیا پوچھتے ہو
محبت سے اپنے پرائے ہوئے ہین

مری موت پر لاکھ جانین تصدق
کہ وہ بھی جنازہ اُٹھائے ہوئے ہین

عدو آسمان ہے نہ دشمن زمانہ
کسی دوست کے ہم ستائے ہوئے ہین

یہہ جھوٹے قسم جھوٹی پیمان جھوٹے
حسین ایک ایک آزمائے ہوئے ہین

چڑھاتے نہین پھول میری لحد پر
ابھی تک وہ تیوری چڑھائے ہوئے ہین

کہان بلبلون کے یہہ نغمے تھے دلکش
فغان کا مری رنگ اُڑائے ہوئے ہین

حفیظ آنکھ اُٹھا کر ہمین کون دیکھے
وہی جب نظر سے گرائے ہوئے ہین

خوگر یہہ چھیڑ کا ہون کہ آتا مزا نہین
جب تک اُٹھا کے ہاتھ کوئی کوستا نہین

ابنائے روزگار کے برتاؤ کیا کہون
اپنے طریق مین تو شکایت روا نہین

اب سُنکے کیا کروگے مرا قصۂ فراق
مین نے کہا نہین ہے کہ تم نے سُنا نہین

تصویر ساتھ لیلی و مجنون کی دیکھکر
کہتے ہین اِنکی آنکھ مین مطلق حیا نہین

کترا کے منھ چھپا کے چلے ہین ادھر سے یون
جس طرح کوئی آپ کو پہچانتا نہین

واعظ صفات حور بہت کچھ سُنا چکا
اب یہہ بھی تو بتا کہ حسینون مین کیا نہین

کیون اس ادا سے آئے کہ پیار آگیا مجھے
یہہ آپ کا قصور ہے میری خطا نہین

جاؤ بھی کیا بناؤ گے بگڑی کسی کی تم
بگڑا ہوا مزاج تو تم سے بنا نہین

ہر چند چاہتا ہون کہا تیرا مان لون
ناصح مین کیا کرون کہ یہہ دل مانتا نہین

واعظ ذرا سمجھ کے بتانا یہہ مسئلہ
برسات کے دنون مین بھی پینا روا نہین

انسان ہین کیون ڈرین نہ بتون کے عتاب سے
یہہ ایسے لوگ ہین جنھین خوف خدا نہین

تم کیا پھرے حفیظ سے دنیا ہی پھر گئی
کوئی بھی اُس غریب کو اب پوچھتا نہین

شکوہ کرتے ہین زبان سے نہ گلا کرتے ہین
تم سلامت رہو ہم تو یہہ دعا کرتے ہین

پھر مرے دل کے پھنسانیکی ہوئی ہے تدبیر
پھر نئے سر سے وہ پیمان وفا کرتے ہین

تم مجھے ہاتھ اُٹھا کر اس ادا سے کوسو
دیکھنے والے یہہ سمجھین کہ دعا کرتے ہین

ان حسینون کا ہے دنیا سے نرالا انداز
شوخیان بزم مین خلوت مین حیا کرتے ہین

حشر کا ذکر نہ کر اُس کی گلی مین واعظ
ایسے ہنگامے یہان روز ہوا کرتے ہین

لاگ ہے ہم سے عدو کو تو عدو سے ہمین رشک
ایک ہی آگ مین ہم دونون جلا کرتے ہین

اُن کا شکوہ نہ رقیبونکی شکایت ہے حفیظ
صرف ہم اپنے مقدر کا گلا کرتے ہین

ہم ان کو بانی جور و جفا سمجھتے ہین
وہ اور ہین جو بتون کو خدا سمجھتے ہین

کسی سے شکوہ کرین کیا جو وہ ستاتے ہین
اسے ہم اپنے کیے کی سزا سمجھتے ہین

ستم کی آنکھ یہہ ہے لطف کی نگاہ یہہ ہے
اداشناس تری ہر ادا سمجھتے ہین

جہان پہ شغل نمود ورے کا اے زاہد
ہم ایسے بزم کو بزم ۱۰۶ سمجھتے ہین

یہہ اپنی اپنی سمجھ اپنی اپنی قسمت ہے
بھلا ہم ان کو ہمین وہ برا سمجھتے ہین

یہہ بے سبب نہین رہ رہ کے ذکر دشمن کا
حضور آپ کا ہم مدعا سمجھتے ہین

یہہ اپنی الٹی سمجھ ہو گئی محبت مین
وہ کوستے ہین ہمین ہم دعا سمجھتے ہین

ہماری گریہ و زاری وہ خاک سمجھینگے
جو آہِ سرد کو ٹھنڈی ہوا سمجھتے ہین

عجیب الٹی سمجھ ہوتی ہے حسینون کی
کرو جو شکر جفا تو گلا سمجھتے ہین

جو پارسا ہین ہمین نہ جانتے ہین حفیظ
جو رند ہین وہ ہمین پارسا سمجھتے ہین

دل ہے تو ترے وصل کے ارمان بہت ہین
یہہ گھر جو سلامت ہے تو مہمان بہت ہین

مین داد کا خواہان نہین اے داور محشر
آج اپنے کئے پر وہ پشیمان بہت ہین

دل لیکے کھلونے کی طرح توڑ نہ ڈالین
ڈر مجکو یہی ہے کہ وہ نادان بہت ہین

وہ پھول چڑھاتے ہین دبی جاتی ہے تربت
معشوق کی تھوڑے سے بھی احسان بہت ہین

تم کو نہ پسند آئے تو پھیر دو مجکو
اس دل کے خریدار مری جان بہت ہین

ڈانٹا کبھی غمزے نے کبھی ناز نے ٹوکا
خلوت مین بھی ساتھ انکے نگہبان بہت ہین

خالی بھی کوئی دل ہے وہان عشق صنم سے
کہنے کو تو کعبے مین مسلمان بہت ہین

شاید یہہ اثر ہو مری آہِ سحری کا
کچھ صبح سے وہ آج پریشان بہت ہین

کیا شب کو حفیظ ان سے ہین وصل کی ٹھہری
آج آپ کے گھر عیش کے سامان بہت ہین

وہ تڑپتے ہین عدو کی یاد مین
ہے اثر الٹا مری فریاد مین

ہائے پھر تم نے تسلی کے عوض
چٹکیان لے لین دل ناشاد مین

مجھ گدا کو نعمتِ دُنیا سے کام
سو مزے ہین ایک تیری یاد مین

برق کا کھٹکا نہ صرصر کا گذر
آشیان ہے خانۂ صیاد مین

بات اپنی کان رکھکر وہ سُنین
یہہ اثر باتے نہین فریاد مین

ذبح کرنا اور چھپتا نا بھی ہاے
ایک ہی ہو شیوہ بیداد مین

چھوڑیئے طرزِ کہن اب اے حفیظ
شاعری کا ہے مزہ ایجاد مین

یون تو کیا کوئی کسی پر مہربان ہوتا نہین
ہان حسینون پر مجھے ایسا گمان ہوتا نہین

دشت وحشت مین یہہ نیرنگ جہان ہوتا نہین
یہہ زمین ہوتی نہین یہہ آسمان ہوتا نہین

یونہین جب اسکو زمین پر گردشونکا شوق ہے
کیون مرے پاؤنکا چھالا آسمان ہوتا نہین

مجکو تو قید قفس مین اسقدر راحت ملی
خواب مین بھی اب خیال آشیان ہوتا نہین

کشتہ کس کے حسن کا ہون ذرّہ میری خاک کا
ماہ ہوتا ہے جو مہرِ آسمان ہوتا نہین

ہی بہت دیر آشنا بعد فنا ہوتا ہی دوست
جیتے جی تو وہ کسی پر مہربان ہوتا نہین

آگ ہی عشق بتان کی یا یہہ کوئی لاگ ہے
پھنک رہا ہی دل مگر ظاہر دھوان ہوتا نہین

رعب تیرا روکتا ہی پاس آنے سے ترے
پاسبان ہوتا ہی یہہ جب پاسبان ہوتا نہین

بزم رندان مین تو کیفیت سی ہے جوش طرب
وعظ کی مجلس مین واعظ یہہ سمان ہوتا نہین

ساتھ اپنا گردشونمین دے نہین سکتا فلک
سچ تو یہہ ہی پیر سے کار جوان ہوتا نہین

لب کو جنبش تک نہین گو بن گئی ہی جان پر
آپکی باتون سے واقف رازدان ہوتا نہین

جانتے ہین ہم حفیظِ جونپوری کا مذاق
لطف سے خالی کبھی اُس کا بیان ہوتا نہین

ذکر دشمن پہ جو وہ چین بجبین ہوتے ہین
چھیڑ کر اُن کو پشیمان ہمین ہوتے ہین

کعبے والے بھی جو پائین تو قدم لین اُن کے
بہت ایسے بھی خرابات نشین ہوتے ہین

جو الگ رہتے ہین تجھ سے وہی اچھے ہین غریب
شامت اُنکی ہے کہ جو تیری قرین ہوتے ہین

جا کے زندہ نہ پھرا کوچۂ جانان سے کوئی
جو اُدھر جاتے ہین پیوند زمین ہوتے ہین

پہلے ہوتا ہے وہان میری وفا کا چرچا
جب اکٹھا کہین دو چار حسین ہوتے ہین

آئنہ دیکھکے ششدر جو ہوا ہے کوئی
حسن کہتا ہے کہ ایسے بھی حسین ہوتے ہین

ہو مبارک ترے کوچے کا عدو کو پھیرا
خاک ہم چھان کے پیوند زمین ہوتے ہین

یون بھی عنقا کی طرح نام نکل جاتا ہے
لوگ شہرت کے لیئے گوشہ نشین ہوتے ہین

مجکو ملجائین تو مین چوم لون مُنھ اُن کا حفیظ
نام سُنکر جو مرا چین بجبین ہوتے ہین

کسی کو جو کچھ مہربان پا رہے ہین
بہت میرے ارمان اترا رہے ہین

دیئے جاؤ گالی نہ خاموش ہونا
قسم ہے ہمین بھی مزے آ رہے ہین

یہہ ہوتا نہین اُن کو سمجھا کے لائین
مرا مغز ناصح عبث کھا رہے ہین

دھڑکتا ہے دل آمد آمد ہے کس کی
اجل آ رہی ہے کہ وہ آ رہے ہین

تسلی سے بڑھتی ہے کچھ بیقراری
بھر آتا ہے جی وہ جو سمجھا رہے ہین

پشیمان ہین وہ ہمین آزما کر
ملاتے نہین آنکھ شرما رہے ہین

مقدر مین ہے وصل تو ہو رہے گا
عبث اے حفیظ آپ گھبرا رہے ہین

ظلم کس کس کا بیان او دل ناشاد کرین
اُن کی فریاد کرین یا تری فریاد کرین

اب لگاوٹ سے طبیعت نہ مری شاد کرین
اپنی وہ اگلی رکھائی تو زرا یاد کرین

ضبط کرتے ہین تو ہوتا ہے جگر غم سے لہو
راز کھلتا ہے محبت کا جو فریاد کرین

زندہ دل وہ ہون پس مرگ بھی احباب مجھے
تو سہی عمر گذشتہ کی طرح یاد کرین

خفگی دلکی کہے دیتی ہے ماتھے کی شکن
آپ گو اپنی زبان سے نہ کچھ ارشاد کرین

دوستی کا نہ رہا پاس تو اچھا نہ سہی
کاش دشمن ہی سمجھ کر وہ ہمین یاد کرین

آپ مین ہین جو تری کھینچتے بیٹھے ہین شبیہ
ہوش تو اپنے بجا مانی و بہزاد کرین

ہم کرین ترک وفا حضرت ناصح خاموش
آپ اس امر مین آگے نہ کچھ ارشاد کرین

ہم کو یہہ ضبط کا دعوی ہے محبت مین حفیظ
آسمان ٹوٹ پڑے تو بھی نہ فریاد کرین

کیا کرون عذر گنہ حشر مین حیران ہون مین
دیکھکر نامۂ اعمال پشیمان ہون مین

دل مین تو آٹھ پہر یاد صنم رہتی ہے
منہ سے کسطرح یہہ کہدون کہ مسلمان ہون مین

جس جگہہ بیٹھ گیا آپ ہون اپنی رونق
ایک ہنگامہ ہون گو بے سروسامان ہون مین

آکے دنیا مین فرشتون کا بھی تقوی نرہا
ہای واعظ یہہ سمجھتا نہین انسان ہون مین

بعد مرنے کے گرانبار نہو لاش مری
ابھی ای موت ٹھہر جا کہ پُرارمان ہون مین

خلد ملتا ہو تو رضوان کی خوشامد نہ کرون
گھر ترا کیا ہی جو منت کش دربان ہون مین

کیا کہون داور محشر سے کہ وہ کہتے ہین
کیا یہی چاہتے ہو تم کہ پشیمان ہون مین

کچھ تو ہے ترک محبت سے جو دل رکتا ہی
ورنہ ای ناصح مشفق کوئی نادان ہون مین

کیا عجب کچھ غلطی ہو مرے دیوان مین حفیظ
مجکو اِس بات کا اقرار ہے انسان ہون مین

محبت کی بلائین گھر گئے ناچار بیٹھے ہین
ادھر سر کھانیکو ناصح اُدھر غمخوار بیٹھے ہین

جھروکے سے وہ جھانکین یہ ہم اُنکو دعائین دین
اسی اُمید مین آکر پس دیوار بیٹھے ہین

جہان یہہ رنگ ہو موقع ملے کیا عرض مطلب کا
کہ جب دیکھو اُنھین گھیری ہوی دو چار بیٹھے ہین

تمھاری رنجش بیجا سے بڑھکر اپنا غصہ ہے
خفا تم ہم سے ہو ہم جان سے بیزار بیٹھے ہین

اشاری چشم ساقی کی کہے دیتی ہین مستون سے
بڑی غافل ہین جو اس بزم مین ہشیار بیٹھے ہین

جب آیا وقت نظارہ ہوی غش حضرت موسیٰ
کہان چھوٹی ہی ہمت کسجگہ جی ہار بیٹھے ہین

پھری ہین اپنی آنکھین نزع کی سختی سے مشکل ہی
سمجھکر اور کچھ بالین پہ وہ بیزار بیٹھے ہین

مسیحا آسمان پر طور پر ہین حضرت موسیٰ
جہان دیکھو تمہاری طالب دیدار بیٹھے ہین

فراغت پا چکے آرائشون سے بن چکین زلفین
اُٹھینگے اب کہین جانے ہی کو تیار بیٹھے ہین

کھلا یہہ بھید جب دیر و حرم کی سیر کی مین نے
تجھی سے لو لگائے کافر و دیندار بیٹھے ہین

حفیظ اپنی غزل ہے مرثیہ ہے یا محبت کا
اُٹھے ہین رو کے سب پڑھنے جو ہم اشعار بیٹھے ہین

مین نے پوچھا کیا مری آہ و فغان کچھ بھی نہین
تو یہہ جھنجلا کر کہا اُس نی کہ ہان کچھ بھی نہین

دوست تم جسکے ہوی دشمن ہوا اُس کا جہان
مہربانی آپ کی اے مہربان کچھ بھی نہین

جی لگا کر وہ سُنے جس کو کہانی ہے وہی
ناپسند اُسکو جو ہو وہ داستان کچھ بھی نہین

پھیرئیے خنجر گلے پر روز کا جھگڑا چکے
ہر گھڑی ہر وقت کا یہہ امتحان کچھ بھی نہین

رنگ و بو ہی عارضی تو پھول پھل ہین بے ثبات
چار دن کی یہہ بہار اے باغبان کچھ بھی نہین

زندگی اچھی وہی گزرے جو ہنستے بولتے
جان دو بھر ہو تو عمر جاودان کچھ بھی نہین

یاد ہو جس مین نہ تیری وہ حقیقت ہی وہ دل
ذکر ہو جسپر نہ تیرا وہ زبان کچھ بھی نہین

کل جو باتین تھین عدو سے آج طشت از بام ہین
مین نہ کہتا تھا تمھارے رازدان کچھ بھی نہین

ختم میرے آتے ہی تو نے کیا جو دورِ مے
کیا مرے حصے کی اے پیرِ مغان کچھ بھی نہین

شاعری سے کیون نہ دل برخاستہ ہوے حفیظ
جب نہین اس فن کا کوئی قدردان کچھ بھی نہین

وصل اگر آپ کو منظور نہین
مرنے والون سے اجل دور نہین

تیری جنت مین ہے پھر کیا زاہد
جب وہان بادۂ انگور نہین

ہوش آیا تو کہا موسیٰ نے
سیر کرنے کی جگہ طور نہین

بخش دے وہ تو عجب کیا زاہد
ہم گنہگار ہین مغرور نہین

میری تقدیر بدل دے یارب
تو کسی کام مین مجبور نہین

تجھ سے مین جذبۂ دل در گزرا
کوئی رسوا ہو یہہ منظور نہین

ہم ہین بدنام محبت مین حفیظ
وہ عداوت مین بھی مشہور نہین

ہم سے ترکِ دوستی اچھی نہین
دیکھئے ہٹ آپ کی اچھی نہین

لیلیِ محمل نشین رسوا نہ ہو
قیس یہہ دیوانگی اچھی نہین

مجھ سے اور اُس دشمنِ جان کا گلہ
دوستو یہہ دوستی اچھی نہین

وہ مزہ اس مین نہ وہ بو باس ہے
میکشو اب کے کھنچی اچھی نہین

وصل کی شب سے ملی ہے صبحِ ہجر
رات بھر کی یہہ خوشی اچھی نہین

دشمنی کا سوچئے پہلے مآل
پھر یہہ کہئے دوستی اچھی نہین

اُسکی دُھن کیا جب نہو اپنی خبر
انتہا کی بےخودی اچھی نہین

اور سب باتین تو اچھی ہین حفیظ
آپ کی تقدیر ہی اچھی نہین

ہر گھڑی چرچا عدو کا کچھ نہین
یہہ طریقہ گفتگو کا کچھ نہین

عارضی ہے باغ عالم کی بہار
اعتبار اس رنگ و بو کا کچھ نہین

چھوڑ اے نادان دنیا کی طلب
حاصل ایسی آرزو کا کچھ نہین

آپ روٹھے میرے جی پر بن گئی
دیکھئے بگڑا عدو کا کچھ نہین

باز آئے جب نہ اپنی ضد سے آپ
پھر نتیجہ گفتگو کا کچھ نہین

مست ساقی کی نگاہون نے کیا
کام اب جام و سبو کا کچھ نہین

دیدہ و دل کو محبت مین حفیظ
پاس میری آبرو کا کچھ نہین

تم ایسے خود غرض سے محبت جتائے کون
دل لیکے جو کہے کہ اب آنکھین ملائے کون

بیٹھے بٹھائے مفت کے صدمے اٹھائے کون
دل آپ سے لگا کے کرے ہائے ہائے کون

تاکین وہ سوئے غیر تڑپ جائے دل مرا
کس کے جگر پہ تیر لگے لوٹ جائے کون

دل تو ابھارتا ہے چلو بزم یار مین
کہتی ہے وضع جائے کہین بے بلائے کون

سنتے ہین جب کسی سے ہماری وفا کا حال
کہتے ہین ہوگا یونہین سہی آزمائے کون

کرتا ہے کون کس کے برے حال پر نظر
محفل مین مجھ غریب سے آنکھین ملائے کون

جب مجرمون ہی کیلیے رحمت خدا کی ہے
زاہد یہہ پھر بتا کہ جہنم مین جائے کون

نازک مزاجون کی بھی آخر ہے کوئی حد
روٹھے جو بات بات پر اسکو منائے کون

جس نے لگائی آگ وہی بیخبر ہے جب
کس کو غرض ہے دل کی لگی کو بجھائے کون

مرنا جب ایک دن ہی محبت سی کیا پھرین
اتنی سی بات کیلئے اب جی چرائے کون

آتش کدہ خلیل کو گلزار ہو گیا
تو جس پہ مہربان ہوا اُس کو ستائے کون

زاہد وہ ڈھب بتا کہ یہین مل رہے خدا
اب بتکدے کو چھوڑ کے کعبے کو جائے کون

دیکھین کسی کو خاک اب آنکھین اُٹھا کے ہم
تم تو بسے ہو دل مین نظر مین سمائے کون

چھوڑا ہے جس کے واسطے ہم نی وطن حفیظ
سب جانتے ہین نام اب اُس کا بتائے کون

نہ مین سناؤن نہ کوئی سنے زمانے مین
غضب یہہ قید لگائی مرے فسانے مین

بٹھائے رہتے تھے آنکھون کے سامنے جو ہمین
اُنھین کو عار ہے اب تو نظر ملانے مین

تمام خلق ہے وابستہ زلف والون کی
مچا ہوا عجب اندھیر ہے زمانے مین

ستم کا ایک بھی پہلو نہ چھوٹنے پائے
جفائین اُٹھو نہ رہین کچھ مری ستانے مین

وہ ایک تو ہی کہ جس کی ہی سب کے دل مین جگہ
پڑے ہین یون تو ہزارون حسین زمانے مین

صلاح غیر سے ہے مشورے ہین دربان سے
یہہ اہتمام مجھے بزم سے اُٹھانے مین

جو آئی موت محبت مین ہو گئی معراج
شریک وہ ہوے تابوت کے اُٹھانے مین

یہہ اشک و آہ بھی آفت کے دو پتنگے ہین
اِک انمین فرد لگانے مین اِک بجھانے مین

تری جفاؤن کے انداز اُس کو کیا معلوم
فلک ہوا کرے مشاق دل دُکھانے مین

سُنا کسی نے کہ آنکھون سے گر پڑے آنسو
کہان کا درد بھرا ہی مرے فسانے مین

بہار جائے چمن سی خدا وہ دن نہ دکھائے
ابھی سے آگ لگا دون نہ آشیانے مین

اخیر وقت ہے کس منہ سے جاؤن مسجد کو
تمام عمر تو گزری شراب خانے مین

ادائین دیکھ لین غنچون کے بھی تبسم کی
کچھ اور بات کسی کی ہے مُسکرانے مین

خموش خدمت پیر مغان مین ہے واعظ
کمال آپ کو ہے آدمی بنانے مین

کچھ اُس سے صبح کو پوچھو بہار گل کا سمان
ہوئی ہو رات بسر جسکی آشیانے مین

یہہ تجربے ہین خراباتیون کے اے زاہد
ضرر ضرور ہے کمظرف کے پلانے مین

نگاہ کم سے نہ دیکھو وہی حفیظ ہے یہہ
تمہین بھی قدر تھی جسکی کسی زمانے مین

رنجش بھی عشق مین ہو تو بھی مزے بڑے ہین
پیار اور آرہا ہی جسدن سے وہ لڑے ہین

جب یہہ خیال آیا اُس نے ہمین مٹایا
دلکی طرح خوشی سے اکثر اُچھل پڑے ہین

بیوجہہ مجھ سے یون ہو اُن کا مزاج برہم
میری طرف سے فقرے کچھ غیر نے جڑے ہین

اپنا بھلا برا بھی کچھ سوجھتا نہین اب
کن غفلتون کے پردے آنکھون پر آپڑے ہین

ضد ہی سما گئی ہے تو پھر لحاظ کس کا
وہ اُسکو کر بھی گزرین جس بات پر اڑے ہین

جاتے ہین اُنکے گھر جب کہتے ہین یون سُنا کر
اللہ کون ہین یہہ جب دیکھیے کھڑے ہین

تھم اے جنون کہ ہوگی پھر سیر کوہ و صحرا
کچھ سوچکر ابھی تو ہم شہر مین پڑے ہین

تلوار باندھنے کے کچھ حوصلے نہ پوچھو
اللہ رکھے دلمین ارمان بڑے بڑے ہین

دنیا کا کارخانہ ہے اک طلسم عبرت
دولت جہان گڑی تھی مُردے وہان گڑے ہین

انصاف بھی ہی لازم تڑپائیگا کہانتک
یہہ سنتے ہی وہ مجھ پر کیسا برس پڑے ہین

پہلے حفیظ کیا کیا شیخی بگھارتے تھے
سُنتے ہین اُنکے در کے ٹکڑون پر اب پڑے ہین

کہین مرنے والے کہا مانتے ہین
وہی کر گزرتے ہین جو ٹھانتے ہین

کوئی کھیل ہے جان پر کھیل جانا
وہ یہہ کہہ کے اکثر ہمین تانتے ہین

ملا یہہ جواب آج رشک عدو پر
جو مانے ہمین اُس کو ہم مانتے ہین

تڑپ کر ادھر ہو گیا کوئی ٹھنڈا
اُدھر آپ دامن ہی گردانتے ہین

کہین کیا شب ہجر کٹتی ہے کیونکر
جو دل پر گزرتی ہے ہم جانتے ہین

مرے دل کی کچھ قدر ہو گی اُنھین کو
جو کھوٹا کھرا خوب پہچانتے ہین

یہہ فقرے یہہ چالین یہہ گھاتین یہہ باتین
تجھے او دغاباز ہم جانتے ہین

عدو سے بھی ہے صلح منظور اچھا
جواب تک نہ مانی تھی اب مانتے ہین

حفیظ اُس کی جس پر ہوئی مہربانی
اُسی کو زمانے مین سب مانتے ہین

اُٹھے بالین سے کیا جانے وہ کیا کہکر اشارون مین
کہ یون سرگوشیان ہونے لگین بیماردارون مین

رہی محدود کیا توقیر اپنی بزم ساقی تک
وہ میکش ہون کہ چرچا ہے مرا پرہیزگارون مین

کچھ ایسے وقت مین آنا ہوا ہے اُنکا بالین پر
زبان کھلتی نہین باتین کہان تک ہون اشارون مین

پلا لیتا ہے جب دو چار کو خود منھ لگاتا ہے
جسے دیکھو وہ ایسا ہی سخی ہے بادہ خوارون مین

نہ اُٹھے گا کسی سے ناز بیجا یہہ سمجھ رکھو
غنیمت ہے ہمارا دم تمھارے جان نثارون مین

کبھی کچھ جھوٹ سچ پہرون تسلی کوئی دیتا تھا
کبھی اپنی بھی گنتی تھی کہین امیدوارون مین

تمنائی ہے کوئی دھیان اُسے ابتک نہین یہہ بھی
کوئی مجھ سا نہو گا بدنصیب امیدوارون مین

کسی کے صدمۂ دوری سے جو بدموت مرتی ہین
خدا جانے کہ اُنپر کیا گزرتی ہے مزارون مین

ترے کشتون نے دیکر جان یہہ کچھ منزلت پائی
کہ آتی ہین زیارت کیلیئے حورین مزارون مین

چمن مین بلبلون کو دیکھکر یہہ بات یاد آئی
نشیمن تھا ہمارا بھی کہین اگلی بہارون مین

حفیظ اپنے سپرد آج ایک میخانیکی خدمت ہے

کسی کو یہہ شرف حاصل ہوا کب بادہ خوارونمین

افسردگیِ دل سے یہہ رنگ ہی سخن مین
یعنی خزان رسیدہ کچھ پھول ہین چمن مین

غربت مین بھی رہے ہم یارونکی انجمن مین
یاد وطن نے رکھا اکثر ہمین وطن مین

کیا سانس کا بھروسا پھر آئے یا نہ آئے
کبتک جلے گی آخر یہہ شمع انجمن مین

لاکھونمین ایک نکلی وضع جنون بھی اپنی
اب بھی رہے نہ دبکر ہم اُن سے بانکپن مین

کیا جانے کیا وہان سے لایا خوشی کا مژدہ
پھولا نہین سماتا قاصد جو پیرہن مین

جو چاہتے ہین راحت لکھین وہ حال غربت
ہم ننگ جانتے ہین خط بھیجنا وطن مین

شاید کچھ امن پاؤن ہاتھون سے آسمانکے
خاک اُس گلی کی لاکر ملنا مرے کفن مین

گو پیرزن ہے مخبر باعث تو ہے یہہ آخر
آلودہ دست شیرین ہی خون کوہکن مین

ہم میکشون کو پی کر یہہ انفعال آیا
رعشہ پڑا ہوا ہے ایک ایک عضو تن مین

خانہ خرابی اپنی یاد آگئی جی بھر آیا
اُجڑا ہوا جو دیکھا اک آشیان چمن مین

واعظ تری زبان سے غیبت بتون کی سُنکر
مسجد سے اُٹھکے پہونچے ہم دیر برہمن مین

وہ دل مین اور دل ہی سو حسرتونکا مسکن
خلوت مین انجمن ہی خلوت ہی انجمن مین

شاعر حفیظ تم سے کامل بہت ہین لیکن
کہتے ہین درد ایسا پیدا کہان سخن مین

جو آنکھین ہین نظر کرتی ہی راحت کے سامان مین
بڑھا جب عیش حد سے تو خرابی آئی انسان مین

ہمین لوپٹکر مصروف بیٹھے لوگ اور سامان مین
تم آئے کیا پلٹکر جان آئی جسم بیجان مین

ہزار افسوس ہے آیا نہ ہمکو آدمی بننا
فرشتے رشک کرتی خوبیان ہوتین وہ انسان مین

کرونگا راستہ بند اُس گلی کا خاک تو ہو لون
کھٹکتا ہون ابھی کانٹے کی صورت چشم دربان مین

کنارہ چاہیئے دیر و حرم کے رہنے والون سے
انھین لوگونکا ڈالا تفرقہ ہی کفر و ایمان مین

بھری محفل مین اُٹھکر اک ادا سے ہم بغل ہونا
پھنسا لینا ہی گویا ہر کسیکو دام احسان مین

نہ دیکھا جائے گا آئینے کا پیش نظر رہنا
حیا ہو تو سما جاتو بھی اے دل چشم جانان مین

مآل زندگی کو سوچکر پہرون ہی روتا ہون
گزر میرا کبھی ہوتا ہی جب گور غریبان مین

وہ کچھ ایسی ہی صورت بنتی ہوئی اوجھل جو نظرون سے
سمایا اُس کا جلوہ نور بنکر چشم حیران مین

گرفت اچھی مگر یہہ کاتب اعمال کو سوجھی
گنہگار محبت مجکو لکھا فرد عصیان مین

تمیز نیک و بد ہوتی نہین جوش جوانی تک
اس آندھی مین سفینہ دلکا آجاتا ہی طوفان مین

کسی پردہ نشین کے راز کو افشا نکرنا تھا
بڑا دھبا رہا یہہ حضرت یوسف کے دامان مین

ہمارے سامنے بیٹھے ہو تم ذکر وفا کرنے
کہین ایسا نہو شرما کے مُنھ ڈالو گریبان مین

شب غم کیا کہون آنکھون مین اُن زلفونکا لہرانا
بسر ہوتی ہی ساری رات اک خواب پریشان مین

لگایا اُس کو چھاتی سے سمجھکر تربت مجنون
کوئی جب ڈھیر ہم نے خاک کا دیکھا بیابان مین

شرف حاصل ہوا یہہ تیرے در پر جبہہ سا ہوکر
شمار اپنا بھی اب ہونے لگا ہی اہل ایمان مین

ہجوم یاس مین قاصد کی صورت کیا نظر آئی
اُمیدین جی اُٹھین پھر تازہ جان آئی ہی ارمان مین

حسینون مین حفیظ ایک ایک کو خوب آزما دیکھا
کوئی بھی آج تک پورا نہ اُترا عہد و پیمان مین

کام لین ضبط سے کھل کر وہ مرا غم نکرین
پردہ داری ہے محبت کی تو ماتم نہ کرین

دم بھی گھٹ گھٹ کے نکلجائے تو اُف ہم نکرین
دل کے رازون سے زبانکو کبھی محرم نہ کرین

نیستی ہی پہ مدار چمن ہستی ہے
بے ثباتی کا گلہ کچھ گل و شبنم نہ کرین

اپنی آنکھون مین سمایا ہے کچھ ایسا جلوہ
برق چمکے جو سر طور نظر ہم نہ کرین

حسرت وصل کی مٹنے کی نہین دل سی خراش
آپ اس زخم کو منت کش مرہم نہ کرین

کوئی دم کے لیئے دنیا کا ہے ہنسنا رونا
وہ جو غافل ہین خیال گل و شبنم نہ کرین

مار رکھنے کی یہہ چالین ہین لگاوٹ کیسی
دم ہی دی دیکے کہین وہ مجھے بیدم نہ کرین

بولنا آپ کے آگے ہے اگر بے ادبی
سامنے غیر کے بھی ذکر وفا ہم نہ کرین

سبب رنجش دشمن کا بیان لکھنے دین
اور بھی خاطر برہم کو وہ برہم نہ کرین

شاعری پائے تہذیب سے گرنے ہی کو تھی
اک ذرا اور توجہہ جو ادہر ہم نہ کرین

کوئی نعمت ہی زبان کیلیئے اس سی بڑھکر
ورد کس طرح ترے نام کو ہردم نہ کرین

بیکسونکا نہین ہوتا کوئی رونے والا
ہم خود اپنے دل مرحوم کا ماتم نہ کرین

دین و دنیا سے الگ ہو رہین دیوانی ترے
اور عالم مین رہین فکر دو عالم نہ کرین

تم کو امید کرم کی ہے عبث اُن سے حفیظ
یہی کیا کم ہے کہ وہ ظلم و ستم کم نہ کرین

ردیف واو

کوئی جہان مین ایسا بھی نامراد نہو
کہ جسکی موت کا دن بھی قضا کو یاد نہو

بنی ہی جی پہ کہان جاکے اسکو بہلاؤن
یہہ دل تو وہ ہے کہ جنت ملے تو شاد نہو

کبھی کسی کا کرم تھا ہمارے حال پہ بھی
وہ بات ایسی نہ تھی کچھ کہ آج یاد نہو

ہوس بڑھی کہ محبت مین پڑ گئے رخنے
غرض نہ بیچ مین آئے تو کچھ فساد نہو

مٹا ہوا ہون کسی کے ایک ایسے وعدے پہ
جو مجکو سہو نہو اور اُس کو یاد نہو

کسی کے غم مین یہہ ہو مجکو خود فراموشی
مصیبت آئے تو عیش گذشتہ یاد نہو

فلک ہمیشہ اسی کی اُدھیڑ بن مین رہا | کسی غریب کی پوری کوئی مراد نہو

حفیظ کفر محبت اگر بتون کی ہے
خدا کرے کہ درست اپنا اعتقاد نہو

تو جو کہتا تو بڑا فخر تھا اس کا مجکو | لوگ کہتے ہین ترا چاہنے والا مجکو
تیری امید نے رکھا تھا کہین کا مجکو | ناامیدی کا نہوتا جو سہارا مجکو
غیر کی یاد مین بیچین جو پاتا ہون تمھین | اور تڑپاتی ہے حورون کی تمنا مجکو
تم اُسی مُنھ سے کرو میری بُرائی صد حیف | بارہا جس سے کہا کرتے تھے اچھا مجکو
غیر جب بزم سے اُٹھا تو ادھر مُنھ پھیرا | شکر صد شکر کہ اب آپ نے دیکھا مجکو
اعتبار آپ کے وعدے پہ کیئے بیٹھا ہون | مل گیا خوب ہی جینے کا سہارا مجکو
ساتھ اک بھیڑ سی ہوتی ہی جدھر جاتا ہون | اے جنون تو نے بنایا ہے تماشا مجکو
جب تری یاد مین تڑپا ہی تو رشک آہی گیا | اپنے ہی دل پہ ہوا غیر کا دھوکا مجکو
خاص اک طرح کا اسمین بھی نکلتا ہی رسوخ | کیا ہوا اُس نے جو محفل مین نہ پوچھا مجکو
ابتو وہ حال ہے دشمن بھی ترس کھاتے ہین | ابتو کچھ درد بھی دیتا نہین ایذا مجکو
ٹوٹنا بندھ کے اُمیدون کا ستم ہوتا ہے | داغ دے جائیگی مٹ کر بھی تمنا مجکو
آپ بدنام ہوی میرے سبب سے سچ ہے | یہہ تو فرمایئے کس نے کیا رسوا مجکو
کیا دعاؤن مین اثر آہ مین تاثیر نہین | تم پریشان ہوئے کب ہے گوارا مجکو
کیا جنازے ہی پر آنے کا ارادہ اب ہے | چھوڑ کر آپ جو جاتے ہین تڑپتا مجکو
نہ سہی عہد شکن وعدہ فراموش سہی | یہہ شکایت تو نہین آپ سے بیجا مجکو
نامہ بر شکوۂ اغیار کا دفتر لایا | اُس نے نامہ بھی جو لکھا تو نہ لکھا مجکو

کفر و اسلام مین ہوتا ہے کہین ربط حفیظ
شرکت غیر ہو کس طرح گوارا مجکو

قاصد خلافِ خط کہین تیرا بیان نہو — کرنا سنبھل کے بات کہ وہ بدگمان نہو
نالون کا میرے آٹھ پہر امتحان نہو — ڈرتے نہین کہ ایک زمین آسمان نہو
تہمت ہو بھول چوک کی پیغامبر کے سر — شکوؤن کا لطف کیا جو کوئی درمیان نہو
نالون سے لڑ رہی ہی صدائے جرس جو آج — گم کردہ راہ کوئی پس کاروان نہو
سو سُنکے ایک بھی نہ کہین ہم بجا درست — اُس سے یہ کہیئے آپ کہ جس کے زبان نہو
اب تک وہ یاد ہین تری اگلی عنایتین — بس بس ہمارے حال پہ تو مہربان نہو
چھوٹی تری گلی تو یہہ مجکو یقین ہوا — جنت ہے وہ جہان ستم آسمان نہو
اخفائے راز عشق کی تدبیر بھی سہی — اس کا علاج کیا ہے جو ضبطِ فغان نہو
کرتے ہین ایک ایک سے میری شکایتین — صرف اس خیال سے کہ کوئی بدگمان نہو
یہہ کیا کہ سر چڑھا کے نظر سے گرا دیا — اب مہربان ہوے ہو تو نامہربان نہو
دل کو کہان ہی صدمۂ رشک عدو کی تاب — سو امتحان ہین اور یہہ ایک امتحان نہو
مرنا پھڑک پھڑک کے گوارا سہی مگر — اتنا تو ہو قفس مین غم آشیان نہو
کعبے مین بتکدے مین خرابات مین رہے — انسان وہ ہے کہین جو کسی پر گران نہو
اپنی بھی سرگذشت ہی اک طرفہ داستان — برسون سنو تو نصف یہہ قصہ بیان نہو

دل سے ہے دل کو راہ یہہ سچ ہے اگر حفیظ
ممکن نہین خیال یہان ہو وہان نہو

کون ہاتھون سے جدائی مین سنبھالے دل کو — اب جو ہو وصل کرون اُنکے حوالے دل کو

اُس کی محفل مین جو بیٹھے تو پھر اُٹھنا معلوم
جس کا ہر ناز ہر انداز لُبھالے دل کو

اُن نگاہون سے بھی گرنیکی غضب ہے اُفتاد
پھر نہ سنبھلے گا کوئی لاکھ سنبھالے دل کو

ہائے تلوون سے جو ملتا ہے اُسے کیا کہیئے
آنکھ والا ہو تو آنکھون سے لگالے دل کو

آکے بیٹھا ہے تسلی کوئی دینے کے لیئے
اضطراب اور کچھ اس وقت اُچھالے دل کو

کیا سُنون نغمۂ بلبل کہ ہنسے دیتے ہین گل
دل دُکھے جس سے وہ مرغوب ہین نالے دل کو

ابتو سینے پہ کوئی دست تسلی بھی نہین
بیکسی تیرے سوا کون سنبھالے دل کو

کھوٹے دامون بھی اگر کوئی خریدار ملے
کون کمبخت نہ اب بیچ ہی ڈالے دل کو

ایک ہم ہین کہ محبت مین ہین بیچین حفیظ
ایک وہ ہین کہ جو بیٹھے ہین سنبھالے دل کو

ملی ہے ہمت عالی وہ بادہ نوشون کو
ملے بہشت تو دیدین یہ مے فروشون کو

زہے نصیب کہ آمد مرے حضور کی ہے
فرشتے تاک رہے ہین لحد کے گوشون کو

جہان ہے حسن وہان دل کی قدر و قیمت کیا
ملین گے ہاتھ ملے گا یہ دل فروشون کو

ہمارے سامنے اک دن یہ ہونگے بے پردہ
کوئی ابھی سے جتا دے نقاب پوشون کو

چلا جو بزم مین ساغر کہا یہ ساقی نے
اُنھین کا ظرف ہے روکین جو اپنے جوشون کو

پھرے ہین دور جنازہ کسی کا پہونچا کر
کہ لوگ ہاتھون سے تھامے ہوی ہین دوشون کو

کسی کے نقش قدم نے یہ گل کھلائے ہین
بٹھا دیا ہے سر راہ گل فروشون کو

خطر ہے راہ کا اُن کو نہ خوف منزل کا
جو لیکے ساتھ چلے ہین عمل کے توشون کو

چمن مین دیکھ کے پودون کو جی نہال ہوا
بہار آئے مسرت ہو سبز پوشون کو

چمن نثار ہے وہ گل چنے ہین ڈالی مین
سکھا دیا یہ ہنر کس نے گل فروشون کو

ابھی ہزارون گلے تیغ پر دھرے ہونگے — پکار دیکھیئے مقتل مین سرفروشون کو

کسی کی اتنی نصیحت حفیظ یاد رہے
سنائیے نہ غزل اپنی عیب پوشون کو

سوہان روح ٹھہرا یہہ روگ آدمی کو — لاکھون طرح کی فکرین گھیرے ہین ایک جی کو
چوکھٹ پر ایک بت کے سجدے بہت کیئے ہین — یارب قبول کرنا عاجز کی بندگی کو
زاہد تمیز ہم کو اچھے برے کی جب ہو — دنیا مین تو دکھا دے دو چار جنّتی کو
مانے نہ مانے اس کو اب کوئی بعد میرے — مین نے بہت نبھایا آئین دوستی کو
کیا کیجیئے گا لے کر افسردہ دل ہمارا — کوئی بھی پوچھتا ہے سوکھی ہوئی کلی کو
جس طرح جیتے جی ہم معشوق سے جدا ہین — یہہ روز بد دکھانا یارب نہ تو کسی کو

دم لو حفیظ ایسی اب کیا ہے جان دو بھر
لینے کو یہہ امانت بھیجین گے وہ کسی کو

بچا کر کتنے پہلو لکھ رہا ہون حرف مطلب کو — فرشتہ ہو تو بھیجون خط یہہ معشوق مہذب کو
اگر بچھڑے یہان تو پھر کہان ملنے کی ٹھہریگی — یہہ سنکر رونے والے فوت کر دیتے ہین مطلب کو
ادھر قینچی کی صورت چل رہی ہے وہ زبان فر فر — ادھر یہہ عالم حیرت کہ جنبش تک نہین لب کو
حسین خوش وضع خوش پوشاک عالم مین بہت دیکھے — کہان کوئی پہونچتا ہے تری چھب کو تری ڈھب کو
بہی خواہی مری تعبیر بدخواہی سے ہوتی ہے — یہہ کیون وہ ناسمجھ ہے غیر سمجھاتے ہین مطلب کو
کئی دن سے تو کیا کیا خوبیان غیرون کی سنتا تھا — ابھی کیون ساتھ میرے تم برا کہنے لگے سب کو

حفیظ اک ہٹ دھرم معشوق اکثر ہمسے کہتا ہے
اگر ملنا ہو مجھ سے تو بدلیئے اپنے مذہب کو

کچھ خطا ہو جو مری ترک ملاقات کرو
جی کے دشمن نہ بنو سوچ کے یہہ بات کرو
شام سی دل کا تقاضا ہے کہ نالے کھینچو
آنکھ کہتی ہے کہ رو رو کے بسر رات کرو
غیر سے ربط بڑھانا ہو تو ہم سے نہ ملو
بات رکھنا ہے ہماری تو یہی بات کرو
قید مسجد کی نہ کچھ شرط ہے بتخانے کی
بیٹھکر چاہو جہان دل سے مناجات کرو
شاخ ہر وقت نکالو نہ مری باتون مین
ہر گھڑی جرح کے مجھ سے نہ سوالات کرو
بھیڑ چھنٹ جائیگی کچھ رات گزر جانے دو
شیخ صاحب نہ ابھی قصد خرابات کرو
آج یہہ عم کی ترقی کے ہین اسباب حفیظ
گزری باتون کو نہ تم صرف خیالات کرو

خدا ہو آپ ہون ہم ہون عدو ہو
کھلے عقدہ جو باہم گفتگو ہو
بشر تو کیا فرشتے اُس کو چاہین
اگر معشوق تجھ سا خوبرو ہو
کسی کو منھ دکھانے مین بھی غمزے
کسی سے بے حجابا گفتگو ہو
ہمین بھی اُس گھڑی تم یاد کرنا
اگر پوری کسی کی آرزو ہو
جفا کا شکوہ سُنکر جلکے بولے
اُسے ڈھونڈھو وفا کی جسمین خو ہو
رہے کچھ سلسلہ وحشت کا جاری
گریبان چاک ہو دامن رفو ہو
بتا کعبے کی پھر کیا قید زاہد
خدائی مین خدا جب چارسو ہو
پیو تم غیر کے ہاتھون سی ساغر
تمھین کیا دل مرا غم سے لہو ہو
خموشی مین بھی تیری اک ادا ہے
اشارون ہی مین ہم سے گفتگو ہو
جہان اچھے برُے کی ہو نہ تمیز
حفیظ اپنی وہان کیا آبرو ہو

حسینوں میں جو پایا پیار کے قابل ہزارونکو
حفیظ اُنہیں سے جنکر ہم نے چاہا وضعدارونکو

تو اپنے زہد کی باتیں سُنا پرہیزگارونکو
ترے جھگڑوں سے ای زاہد غرض ہم بادہ خوارونکو

ہوے رسوای عالم رازدل ایک ایک سے کہکر
بنایا بدگمان خود ہم نے اپنے رازدارونکو

کمی کیا آجکل کچھ پڑ گئی ہے مرنے والونکی
جواب گور غریباں میں وہ گنتے ہیں مزارونکو

خبر اپنی نہیں کرتی ہیں لیکن غیب کی باتیں
ذراسی پی کے کیا کیا سوجھتی ہے بادہ خوارونکو

رُلاتے ہیں اُنھیں میری وفائیں یاد دلواکر
مری ماتم میں یہہ کیا دل لگی سوجھی ہے یارونکو

اُدھر تاکید ہے راز محبت کے چھپانے کی
ادھر تفتیش وجہہ غم کی میرے غمگسارونکو

کوئی اسکے سوا بھی انکے جینے کا سہارا ہے
سمجھکر کیجئے گا ناامید امیدوارونکو

جو ہم رندوں پہ منھ آتی ہیں اس سے تو یہہ ظاہر ہے
قبالے ملگئے جنت کے ان پرہیزگارونکو

نہ تھمتی ہے نظر اُن کی نہ میرا دل ٹھہرتا ہے
تڑپنے سے کبھی فرصت نہیں ان بیقرارونکو

صف محشر میں تم اپنی نگاہوں میں انھیں رکھنا
کہیں حوریں نہ لے بھاگیں تمہارے جاں نثارونکو

کوئی رونے سے جی اُٹھے تو ہم بھی ٹھیکر روئیں
یہہ سمجھاتے ہیں ہنس ہنسکر وہ میری سوگوارونکو

بھلا نازو کرشمہ ۔ حور کا یہہ خاک سمجھینگے
سلیقہ بات کرنے کا نہیں پرہیزگارونکو

فلک نے کیا سلوک اُن سے کیا جو مرمٹے تم پر
کبھی تکیوں میں آکر دیکھ لو اُن کے مزارونکو

حفیظ ان شاہدان ناز پیشہ کی محبت میں
ہزاروں مشکلوں کے سامنے ہیں وضعدارونکو

بتاؤں کیا کسی کو میں کہ تم کیا چیز ہو کیا ہو
مری حسرت مرے ارمان ہو میری تمنا ہو

محبت میں قلق ہو رنج ہو صدمہ ہو ایذا ہو
یہہ سب کچھ ہو کوئی پردہ نشین لیکن نہ رسوا ہو

تم اپنے حسن کی کیا بوالہوس سے داد پاؤگے
اسے پوچھو مری دل سے کہ تم کیا چیز ہو کیا ہو

مری دلکو نہ مل تلوؤن سے اپنے مین یہہ ڈرتا ہون
کہین ایسا نہو اس مین کوئی خار ستا ہو

نہ دیکھون کسطرح حسن خداداد ان حسینون کا
بھلا ان زاہدونکی طرح کون آنکھونکا اندھا ہو

تری تصویر بھی ہے باعث دلبستگی لیکن
اُسے تسکین کیا ہو جو تری باتون پہ مرتا ہو

حفیظ آنا ہوا ہے پھر عظیم آباد مین اپنا
پھر اگلے ولولے پیدا ہوئے اب دیکھئے کیا ہو

مفت دیدون تجھین ایسا نہین دو بھر مجکو
یہہ وہ دل ہے کہ بڑا ناز ہے اس پر مجکو

پیٹھ پیچھے مجھے جو کچھ نہ کہو تھوڑا ہے
گالیان دیتے ہو جب تم مرے منھ پر مجکو

دست نازک سے گلا بھی تو مرا کٹ نہ سکا
دیجئے دیجئے اب دیجئے خنجر مجکو

منھ لگائے کبھی وہ مست یہہ امید کسے
اپنا جھوٹا بھی جو دیتا نہین ساغر مجکو

آنکھ ہر روزن در ہجر مین دکھلاتا ہے
کاٹے کھاتا ہے جدائی مین مرا گھر مجکو

اس سے بہتر ہے اُٹھا دیجئے محفل ہی سے
کیون جگہ دیجئے دشمن کے برابر مجکو

یہہ سناتے ہوے وہ صبح شب وصل چلے
آج سے پھر نہ خدا لائے ترے گھر مجکو

عشوۂ غمزہ و شوخی و ادا سے فریاد
مار ڈالا انھین جلادون نے ملکر مجکو

بجھ گیا دل ہی کرون فکر سخن خاک حفیظ
وہ طبیعت نہ رہی ناز تھا جس پر مجکو

ملنے والون سے ملو حسن پہ غرّا نہ کرو
جانے والی ہے جوانی کا بھروسا نہ کرو

پاس جو کچھ ہے ہمارے وہ تمھارا ہی تو ہے
لو دیئے دیتے ہین دل اپنا پرایا نہ کرو

ہم کہے دیتے ہین باتون کی ہمین تاب نہین
تم ہمین چھیڑ کے ہر وقت ستایا نہ کرو

اب تو ہم ترک تمنا کی دعا مانگین گے
کہہ چکے وہ مرے ملنے کی تمنا نہ کرو

دیکھنے والون سے پردہ ہی اگر ہے منظور
اپنی شکل آپ بھی آئینے مین دیکھا نہ کرو

اُن کا یہہ شغل کہ ہر دم ہے عدو کا چرچا
مجھکو یہہ حکم کہ تم ذکر کسی کا نہ کرو

کس لگاوٹ سے شب وصل وہ کہتے ہین حفیظ
آؤ ملجاؤ گلے ہجر کا شکوا نہ کرو

سنکے میرے عشق کی روداد کو
لوگ بھولے قیس کو فرہاد کو

اے نگاہ یاس ہو تیرا بُرا
تو نے تڑپا ہی دیا جلاد کو

بعد میرے اُٹھ گئی قدر ستم
اب ترستے ہین حسین بیداد کو

اک ذرا جھوٹی تسلی ہی سہی
کچھ تو سمجھا دو دل ناشاد کو

ہائے یہہ درد جگر کس سے کہون
کون سنتا ہے مری فریاد کو

جائینگے دنیا سے سب کچھ چھوڑ کر
ہان مگر لے کر کسیکی یاد کو

اب مجھے مانین نہ مانین اے حفیظ
مانتے ہین سب مرے اُستاد کو

وہ آئے میرے گھر مین بخت یاور ہو تو ایسا ہو
جو قسمت ہو تو ایسی ہو مقدر ہو تو ایسا ہو

جبین پر بل نظر خونریز چتون قہر آلودہ
ادائے بانکپن ٹپکے ستمگر ہو تو ایسا ہو

محبت مین تری نالے تو کیا اُف تک نہ کی مین نے
اگر قابو کسی کو اپنے دل پر ہو تو ایسا ہو

وہی آج اے خدا مجکو ملے جو میرا قاتل ہے
اگر انصاف میرا روز محشر ہو تو ایسا ہو

مقدر دیکھیے کس اوج پر ہے سنگ اسود کا
جگہہ پائی خدا کے گھر مین پتھر ہو تو ایسا ہو

تری چین جبین اور ابروئے پرخم کا کیا کہنا
جو چھُریان ہون تو ایسی ہون جو خنجر ہو تو ایسا ہو

حفیظ خوش بیان کیا بات تیری خوش بیانی کی

سخن کو ناز ہے تجھ پر سخنور ہو تو ایسا ہو

مناؤن کیون تمھین یہہ تو بتاؤ ایسے کیا تم ہو
بگڑ کے کیا کرو گے اے بتو میری خدا تم ہو

خدا کو درمیان دیکر کرو جو عہد کرنا ہے
یہان شاہد نہین کوئی فقط اک ہم ہین یا تم ہو

بنا رکھا ہے اک جان و دو قالب اس محبت نے
تمھاری آرزو ہم ہین ہمارے مدعا تم ہو

خبر لیتے نہین جب اپنے بیمارِ محبت کی
مجھے یہہ تو بتاؤ کس مرض کی پھر دوا تم ہو

مری آنکھون مین پھرتے ہو مگر پنہان ہو نظرون سے
مرے ہی دل مین رہتے ہو مگر مجھسے جدا تم ہو

حسین ہو کر تمھاری پڑ گئی ہے جان جھگڑون مین
کسی کی آرزو تم ہو کسی کا مدعا تم ہو

مزا دیتا ہے میری لاش پر اُن کا یہہ فرمانا
بڑے ہو منھ لپیٹے کیون کسی سے کیا خفا تم ہو

کسی کو دیکے دل پھر ظلم کا شکوہ ہی بیجا ہے
جفا پر صبر کرنا تھا یہہ فرماتے بجا تم ہو

حفیظ اتنا مئے و معشوق سے پرہیز کیا کہنا
بڑے ہی پاک طینت ہو بڑے ہی پارسا تم ہو

ہمارے سامنے ہر دن ہماری ہی شکایت ہو
سنین چپکے تو ملزم ہون جو کچھ بولین تو حجت ہو

برائی آسمان کی ہو مقدر کی شکایت ہو
مگر نام اُن کا آجائے زبان پر تو قیامت ہو

جہان بلبل کا ذکر آتا ہے چرچا گل کا ہوتا ہے
اگر عاشق نہو معشوق کی ہرگز نہ شہرت ہو

پرستش ہو مری مٹی کی سجدے سب کرین آکر
تری دہلیز کا پتھر جو میرا سنگ تربت ہو

مرے لاشے کے ٹکڑے جابجا کوچون مین پھنکوا دے
مجھے تشہیر یون کر دیکھنے والون کو عبرت ہو

نہ میری میکشی کا صرف مجھسے پوچھ اے زاہد
اڑا دون اُس کو دو دن مین اگر قارون کی دولت ہو

بڑی آنکھین کسی کی ہین تو ہون تعریف کیا اسکی
ثنا ہم اُنکی کرتے ہین جن آنکھون مین مروت ہو

مرے ساقی کی مستانہ ادائین دیکھ کر زاہد
مرا ذمہ اگر تیری نہ ڈانواڈول نیت ہو

وہ کہتے ہین کہ یہ چوری نہین تو پھر کہو کیا ہی
تعجب ہی ترا دل اور اُسمین میری حسرت ہو

الٰہی بت کو کبھی آئے نہ بعد مرگ مٹی دی
گھڑی بھر کیلیے اب میری پھولونمین تو شرکت ہو

پڑے یارب ہماری بیکسی کا صبر ناصح پر
کہ اسکی بھی کسی بیدرد پر مائل طبیعت ہو

ملاؤ خاک مین مجکو مگر تم صاف ہو جاؤ
نکالو وہ جو دلمین میری جانب سے کدورت ہو

تسلی دیکے جاتے ہو تو یہ بھی کہتے جاؤ تم
تڑپکر جان دینا درد دل کی پھر جو شدت ہو

عیادت کو مری آئے مگر کس وقت تم آئے
مری دنیا سے رخصت ہی اُٹھو اب جلد رخصت ہو

نہ عیش جاودانکا دھیان رکھو اس دار فانی مین
طلبگار مصیبت ہو طلبگار مصیبت ہو

زبان کا لطف بندش چست مضمون صاف و پاکیزہ
حفیظ ایسا سخن جسکا ہو اُسکی کیون نہ شہرت ہو

رقیبون سے تمھین ملنا اگر ہو
کرم اب سے ہمارے حال پر ہو

ہمارے یا عدو کے ہو رہو تم
یہ جھگڑا کیا ادھر ہو یا اُدھر ہو

چھکا دے مجکو اے ساقی چھکا دے
پلا دے آج خم مین جس قدر ہو

نہ ہمکو دیکھکر دیکھو عدو کو
نہ یکسان دوست دشمن پر نظر ہو

ہوئی تاثیر نالون مین تو پھر کیا
مزہ جب ہی کہ باتون مین اثر ہو

پشیمان وہ ہون محشر مین یارب
ہر اک الزام اُنکا میرے سر ہو

کسی کی پھر خبر پوچھینگے قاصد
ہمین پہلے کچھ اپنی تو خبر ہو

کہے دیتی ہین خواب آلودہ آنکھین
کہین تم آج جاگے رات بھر ہو

وہ کہتے ہین دعائے وصل سنکر
مزہ آئے اگر اُلٹا اثر ہو

مقدر کا لکھا تھا یہ بھی ورنہ
مراد دشمن مرا ہی نامہ بر ہو

حفیظ اُٹھو کہین اب بتکدے سے
چلو اے یار کعبے کا سفر ہو

انکو سمجھائیے آتے ہین جو سمجھانے کو
یون ستانا نہین اچھا کسی دیوانے کو

بس یہی رٹ ہی کہ بھر دے مری پیمانے کو
مست ہین سر پہ اُٹھائے ہوے میخانے کو

دھیان سے جاتی نہین زلف تری آنکھ تری
گھیرے ہی رہتی پریان تری دیوانے کو

محتسب ہو نہ کہین یہ کسی مینوش کا دل
توڑ کمبخت زرا دیکھ کے پیمانے کو

مغبچے چنتے ہین جب شیشۂ مے طاقون پر
اک پری خانہ بنا دیتے ہین میخانے کو

ایک عالم سے جو وحشت مین الگ ہو بیٹھا
ملگیا دوسرا عالم ترے دیوانے کو

ہنس پڑے ناز سے وہ ہو گیا غصہ ٹھنڈا
مستعد مین جو ہوا جی سے گزر جانے کو

چھیڑنے بیٹھے ہو کیا اگلی ملاقات کا ذکر
یاد دلواؤ نہ بھولے ہوئے افسانے کو

دل جلانا کسی بیکس کا بُرا ہوتا ہے
عمر بھر شمع جلی پھونک کے پروانے کو

جشن نوروز کا سامان ہی بہار آئی ہے
مغبچے بھرتے ہین خم سجتے ہین میخانے کو

آپکی بزم سے ہم دولت دل کھو کے چلے
ہائے تقدیر کہان لائی تھی لُٹوانے کو

بات پر حضرت ناصح کی ہنسی آتی ہے
یہ سمجھ اور ہمین آئے ہین سمجھانے کو

مجکو گستاخ سمجھ کر وہ اُٹھے محفل سے
شمع پر دیکھکے گرتے ہوی پروانے کو

شام غربت مین ہمین صبح وطن یاد آئی
باغ کی قدر ہوئی دیکھکے ویرانے کو

کیا کہون اُن سے ہوا قطع تعلق کیونکر
پوچھ ہمدم نہ مقدر کے بگڑ جانے کو

بیخودی اب تو زرا آپ مین آنے دے ہمین
آج سنتے ہین وہ خود آئینگے سمجھانے کو

جھوٹ یا سچ ہے یہ انصاف تو پھر کیجیوگا
سُنئے سُنئے ابھی سُنئے مرے افسانے کو

نیند کا کر نہ بہانا تری آنکھون کے نثار
رات بھر وصل مین گردش رہی پیمانے کو

ہو گیا معتقد پیر خرابات حفیظ
اب وہ جاتا ہی کہان چھوڑ کے میخانے کو

یہہ قفس ہو۔ خیر سے صیاد ہو
آشیان اُجڑے چمن برباد ہو

یہہ نگاہ شوق ہے جدت پسند
ہر ادا مین کچھ نہ کچھ ایجاد ہو

مجکو تو سب یاد ہین وعدے ترے
بھولنا بھی تجکو شاید یاد ہو

لڑکھڑا کر پاے ساقی پر گرون
اپنی لغزش کی نئی اُفتاد ہو

آدمی کے ساتھ ہی قید حیات
جیتے جی کیونکر کوئی آزاد ہو

خاک حسرت خانۂ دل مین اُڑے
آپ کا گھر اور یون برباد ہو

ہو گئے کیون چپ سوال وصل پر
ہان نہین کچھ تو بھلا ارشاد ہو

ہم کو اور الفت تری اچھی کہی
وہ کہو جس بات کی بنیاد ہو

اگلے لوگون کا تو کیا کہنا حفیظ
تم بھی اپنے وقت کے اُستاد ہو

پی ہم نے بہت شراب توبہ
اے گرمی آفتاب توبہ

عالم کا یہہ انقلاب توبہ
ذرے ہوئے آفتاب توبہ

جس وقت تسلیان کوئی دے
اُس وقت کا اضطراب توبہ

آنکھین جنھین دیکھ ہون بیمار
وہ نرگس نیم خواب توبہ

کیا مستانہ ہر ادا ہے
کس جوش پہ ہے شباب توبہ

کردون گا ہزار مین اُنھین بند
باتون کا مری جواب توبہ

ہر روز ہی اک نیا ستم ہے
ہر وقت ہے اک عتاب توبہ

ساقی ترے دور مین کسی کی
ہوتی بھی ہے مستجاب توبہ

آنکھین شب وصل بھی جھکی ہین
خلوت مین بھی یہہ حجاب توبہ

کرتا ہے شراب محتسب بند
یہہ بھی ہے کوئی ثواب توبہ

پیری مین حفیظ - مے پرستی
اب کیجئے اے جناب توبہ

عارضی حسن پہ کیون ناز ہی یہہ
نہ رہے گا کہ دغا باز ہے یہہ

جبہہ سائی ہے ترے در کی نصیب
اپنی قسمت پہ مجھے ناز ہے یہہ

کون نرگس کو چمن مین دیکھے
کیا تری چشم فسون ساز ہے یہہ

شمع کا نام نہ کیون ہو روشن
تیری محفل مین سرافراز ہے یہہ

صدر مین اس کو جگہہ ملتی ہے
اب وہان غیر کا اعزاز ہے یہہ

چھپ سکے گی نہ محبت تیری
دل مین رکھنے کا نہین راز ہے یہہ

زندہ ہے نام سخن تجھ سے حفیظ
شاعری کا ہیکو اعجاز ہے یہہ

بتائین کیا چمن مین آشیانہ
گھڑی بھر مین بدلتا ہے زمانہ

یہ باتین اور مجھ سا کہنے والا
فسانہ اور پھر تیرا افسانہ

مری تشہیر کا دیکھا نتیجہ
ہوا اب کون رسوائے زمانہ

ہماری بندگی کعبے کو زاہد ۔ نہ چھوٹے گا بتون کا آستانہ
کرے گا خود رہا صیاد ہمکو ۔ اُٹھے گا جب قفس سے آب و دانہ
اُسی پر گرتی ہے ہر پھر کے بجلی ۔ مرا جس نخل پر ہے آشیانہ
اگر سوئے لحد مین چین سے ہم ۔ تو کیا کیا کروٹین لے گا زمانہ
ق
تری مسجد مین بھی ہو حق ہے زاہد ۔ مگر بعد نماز پنجگانہ
مرے میخانے مین ہر دم ہی یہ ذکر ۔ نہین اس کے لیئے کوئی زمانہ
تفاوت دوسرا یہ ہے کہ ہو حق ۔ وہ ملّا یانہ ہے یہ عارفانہ

حفیظ اُس شخص کا شاگرد ہون مین
جو ہے اس وقت یکتائے زمانہ

کس قدر ہے صاف دل پاکیزہ طینت آئینہ ۔ اک ذرا دل مین نہین رکھتا کدورت آئینہ
لے چکے دل ہاتھ مین جب وہ تو مین نے یہ کہا ۔ اس مین منھ دیکھو یہ ہے کیا خوبصورت آئینہ
ہون وہ بسمل دیکھتا ہون آئین بھی شکل مآل ۔ تیغ دکھلاتی ہے ہنگام شہادت آئینہ
شکل وحشت کی مری مجکو دکھانیکے لیئے ۔ بن گیا ہر ذرۂ صحرائے وحشت آئینہ
دیکھتا ہے پیارے اسکو جو وہ آئینہ رو ۔ آئینے مین دیکھتا ہے اپنی صورت آئینہ
دیکھ لی ہے کس سراپا ناز کی تصویر حسن ۔ ہو گیا ہے جو سراپا چشم حیرت آئینہ

دیکھیے قسمت مرے سر اپنے گھر بیٹھے حفیظ
لوٹتا ہے اُس کے نظارے کی دولت آئینہ

جان جاتی ہے کہ یہ رات بسر ہوتی ہے
دیکھین کیونکر شب فرقت کی سحر ہوتی ہے

شمع کی رات تو رو رو کے سحر ہوتی ہے
اپنی کچھ اور خرابی سے بسر ہوتی ہے

آجتک کیون وہ مرے حال سے واقف نہ ہوئے
دل کی دل کو یہ سُنا ہی کہ خبر ہوتی ہے

یاد بیساختہ آتی ہین ادائین تیری
اچھی صورت جو کہین پیش نظر ہوتی ہے

رائیگان ہو نہین سکتی کبھی آہِ مظلوم
بے اثر یہ نہین ہان دیر اثر ہوتی ہے

ہم بھی اک روز ترے دلمین جگہ کرین گے
کچھ بھی تاثیر محبت مین اگر ہوتی ہے

تجکو ناصح ہے محبت مین عبث فکر مآل
کس کو انجام کی دنیا مین خبر ہوتی ہے

رشک کرتے ہین مرے حال پہ جنت والے
عمر جب سے کسی کوچے مین بسر ہوتی ہے

وصل جبتک تھا شب و روز کا عالم تھا کچھ اور
شام ہوتی ہی اب ایسی نہ سحر ہوتی ہے

کھُل چکا راز محبت کا تو پردہ کیسا
کہین چھپتی ہے جو مشہور خبر ہوتی ہے

جب اُنھین کو نہ پسند آئی غزل اپنی حفیظ
کچھ نہین خلق مین تعریف اگر ہوتی ہے

اُن کو دل دے کے پشیمانی ہے
یہ بھی اک طرح کی نادانی ہے

وصل سے آج نیا ہے انکار
تم نے کب بات مری مانی ہے

آپ دیتے ہین تسلی کس کو
ہم نے اب اور ہی کچھ ٹھانی ہے

حال بے پوچھے کہے جاتا ہون
اپنے مطلب کی یہ نادانی ہے

کس قدر بار ہون غمخوارون پر
کیا سبک میری گران جانی ہے

گھر بُلا کر وہ مجھے لوٹتے ہین
یہ نئی طرح کی مہمانی ہے

ہم سے وحشت کی نہ لے او مجنون
ہم نے بھی خاک بہت چھانی ہے

خاک اُڑتی ہے جدہر جاتا ہون
کیا مقدر کی پریشانی ہے

گھر بھی ویرانہ نظر آتا ہے
ہائے کیا بے سروسامانی ہے

آئی کیون اُنکی شکایت لب تک
ہم کو خود اس کی پشیمانی ہے

کہین دو دن نہ رہا جمکے حفیظ
ایک آوارہ ہے سیلانی ہے

بعد توبہ بھی وہی یاد ہے میخانے کی
گردش آنکھون مین پھرا کرتی ہے پیمانے کی

اُن کو کیا ایسی پڑی ہے مرے گھر آنے کی
خوب سوجھی مرے غمخوار کو سمجھانے کی

اس لئے وعدے ہین کہ بے چین رہون
ایک ترکیب ہے یہہ بھی مرے ترپانے کی

برسون دیکھا ہے ان آنکھون سے بتونکو دلمین
مدتون سیر ہوئی کعبے مین بتخانے کی

دن رہے آج جو بیٹھے ہو سنورنے کیلئے
کیا سر شام ہی ٹھہری ہے کہین جانے کی

دین و دنیا ہو فراموش ابھی زاہد کو
ایک دو گھونٹ جو پی لے مرے پیمانے کی

ہائے رے موت جوانی کی کوئی میت پر
رو کے کہتا ہے کہ یہہ عمر تھی مرجانے کی

آدمی سے جو محبت مین نہو تھوڑا ہے
اتنی سی جان پہ ہمت ہے یہہ پروانے کی

شام ہوتے ہی تری یاد نے بے چین کیا
رات بھر آج ہمین نیند نہین آنے کی

ہر گھڑی حضرت ناصح یہہ نصیحت کیسی
یون بھی سمجھے کوئی حد ہوتی ہے سمجھانے کی

محتسب آئے جو آتا ہے پلا دو ساقی
بہت اونچی نہین دیوار بھی میخانے کی

حال دل روز نئے ڈھنگ سے کہنا ہم کو
اُنکی فرمائشین ہر شب نئے افسانے کی

یاس و امید مین دن جس کے بسر ہوتے ہون
پوچھئے اُس سے حقیقت مری گھبرانے کی

شیخ جی اور ملا دیجئے تھوڑا پانی
ہلکی ہو جائے کڑی ہے مرے پیمانے کی

ایک عالم نظر آتا ہی ہر اک ذرے مین
کتنی آباد زمین ہے مرے ویرانے کی

محتسب کے قدم آتے ہی یہہ دیکھا ہم نے
لے گیا لوٹ کے رونق کوئی میخانے کی

ولولے تازہ ہوے جاتی ہین صبح شب وصل
کتنی بیچین ادا ہے ترے شرمانے کی

شمع سر دھنتی ہی روتی ہی کھڑی بالین پر
زندگی سے کہین موت اچھی ہی پروانے کی

آبرو ہاتھ سے جائے نہ محبت مین حفیظ
آدمی کے لیئے یہہ بات ہے مرجانے کی

ٹکڑے جگر کے ہونگے مرے دلکی آہ سے
یہہ تیر کم نہین ہے تمھاری نگاہ سے

حسرت ہمارے دلکی عیان ہی نگاہ سے
کامل ثبوت عشق کا ہے اس گواہ سے

بے شبہہ ڈر گئے وہ جلے دل کی آہ سے
اب دیکھتے ہین مجھے کڑوی نگاہ سے

کیون نا امید عفو ہون کیا جانتے نہین
رحمت تری بڑی ہے ہمارے گناہ سے

بلّے پر اپنے داورِ محشر کو جان کر
وہ لڑ رہے ہین حشر مین ہر دادخواہ سے

کیا بہرِ وصل تم نے عدو کو زبان دی
ملتی نہین نگاہ جو میری نگاہ سے

مے پی ہے شیخ نے کہ یہہ نشہ ہے زہد کا
نکلے ہین جھومتے جو ابھی خانقاہ سے

محتاج خلق مین نہو ابعد مرگ بھی
میّت زمین مین گڑ گئی شرمِ گناہ سے

زلفین ہٹین تو رخ پہ نظر دوڑنے لگی
بیڑی اُتر گئی مرے پاے نگاہ سے

ہم پر ستم بھی کیجیے غصہ بھی کیجیے
سب کچھ سہی حضور مگر راہ سے

ہر موے تن زبان ہو تو کچھ شکر ہو ادا
کیا کچھ ملا نہ ہم کو تری بارگاہ سے

اچھون کا حسن چلے ہین طرفدار ہے خدا
پھر عذر کیون نہ کرین وہ کسی دادخواہ سے

مستو نکو ہے تو خدمت پیرِ مغان سے کام
مطلب فقیر سے نہ غرض بادشاہ سے

ہر نیک و بد مین کاتب اعمال ہین شریک
حصّہ انھین ملے گا ہمارے گناہ سے

بیخود بنا کے حضرت موسے کو کھو دیا
ٹلتے نہ حشر تک وہ تری جلوہ گاہ سے

کرتا ہے حشر مین کوئی دل سے لگاؤ مین
دیکھو یہہ ساز باز ہمارے گواہ سے

ملتے ہی آنکھ جان سے گئے آرزو مری
کیا دل کی بات تاڑ گئے تم نگاہ سے

ناصح خدا کے واسطے تو اپنی راہ لے
کیون پھیرتا ہے مجکو محبت کی راہ سے

دن ہجر کا گھٹا نہ بڑھی رات وصل کی
کچھ بھی نہو سکا مرے بختِ سیاہ سے

کوچے مین ان بتون کے مجھے ہے خدا کی یاد
یہہ راہ بھی ملی نہو کعبے کی راہ سے

تھوڑی سی داد اہل سخن کی ہے بس حفیظ
نفرت ہے ناسمجھ کی ہمین واہ واہ سے

رفعت یہہ کہہ رہی ہے ہمارے غبار کی
اب آسمان بنے گی زمین کوئے یار کی

مر کر بھی یہہ تڑپ ہے دلِ بیقرار کی
سیماب ہے زمین ہمارے مزار کی

پرچھائین پڑگئی ہے جو رخسار یار کی
دونی ہے روشنی مری شمع مزار کی

کمبخت اُنکے وصل کے وعدے پہ شاد ہے
اُمید دیکھیے دل اُمیدوار کی

احباب مین بھی نام کو بوے وفا نہین
بدلی ہے کیا ہوا چمن روزگار کی

چھیڑا ہے اُنسے وصل مین فرقت کا تذکرہ
کرتے ہین ہم سرور مین باتین خمار کی

یہہ کس بلا نصیب کے وعدے کی رات ہے
جو شام ہی سے تم کو پڑی ہی سنگار کی

جانون کہ جان دیکے مجھے سلطنت ملی
پاؤن جو اُس گلی مین جگہہ اک مزار کی

دام فریب یہہ ہے کہ پگڑی ہے شیخ کی
ریش دراز یہہ ہے کہ ٹٹی شکار کی

بیچین ہو کے وہ جو گلے سے لپٹ گئے
تاثیر تھی یہہ گریۂ بے اختیار کی

ساغر گرا جو چھوٹ کے ساقی کے ہاتھ سے / شاید نظر لگی کسی پرہیزگار کی
چُپ دلکو لگ گئی ہے وہ پرسان حال ہین / کھلتی نہین زبان مرے رازدار کی
میرا ہی دل ہے مجھ سے محبت مین بدگمان / کیا ساکھ اُٹھ گئی ہے مرے اعتبار کی
وعدہ کیا جو مجھ سے رقیبون سے یہہ کہا / کیون آس توڑیے کسی اُمیدوار کی
پھولون مین میرے آئی تو سوجھی اُنھین یہہ چال / صورت بنا کے بیٹھ گئے سوگوار کی

توبہ کرو شراب سے نادار ہو حفیظ
آخر پیوگے یار کہان تک اُدھار کی

ان لوگون کے مشرب ہین زمانے سے نرالے / دنیا مین ہین دنیا سے الگ میکدے والے
تاثیر دکھادین یہہ کسی دن مرے نالے / خود دوڑ کے مجکو کوئی سینے سے لگا لے
تجھپر جو نظر ڈالتے ہی ہوتے ہین بیخود / کیا جانیے کیا دیکھتے ہین دیکھنے والے
چیخا کرون مین اور کسی کو نہ خبر ہو / ایسے گئے گزرے بھی نہین ہین مرے نالے
وہ یاد وطن کی ہے یہہ غربت کی نشانی / کچھ داغ کلیجے مین ہین کچھ پانون مین چھالے
بیخود کیے دیتا ہے مزہ تیری طلب کا / خود گم ہوئے جاتے ہین تجھے ڈھونڈھنے والے
کیون شام سے ہی فکر صبوحی مرے ساقی / تھوڑی سی پلادے مجھے تھوڑی سی بچالے
ہنسنے سے زیادہ مرے رونے مین مزہ ہے / دل جب سے پڑا ہے کسی بیدرد کے پالے
شانے سے کوئی پیچ جو اُس زلف کا نکلا / اُسکو بھی کیا میرے مقدر کے حوالے
آغاز سے بدتر ہوا انجام محبت / ہم دل ہی کو روتے تھے پڑے جان کی لالے
پھیکا نہین ایسا بھی مرا خون تمنا / جب چاہے اسے اپنی حنا سے وہ ملالے
رندون کو ہے یارب تری رحمت کا بھروسا / واعظ تو کیے دیتا ہی دوزخ کے حوالے

کہتے ہین حفیظ اب وہ گلہ رشک کا سنکر
کیا ایک ہو دنیا مین تمھین چاہنے والے

دشمن سے تو کہو مری چتون بلا کی ہے
پھر مجھ سے داد چاہو یہہ قدرت خدا کی ہے

ہر دم جو فکر پرسش وزجزا کی ہے
واعظ مجھے بتا یہہ سزا کس خطا کی ہے

شرما کے بن گئی ہے دُلھن ملتے ہی نگاہ
آنکھ اُس حسین کی ہے کہ پتلی حیا کی ہے

ادنی سا ہے یہہ صحبت پیر مغان کا فیض
دل بادشاہ کا ہے تو صورت گدا کی ہے

روتا ہے وہ حسین جو مری بزم سوگ مین
پھولون مین میری پھیلی ہوئی بو وفا کی ہے

دشمن ترے چُرانے لگے یون عدو کا دل
ہم جانتے ہین چال یہہ دزد حنا کی ہے

دو رنگ کا کلام جو دیوان مین ہے حفیظ
کچھ ابتدا کی فکر ہے کچھ انتہا کی ہے

یہہ چتون یہہ ادا یہہ آنکھ یہہ سج دھج نرالی ہے
ترے آگے کسی کی شکل و صورت جچنے والی ہے

دوا ے درد دل یہہ ڈھونڈھکر اچھی نکالی ہے
منگا کر سنکھیا تھوڑی سی ہمنے آج کھالی ہے

بسر ہوتی ہے کیونکر دیکھین اب کے موسم گل مین
بھری ہین ولولے دل مین ہزارون ہاتھ خالی ہے

محبت کی نظر چتون غضب کی چھپ نہین سکتی
تمھاری جو ادا ہے وہ ہماری دیکھی بھالی ہے

شرارت چھیڑ ضد شوخی بھری ہے اُنکی رگ رگ مین
بظاہر دیکھیے تو کیا ہی صورت بھولی بھالی ہے

یہہ بدلی دیکھکر کیا کیا مری نیت بدلتی ہے
مری توبہ ترا برسات مین اللہ والی ہے

چھپا کر رات رکھ آئی تھے مے زاہد کے حجرے مین
جو دیکھا صبح کو جا کر صراحی نصف خالی ہے

پڑی ہے جو میکدے مین آج کل تھی خانقاہو نمین
بڑی آوارہ توبہ ہے بڑی ہی لااُبالی ہے

ہوا نقصان کیا پیر مغان کا یہہ جو کھنچ بیٹھے
جگہ کیا حضرت زاہد کی میخانے مین خالی ہے

بیان واعظ جہان تک کر گیا ہی حال جنت کا
وہ ہم سے بیخود و نکلا ایک مضمون خیالی ہے

اگھٹا سر ہاتھ مین تسبیح ڈارھی ناف سے نیچی
جناب شیخ کی بھی وضع دنیا سے نرالی ہے

زبان شمع ہے ہم دل جلونکا ایک اک مصرع
یہان جو بیت ہے وہ نور کی سانچے مین ڈھالی ہے

گل مضمون حفیظ اسمین بھری اُستاد نے چن کر
یہہ صفحہ دامن گلچین کا ہی پھولونکی ڈالی ہے

کچھ گلہ اُس کا نہ شکوا چاہیے
جو کھچے اُس سے نہ ملنا چاہیے

موسم گل مین مجھے کیا چاہیے
کوئی ساغر کوئی مینا چاہیے

کچھ کشش تجھ مین جو ہوای جذب عشق
دامن دل اُس کا کھینچا چاہیے

آجتک تو آن بان اپنی رہی
آگے کیا ہوتا ہے دیکھا چاہیے

حال دل ہم سے چھپانا کیا ضرور
رازدارون سے نہ پردا چاہیے

خود بخود ہوگی خریدارون کی بھیڑ
نرخ سستا مال اچھا چاہیے

کیا مزہ ہے لذت بیداد مین
یہہ ہمارے دل سے پوچھا چاہیے

دیجیے مجھکو تسلی وقت نزع
ڈوبتے کو کچھ سہارا چاہیے

بیکسی مین کیا تڑپنے کا مزہ
کوئی سرگرم تماشا چاہیے

کچھ عجب دولت ہی ترک آرزو
دل پہ قابو ہو تو پھر کیا چاہیے

کیا گھٹا چھائی ہوئی ہے اے حفیظ
آج تو تھوڑی سی پینا چاہیے

نہو نامراد مجھ سا کہ جیون تو کل نہ آئے
کرون آرزو اجل کی تو کبھی اجل نہ آئے

مجھے یاد کر نہ ظالم کہ بہت ہون غم رسیدہ
تری بزم عیش مین بھی کہین کچھ خلل نہ آئے

وہ نہال سوختہ ہون اگر ابر روز برسے
مری شاخ آرزو مین کوئی پھول پھل نہ آئے

مری جذب دل مین یارب شب ہجر یہ اثر دے
کہ ادھر ہو بیقراری تو اُدھر بھی کل نہ آئے

اسی رونے پر ابھی تو وہ دکھا چکے ہین آنکھین
مری چشم تر سے آنسو کہین پھر نکل نہ آئے

دم نزع یون بلک کر فقط اس لیئے ہے رونا
کہ لحد مین بھی کوئی دم مری جی کو کل نہ آئے

بہت اے حفیظ اُن سے نہ کرو ستم کا شکوہ
وہ خفا ہین تیورون پر کہین اُنکے بل نہ آئے

ہائے وہ دن جب سرور وصل حاصل تھا مجھے
بے پیئے رہتا تھا نشہ ایک بوتل کا مجھے

بارہا نفرت سی مین نے اپنے دلبر کی نگاہ
وصل مین وصل عدو کا دھیان جب آیا مجھے

دل جب افسردہ ہوا پھر ایک سے ہا ہجر و وصال
آپ ملیئے یا نہ ملیئے اب نہین پروا مجھے

کس کی رسوائی ہے در پردہ سمجھ لو سوچ لو
بعد اس کے جتنا جی چاہے کرو رسوا مجھے

کیجیے قطع تعلق جایئے یونہین سہی
ہان بدل منظور ہے اب آپکا کہنا مجھے

وہ بھلا ہی یا بُرا جو کچھ ہے لیکن ایک ہے
دوسرا ڈھونڈھے سے بھی ملتا نہین ایسا مجھے

غیر کا نقش قدم اُس کی گلی مین دیکھکر
بدگمانی کا بُرا ہو وہم ہین کیا کیا مجھے

اب جو کہیئے بیوفا دینا ہے اسکا کیا جواب
بارہا تو آزما کر آپ نے دیکھا مجھے

اے حفیظ اُن سے کرو ترک تعلق یا ملو
یہ پسند آتا نہین ہر روز کا جھگڑا مجھے

ادا پر یونکی صورت حور کی آنکھین غزالونکی
غرض مانگے کی ہر اک چیز ہے ان حسن والونکی

بجائے رقص میخانے مین ہے گردش پیالونکی
تکلف برطرف یہ بزم ہے اللہ والونکی

نشان جب مٹ گیا تربت کا آئے فاتحہ پڑھنے
انھین کب یاد آئی ہین وفائین مرنے والونکی

ہوا دو گز کفن منعم کو حاصل مال دُنیا سے
بندھی رکھی ہی آخر رہ گئی گٹھری دوشالونکی

دُکھا کر دل مرا پھر آپ ہی عذر جفا کرنا
اری کافر تری اک چال ہے یہہ لاکھ چالونکی

ابھی تمکو بہت کچھ ناز ہے ترچھی نگاہون پر
مگر دیکھی نہین تاثیر تم نے میرے نالونکی

تری ہوتی ہوے یہہ بات غیر تکی ہی او ظالم
اُڑائے آسمان یون خاک تیری پائمالونکی

بھلے ہین یا بُرے جو کچھ ہین بندے تو خدا کے ہین
مذمت اسقدر واعظ نہ کر میخانے والونکی

ہوئی بوچھار مجھ پر شکوہ بیجا کی پھر کیا کیا
جہان چھیڑا اُنھین بس کھل گئی گٹھری ملالونکی

گنہگار محبت ہین جدھر گزرینگے محشر مین
ہماری ساتھ ساتھ اک بھیڑ ہوگی خوش جمالونکی

فرشتون سے حفیظ الکدن لحد مین گفتگو ہوگی
ابھی سے فکر لازم ہے تمھین اُنکے سوالونکی

بگڑ جاتے تھے سنکر یاد ہے کچھ وہ زمانہ بھی
کوئی کرتا تھا جب میری شکایت غائبانہ بھی

وہ جس پر مہربان ہوتے ہین دنیا اُسکی ہوتی ہے
نظر اُن کی پلٹتے ہی پلٹتا ہے زمانہ بھی

سُنا کرتا ہون طعنے ہجر مین کیا کیا رقیبونکے
بنا ہون اس محبت مین ملامت کا نشانہ بھی

یہان بھی فرض ہے زاہد ادب سے سر جھکا لینا
مرے نزدیک کعبہ ہے کسی کا آستانہ بھی

فریب دام مین لائی ہی کچھ صیاد کی خاطر
قفس مین کھینچکر لایا ہمین کچھ آب ودانہ بھی

جلا کر دل مرا صیاد کا ٹھنڈا کلیجا کر
کہین اے برق جلدی پھونک میرا آشیانہ بھی

بگڑتے دیر ہوتی ہے نہ بنتے دیر ہوتی ہے
مزاج یار سے کچھ ملتا جلتا ہے زمانہ بھی

حسین پڑھکر غزل میری مرے مشتاق ہوتے ہین
مسخر دل کو کرتا ہے کلام عاشقانہ بھی

نہ بھولیگی حفیظ احباب کو یہہ سرگذشت اپنی
جہان مین یاد رہجائے گا کچھ اپنا فسانہ بھی

شوخ ہے چتون نظر چالاک ہے
ہر گھڑی دونو کو دل کی تاک ہے

آدمی کیا ایک مشت خاک ہے
جان نکلی - اور قصہ پاک ہے

ہرکس وناکس سے ملتی ہے نگاہ
آنکھ تیری ڈھیٹ ہے بیباک ہے

فصل گل مین دیکھئے کیا رنگ ہو
جیب تا دامن ابھی سے چاک ہے

اپنے ہاتھون سے پنہا دین وہ کفن
یہہ ہماری آخری پوشاک ہے

دور مجنون کا کہان اب اے جنون
ہم ہین اور صحرای وحشت ناک ہے

آسمان پر یون نہین اپنا دماغ
اس جبین پر کس کے در کی خاک ہے

زاہدون کا میکشون مین کام کیا
ایسے لوگون سی یہہ صحبت پاک ہے

کوئی آنکھون مین سماتا ہی نہین
اس دل خود بین کو کسکی تاک ہے

باغ مین جس پھول کا دیکھا لباس
وہ تری اُتری ہوئی پوشاک ہے

مجمع رندان مین واعظ ہیچ ہے
کیا سمجھ تیری ہے کیا ادراک ہے

میری وحشت نے دکھایا یہہ اثر
آج ناصح کا گریبان چاک ہے

غم قیامت کا اُسے کیا اے حفیظ
جو غلام صاحب لولاک ہے

غیر اچھے ہم برے یونہین سہی
آپ اب تو خوش ہوے یونہین سہی

آپ بر ہم ہون نہ ذکر غیر پر
جھوٹ ہین میرے گلے یونہین سہی

وہ نباہین گے عدو سے دوستی
چار دن کے ولولے یونہین سہی

تم سے ملکر ہم کو یہہ عزت ملی
اس سے پہلے کچھ نہ تھے یونہین سہی

یا عدو سے یار ہے ہم سے ملاپ
اب ہمارے آپ کے یونہین سہی

تجکو زاہد مے سے نفرت ہے تو ہو
بے مزہ ہین یہ مزے یونہین سہی

خوبیان اُن مین ہین دنیا کی حفیظ
ہم ہین دنیا سے بُرے یونہین سہی

اب انکو ذکر ہے جانے بھی دو کیا اس سے حاصل ہے
نہ وہ ہم ہین نہ وہ تم ہو نہ وہ حسرت نہ وہ دل ہے

ادا اسکی قیامت اس کا ہر انداز قاتل ہے
کوئی کافر حسین ہے یہ کہ پہلو مین مرے دل ہے

جہان جس بزم مین دیکھو الگ سب سے مرا دل ہے
یہ دیوانو نہین دانا ہے یہ ہشیارون مین غافل ہے

جفاؤن پر وفا کرنا وفاؤن پر جفا کرنا
یہ میری خو مین شامل ہے وہ تیری خو مین داخل ہے

نظر ہے طاق لڑنے مین زبان چلنے مین ہے شاطر
یہ اپنے فن مین کامل ہے وہ اپنے فن مین کامل ہے

ازل ہی سے ہے ملتی جلتی عشق و حُسن کی صورت
یہان اک داغ ہے دل پر وہان رخسار پر تل ہے

یہ اُنکو پیار کرتا ہے مین اسکو پیار کرتا ہون
جو اُنپر جان دیتا ہے مرے پہلو مین وہ دل ہے

نہ تم آنکھین لڑاؤ آئنے مین عکس سے دیکھو
خدا جانے پڑے کیسی غضب مد مقابل ہے

گل و بلبل کا افسانہ نہین یہ سرگذشت اپنی
سنو تم یہ ہماری داستان سننے کے قابل ہے

جو لیتے ہو تو لیجاؤ مگر یہ سوچ لو پہلے
اُٹھیگا ناز بھی اسکا بڑا نازک مرا دل ہے

اُسے تو دیکھ لے پہلے نصیحت کر پھر اے ناصح
خدا شاہد وہ صورت پیار ہی کرنیکے قابل ہے

کیا آخر نگاہ یاس نے بھی کام خنجر کا
ادھر بسمل تڑپتا ہے اُدھر بیتاب قاتل ہے

ملو تلوؤن سے اُن کے اسکو یا کلیجے سے لگا رکھو
تمہاری آرزو رہتی ہے جسمین یہ وہی دل ہے

نہ راضی وصل پر ہین وہ نہ صاف انکار کرتے ہین
ہمین جینا بھی مشکل ہے ہمین مرنا بھی مشکل ہے

ہجوم یاس و غم اُس دل مین ہے تم جسمین رہتے تھے
جگہ جو خاص خلوت کی تھی اب وہ عام محفل ہے

محبت کرنے والون سے کوئی پوچھے وفا میری
مجھے مانا ہے مجنون نے مرا فرہاد قائل ہے

اُٹھا جسدم قدم اپنا تو پھر اتنی مسافت کیا
نہ ہم ہین دور منزل سے نہ ہمسے دور منزل ہے

نئی صورت کے قیدی قیدی دام محبت ہین
گلے مین طوق ہے اُنکے نہ پانؤن مین سلاسل ہے

یہ گھبرائے ہوے سہمے ہوے پھرتے نہ محشر مین
کہین ایسا نہو کوئی پکار اُٹھے یہ قاتل ہے

بڑا احسان ہے مجھ پر مری چشم تصور کا
مزے سے اپنے گھر بیٹھے ترا دیدار حاصل ہے

عبث یہ قسمین کھاتے ہو عبث یہ وعدے کرتے ہو
تمہارا قول جھوٹا ہے تمہارا عہد باطل ہے

نہ توڑ اے محتسب للہ تو مینا و ساغر کو
ارے بیداد یہ میرا جگر ہے یہ مرا دل ہے

تری بانکی ادا یہ ترچھی چتون چھپ نہین سکتی
جو دیکھے گا وہ فوراً تاڑ جائیگا یہ قاتل ہے

زبان دیگر عدو کو قول سے وہ پھر نہین سکتے
بُرا ہو اس نزاکت کا شکست عہد مشکل ہے

بُرا نافہم کہتا ہے تو کہنے دے حفیظ اُس کو
مجھے کامل سمجھتا ہے جو خود اِس فن مین کامل ہے

کوئی پردہ نشین نکلے نہ گھر سے
بپا ہے حشر نالون کے اثر سے

وہ گھر جائینگے کچھ پہلے سحر سے
تردد ہے یہی پچھلے پہر سے

نکلتا ہو کوئی دشمن کے گھر سے
ہمارا ہو گذر اُس رہگذر سے

خدا جانے ارادے اُسکے کیا ہین
لپٹ کر رو رہا ہے دل جگر سے

ہمین تو دیکھنا ہے آنکھ اُن کی
وہ دیکھین دیکھتے ہین کس نظر سے

کہین یہ بھی نہ دشمن سے ملا ہو
کھٹکتا ہے مرا دل چارہ گر سے

عیادت کا تو ہے صرف اک بہانا
وہ کہنے آئے ہین کچھ چارہ گر سے

کبھی تکنا شب غم موت کی راہ
کبھی سر پھوڑنا دیوار و در سے

دلِ ویران کا اب بھی ہے یہ عالم
بنین دو اور گھر اُجڑے گھر سے

بڑھی ہی حد سے زلفون کی درازی
بھلا یہ بوجھ اُٹھے گا کمر سے

مرے آغوش مین آئے وہ کھچکر
دعا کا بھر گیا دامن اثر سے

یہ نالے نارسا ہر چند ہین - پھر
گیے گذرے ہین کیا ترچھی نظر سے

چلا ہے تو چلے کچھ دیر ساغر
برستا ہی تو واعظ اور برسے

عدو کا ذکر پہلے کس نے چھیڑا
ہوئی ہے ابتدا اِسکی کدھر سے

کسی سے گرم ہے پہلو کسی کا
تڑپتا ہے کوئی دردِ جگر سے

کیا کیا مین نے کعبے جا کے زاہد
فقط اک بوجھ اُتارا یا ہون سر سے

کہانتک خط مین لکھون حالت غم
زبانی پوچھ لیگا نامہ بر سے

حفیظ آنکھون مین اک صورت کھبی ہے
حسین یون تو بہت گذرے نظر سے

حشر ہے وعدۂ دیدار وفا ہوتا ہے
بے نقاب آج وہ ہین دیکھیے کیا ہوتا ہے

کیون بگڑتے ہو اگر مین نے کیا ذکر ستم
دوستون ہی سے مری جان گلا ہوتا ہے

راس آتی نہین تدبیر طبیبون کی مجھے
جب دوا ہوتی ہے درد اور سوا ہوتا ہے

یہ بھی اک چال ہی مجھ پر جو اُنھین رحم آیا
یہ بھی اک گھات ہے جو عذر جفا ہوتا ہے

ان حسینون کی نظر کچھ مری قسمت تو نہین
آنکھ یہ پھیر لین سو مرتبہ کیا ہوتا ہے

رند مےنوش بھی بندے ہین خدا کے واعظ
کیون بُرا کہکے انھین مفت بُرا ہوتا ہے

تیری چالون سے تو فتنے ہی اُٹھا کرتے ہین
میرے نالون سے مگر حشر بپا ہوتا ہے

دل کا آغاز محبت مین تو یہ عالم ہے
حال اب دیکھیے انجام مین کیا ہوتا ہے

بیکسی پر تری رونا مجھے آتا ہے حفیظ

کس بُرے وقت میں وہ تجھ سے جدا ہوتا ہے

یوں تو حسین اکثر ہوتے ہیں شان والے
لیکن کچھ اور ہے تو او آن بان والے

ناقوس دیر پھونکوں کعبے میں یا اذان دوں
تجھکو کہاں پکاروں او لامکان والے

منبر پہ بیٹھ کر تو اتنا بہک نہ واعظ
کیسی یہ نیچی باتیں اونچی دکان والے

یہ حُسن یہ جوانی مہمان ہے چند روزہ
اس پر نہ کر یہ غرہ او آن بان والے

کعبے کو شیخ جائے بتخانے کو برہمن
یونہیں ڈٹے رہینگے اس آستان والے

ابرو پہ ڈال کر بل ترچھی نظر نہ کر تو
یہ تیر کج پڑے گا بانکی کمان والے

غیروں پہ تو نظر ہے میری بھی کچھ خبر ہے
میں بھی مٹا ہوا ہوں او آن بان والے

تلوار کھینچکر کیا بازو کو دیکھتا ہے
دو ہاتھ بس لگا دے اب امتحان والے

قائل ترا جہان ہے ہاں فرق درمیان ہے
کچھ ہیں یقین والے کچھ ہیں گمان والے

فرہاد و قیس دونوں دے بیٹھے جان آخر
مرتے ہیں بات ہی پر جیتے ہیں آن والے

وہ کس لیے بلائیں جائیں حفیظ ہم کیوں
وہ بھی ہیں شان والے ہم بھی ہیں آن والے

عدو کی شکل محفل میں برغبت دیکھنے والے
ادھر بھی اک نظر او بےمروت دیکھنے والے

زمانے میں بہت ہیں شکل و صورت دیکھنے والے
مگر دیکھا تو کم ہیں حسن سیرت دیکھنے والے

محبت نے سراپا درد کا پتلا بنایا ہے
کہ رو دیتے ہیں اکثر میری صورت دیکھنے والے

حسینوں کی جفا کو بھی وفا ہم تو سمجھتے ہیں
عداوت دیکھتے ہیں کب محبت دیکھنے والے

دکھا تو اپنی نیلی پیلی آنکھیں غیر کو ظالم
کہ ہم تو ہیں ان آنکھوں کی مروت دیکھنے والے

پڑھو تم اسکو آنکھوں پر دھرو تم ہمسے کیا مطلب
نہیں ہم غیر کے خط کی عبارت دیکھنے والے

جو نکلے جان تن سے رات کٹجائے جدائی کی
اجل کی راہ دیکھیں شام فرقت دیکھنے والے

مری حیرت سے اُسکے حسن کا اندازہ کرتے ہین
کہان پہونچے کہان ہے میری حالت دیکھنے والے

کمالِ ظاہری کو اک نہ اک دن ہے زوال آخر
ذرا پستی بھی دیکھیں اوج و رفعت دیکھنے والے

کہین ہنگامہ محشر بپا ہو میرے نالون سے
کہ دیکھیں تیرے قامت کو قیامت دیکھنے والے

ہماری لاغری اُنکی نگاہون مین کھٹکتی ہے
ہمین کیا دیکھتے انکی نزاکت دیکھنے والے

حفیظ اچھے سخن کا اک جہان ہے قدردان اب تک
بہت ہین آج بھی رنگِ طبیعت دیکھنے والے

حسینون سے فقط صاحب سلامت دور کی اچھی
نہ انکی دوستی اچھی نہ ان کی دشمنی اچھی

زمانہ فصل گل کا اور آغاز شباب اپنا
ابھی سے تو نے توبہ کی بھی اے زاہد کہی اچھی

جفا دوست اُسکو کہتا ہو کوئی۔ کوئی وفا دشمن
ہمارے ساتھ تو اُسنے نباہی دوستی اچھی

تری خاطر سے زاہد ہم نے توبہ آج کی ورنہ
گھڑی بھر غم غلط کرنے کو بس وہ چیز تھی اچھی

زیادہ اے فلک دے رنج و راحت ہمکو جو کچھ دے
نہ دو دن کا یہ غم اچھا نہ دو دن کی خوشی اچھی

کبھی جب ہاتھ ملکر اُنسے کہتا ہون کہ بیبس ہون
تو وہ ہنسکر یہ کہتے ہین تمہاری بیبسی اچھی

جو سچ پوچھو حسینون کا حیا نے رکھ لیا پردہ
نکل چلتے گھرون سے یہ تو ہوتی دل لگی اچھی

ہم آئین آپ مین یارب وہ جسدم آئین بالین پر
ہجومِ رنج تنہائی سے ہے یہ بیخودی اچھی

محبت کے مزے سے دل نہین ہے آشنا جس کا
نہ اُسکی زندگی اچھی نہ اُسکی موت ہی اچھی

وہ میکش ہون کہ دوگنی قیمت سبکی سب لے لی
کسی نے جب سُنا مین نے کہ بھٹی مین کھنچی اچھی

اُسے دنیا کی سو فکرین ہمین اک رنج ناداری
کہین منعم کی دولت سے ہماری مفلسی اچھی

خوشی کے بعد غم کا سامنا ہونا قیامت ہے
جو غم کے بعد حاصل ہو وہ البتہ خوشی اچھی

نہ چھوٹیگی محبت غیر کی ہم سے نہ چھوٹے گی
اجی یہ بات تمنے آج تو کھل کر کہی اچھی

ہمارے دیدۂ و دل مین ہزارون عیب نکلین گے
تمہارا آہ نہر اچھا تمہاری آرسی اچھی

ترے اس جبہ و دستار سے رندونکو کیا مطلب
جسے جو وضع ہو مرغوب اے زاہد وہی اچھی

کہے سو شعر تمنے سست تو حاصل حفیظ اسکا
غزل ہو چست چھوٹی سی تو بیتون کی کمی اچھی

آدمی مست خواب ہوتا ہے
خواب غفلت شباب ہوتا ہے

دل کو کرتی ہے چشم مست تباہ
ہائے کیا گھر خراب ہوتا ہے

جب تسلی وہ مجکو دیتے ہین
اور بھی اضطراب ہوتا ہے

پھر رہے ہو ہماری آنکھون مین
پھر بھی ہم سے حجاب ہوتا ہے

حشر پر کیا ہے تیرے گھر زاہد
روز روزِ حساب ہوتا ہے

مے فروشون سے یہ بڑھا بیوہار
سال بھر پر حساب ہوتا ہے

ہائے ان بھولی شکل والون کا
کتنا پیارا شباب ہوتا ہے

تم نے دیکھا ہے حضرتِ موسیٰ
کیا وہ رخ بے نقاب ہوتا ہے

بیکسی رو نہ میری تربت پر
دیکھ مجھ پر عذاب ہوتا ہے

ساقیا مے پلا کہ پیاسون کو
پانی دینا ثواب ہوتا ہے

حرمت مے کو سنکے واعظ سے
اور بھی دل کباب ہوتا ہے

اور کو کیا وہ منہ دکھائین گے
آئنے سے حجاب ہوتا ہے

قطعہ ۲ شعر کا

جتنی بڑھتی ہے عمر گھٹتی ہے
خوب الٹا حساب ہوتا ہے

مین برا ہون تو مجھسے اے واعظ
تجکو صرف اجتناب ہوتا ہے

تو جو گمراہ ہے تو تیرے ساتھ	ایک عالم خراب ہوتا ہے

میکدے چل حفیظ مسجد مین
بیٹھ کر کیون خراب ہوتا ہے

جو دیوانون نے پیمایش کی میدان قیامت کی
فقط دو گز زمین ٹھہری وہ میرے دشت وحشت کی

نکالی بات اُنکے سامنے ترک محبت کی
کہان یہ ناصح کمبخت کو سوجھی نصیحت کی

لُبھا لیتی ہے دلکو سادگی بھی اچھی صورت کی
مٹا ہے یون ہی اک عالم ضرورت تمکو زینت کی

چمن مین پھول دیکھا بزم مین تاکا حسینونکو
جہان پہونچے ہین تو جستجو تھی اچھی صورت کی

غضب ہے غیر کے مذکور پر اُن کا یہ کہہ دینا
اجی ہم سُن چکے ہین تمکو عادت ہے شکایت کی

کبھی پاس اُنکے ملنے سے کبھی امید ہی کچھ کچھ
مرے غم مین چھلک ہے تھوڑی تھوڑی سی مسرت کی

جو لی تھی میان سے کوئی نہ کوئی وار کرنا تھا
کہان جی ہار بیٹھے اور بھی تھوڑی سی ہمت کی

پس مردن حسینون نے مٹایا یون نشان میرا
اُڑا دی چٹکی چٹکی خاک لیکر میری تربت کی

بڑھیگی جتنی بدنامی مری نام اُنکا نکلے گا
یہ رسوائی مری ہو گی منادی اُنکی شہرت کی

لیا کیون ہاتھ مین خنجر کہ موچ آئی کلائی مین
ادا سے کام لیتے بات رہجاتی نزاکت کی

جو بگڑی غیر سے اسکی خوشی کیا مجکو یہ غم ہے
کہین عادت نہ پڑجاے اُنھین ترک محبت کی

جناب شیخ لیکر محتسب کو آج آئے ہین
بھلے کو بھلے ہی سے پی پلا کر مین نے فرصت کی

کیا کرتے ہین وعدہ مدتون سے روز فردا کا
اُنھین تو رفتہ رفتہ آگئین باتین قیامت کی

کدورت آسمان کو مرتون کی خاک سے بھی ہے
تم اپنے پانون سے مٹی دبا دو میری تربت کی

تمھین بیتاب کردین یہ اثر ہے میرے نالون مین
جو تم بیچین رہتے ہو یہ شوخی ہے طبیعت کی

یہ دیکھین حشر مین ہو کس طرف اُسکا کرم زاہد
تجھے ہے زہد کا غرہ ہمین امید رحمت کی

دکھانا اک جھلک پھر اسپر اتنی دور کا وعدہ
ابھی بیٹھو ذرا ٹھہرو مرا دم تو نکلنے دو
کوئی کہدے نہ وہ گور غریبان کیطرف آئین
دل مشتاق اور امید فردائے قیامت کی
مجھے رخصت تو کر لو اتنی جلدی کیا ہے رخصت کی
نہ دیکھی جائیگی اُنسے اُداسی میری تربت کی

حفیظ اول تو کس کس طرح کھنچتے ہین حسینون سے
جہان آنکھین ملین نیت بدلجاتی ہے حضرت کی

کب ایسے ویسے مرے دل کے خواستگار رہے
کبھی نہ تیرے کرم کے امیدوار رہے
وہ دیکھے آپ کی صورت جو دل نہ رکھتا ہو
وہ آرزو تری دل مین چھپائین ہم کیونکر
ہماری بزم عزا سے اُٹھے وہ یہ کہہ کر
برائی ہوگی کسی کی امید دنیا مین
ملے وہ مجھ سے جو معشوق وضعدار رہے
یہ بے گناہ تو خاصے گناہگار رہے
جو بے زبان ہو میرا وہ رازدار رہے
جو پاس بیٹھنے نگاہون سے آشکار رہے
کسی کے غم مین بلا میری سوگوار رہے
تمام عمر یہان تو امیدوار رہے

شراب پی کے حفیظ آب فاقہ مستی مین
ہمیشہ بادہ فروشون کے قرضدار رہے

دنیا وہ نہین ٹالدو جو قول و قسم سے
جب ہو نہ سکی شیخ و برہمن کی مدارات
انجان بنے بیٹھے ہین دل لے کے ہمارا
واعظ نہ گرا ہو کہین منبر سے لڑھک کر
مے پینے سے مطلب ہے تکلف سے غرض کیا
آجلد دم نزع کہ امید نہ ٹوٹے
محشر مین کہو بچکے کہان جاؤگے ہم سے
ہم کھچ کے الگ بیٹھ رہے دیر و حرم سے
اب دیکھیے وہ آنکھ ملاتے نہین ہم سے
مسجد مین کوئی چیز گری ہے ابھی دھم سے
چلو مرا اچھا ہے کہین ساغر جم سے
نازک ہے یہ رشتہ مرے اکھڑے ہوئے دم سے

وہ اور حفیظ آپ سے اقرار محبت
بس بس نہ تعلی کی بہت لیجیے ہم سے

عجب زمانے کی گردشین ہین خدا ہی بس یاد آرہا ہے
نظر نہ جس سے ملاتے تھے ہم وہی اب آنکھین دکھا رہا ہے
بڑھی ہے آپس مین بدگمانی مزہ محبت کا آرہا ہے
ہم اُس کے دل کو ٹٹولتے ہین تو ہم کو وہ آزما رہا ہے
گھر اپنا کرتی ہے ناامیدی ہمارے دلمین غضب ہی دیکھو
یہ وہ مکان ہے کہ جسمین برسون امیدون کا جمگھٹا رہا ہے
بدل گیا ہے مزاج اُن کا مین اپنے اس جذب دل کے صدقے
وہی شکایت ہے اب اُدھر سے ادھر جو پہلے گلا رہا ہے
کسی کی، جب آس ٹوٹ جائے تو خاک وہ آسرا لگائے
شکستہ دل کرکے مجکو ظالم نگاہ اب کیا ملا رہا ہے
یہان تو ترکِ شراب سے خود دل و جگر پھنک رہے ہین واعظ
سنا کے دوزخ کا ذکر ناحق جلے کو تو بھی جلا رہا ہے
کرون نہ کیون حُسن کا نظارہ سنون نہ کیون عشق کا فسانہ
اسی کا تو مشغلہ تھا برسون اسی کا تو دل لو لا رہا ہے
امید جب حد سے بڑھ گئی ہو تو حاصل اُسکا ہے ناامیدی
بھلا نہ کیون یاس دفعتہً ہو کہ مدتون آسرا رہا ہے
مجھے توقع ہو کیا خبر کی زبان ہے قاصد کی ہاتھ بھر کی

لگی ہوا تک نہین ادھر کی ابھی سے باتین بنا رہا ہے
ذرا یہان جس نے سر اُٹھایا کہ اس نے نیچا اُسے دکھایا
کوئی بتائے تو یہ زمانہ کسی کا بھی آشنا رہا ہے
حفیظ اپنا کمال تھا یہ کہ جس کے ہاتھون زوال دیکھا
فلک نے جتنا ہمین بڑھایا زیادہ اس سے گھٹا رہا ہے

وصل مین آپس کی حجت اور ہے — اس شکر رنجی مین لذت اور ہے
کچھ نہین وعدہ خلافی کا گلہ — آپ سے ہمکو شکایت اور ہے
صبح ہوتے ہی بدل جائیگی آنکھ — رات بھر اُن کی عنایت اور ہے
وعظ کہتا ہے جو میخانے کے پاس — میکشو واعظ کی نیت اور ہے
سانس اُکھڑی ہے ترے بیمار کی — اب کوئی دم کی مصیبت اور ہے
حورین بھی اچھی ہین اے زاہد مگر — ان پریزادون کی صورت اور ہے

علم جوہر ہے حفیظ انسان کا
سچ ہے لیکن آدمیت اور ہے

بلا اُنکی کرے غم کام کیا اُنکو مرے غم سے — جو آئے ہین ہنسین بولین وہ مرے اہل ماتم سے
اُٹھین وہ میری بالین سے مجھے وسواس آتا ہے — اُٹکتی ہے نظر اُنکی مرے اُکھڑے ہوئے دم سے
اُدھر قاتل ہماری سخت جانی سے پشیمان ہے — ادھر کٹتا نہین سر ہم کٹے جاتے ہین اس غم سے
دبا کر سینہ زانو سے ابھی جو ذبح کرتے ہین — انھین کو دیکھنا شرمائینگے جب اہل ماتم سے
منالینے کے ہمکو بھی ہزارون ڈھنگ آتے ہین — شب وعدہ الگ بیٹھے تو کوئی روٹھ کر ہم سے
لگاتا ہی کوئی یون ظرف مے کو ہاتھ اے زاہد — وضو کرنا تجھے لازم ہے پہلے آب زمزم سے

ہمارے سامنے محفل مین غیرون سے اشارے ہون
تمہین انصاف سے کہدو یہ دیکھا جائیگا ہم سے

حفیظ ایسا جہان مین کون ناکام تمنا ہے
غضب ہے منہ چھپاتی ہی ہماری آرزو ہم سے

مژگان ہین غضب ابروے خمدار کے آگے
یہ تیر برس پڑتے ہین تلوار کے آگے

خیر اس مین ہے واعظ کہ کبھی مے کی مذمت
کرنا نہ کسی رند خوش اطوار کے آگے

کہنا مری بالین پہ کہ آثار برے ہین
کرتا ہے یہ باتین کوئی بیمار کے آگے

شکوے تھے بہت اُسنے شکایت تھی بہت کچھ
سب بھول گئے وصل کی شب یار کے آگے

خلوت مین جو پوچھو تو کہون دل کی حقیقت
مجھ سے نہ مرا حال سنو چار کے آگے

آئینہ ابھی دیکھ کے خود مین تو وہ ہو لین
خود آئینگے پھر طالب دیدار کے آگے

قارون کا خزانہ ہو کہ حاتم کی سخاوت
سب کچھ ہے مگر کچھ نہین غمخوار کے آگے

کیا مجکو ڈرائینگی تری تیز نگاہین
یہ آنکھ جھپکتی نہین تلوار کے آگے

دیوانون مین دیوانے حفیظ آپ ہین ورنہ
ہشیار سے ہشیار ہین ہشیار کے آگے

ذرا تھمتی نہین چنچل نگاہ یار کیسی ہے
کوئی دیکھے تو یہ چلتی ہوئی تلوار کیسی ہے

بتا تو صلح کی باتون مین یہ تکرار کیسی ہے
مری تقریر کیسی ہے تری گفتار کیسی ہے

مرے دل مین ظہور اُسکا مری آنکھون مین نور اُسکا
مگر مٹتی نہین یہ حسرت دیدار کیسی ہے

مری بالین پہ کہتے ہو کوئی دم کے یہ مہمان ہین
شگون بد نہین تو اور یہ گفتار کیسی ہے

گنہ اورون سے یہ دو دو فرشتے میرے کاندھون پر
الٰہی میرے سر یہ مفت کی بیگار کیسی ہے

قیامت کا تو کیا کہنا مگر یہ تو بتا زاہد
زمانے کا پسے دل جس سے وہ رفتار کیسی ہے

وہ جی اُٹھا ذرا بھی تمنے جسکو پیار سے دیکھا
مسیحا ہے تمہاری آنکھ یہ بیمار کیسی ہے

مجھ ایسے سخت جان کا ذبح کرنا کھیل ہی قاتل
ذرا دیکھون تو کس بل مین تمہی تلوار کیسی ہے

نہ آئے تھے عیادت کو تو میرے ہمنشیون سے
کبھی پوچھا تو ہوتا حالت بیمار کیسی ہے

حفیظ اک عمر گذری خاک اُڑاتے دشت غربت مین
خبر کس کو ہوائے کوچۂ دلدار کیسی ہے

شب وصال یہ کہتے ہین وہ سُنا کے مجھے
کسی نے لوٹ لیا اپنے گھر بلا کے مجھے

پکارتا نہین کوئی لحد پر آ کے مجھے
مرے نصیب بھی کیا سو رہے سلا کے مجھے

وہ بولے وصل کی شب آپ مین نہ پا کے مجھے
چلے گئے ہین کہان اپنے گھر بلا کے مجھے

گرا دیا ہے کچھ اس طرح اُسنے آنکھون سے
کہ دیکھتا نہین کوئی نظر اُٹھا کے مجھے

پری تھی کوئی چھلاوا تھی یا جوانی تھی
کہان یہ ہو گئی چنپت جھلک دکھا کے مجھے

تمہاری بزم مین آئے تو جام مے مجھ تک
بلا سے دیدے کوئی زہر ہی پلا کے مجھے

اُٹھا جو بزم سے اُنکی تو روک کر یہ کہا
کہ لیے چلے ہو کہان دل مین تم چھپا کے مجھے

یہ تیرے ہجر کا غم تھا وہ تیرے عشق کا داغ
گیا جو کھا کے مجھے جو مٹا مٹا کے مجھے

جہان پہ جاتے ہوے میرے ہوش اُڑتے ہین
ترا خیال وہان لے چلا لگا کے مجھے

مجھے ہے غش اُنھین حیرت عجیب عالم ہے
مین کھو گیا ہون اُنھین دیکھ کر وہ پا کے مجھے

مری نگاہ مین پھرتی ہے میری موت کی شکل
جب آپ دیکھتے ہین تیوریان چڑھا کے مجھے

نہ دیکھو آئنہ دیکھو مرا کہا مانو
دکھاؤ غیر کو صورت نہ منہ دکھا کے مجھے

تڑپ نے دل کی یہ کہکے کوئی آتا ہے
بٹھا دیا ہے لحد مین اُٹھا اُٹھا کے مجھے

گلے لگا دے کرون پیار تیری تیغ کو مین
کہ یاد آئے کرشمے تری ادا کے مجھے

یہ میرے رونے پہ ہنستی ہی کیون مری تقدیر
وہ اپنے دل مین تو کڑھتے نہین رُلا کے مجھے

جو مٹی دی ہے تو اب فاتحہ بھی پڑھتے جاؤ
کچھ اب ثواب بھی لو خاک مین ملا کے مجھے

حفیظ حشر مین کر ہی چکا تھا مین فریاد
کہ اُسنے ڈانٹ دیا سامنے سے آکے مجھے

وہ بیٹھے آج جو سُننے کو داستان میری
بُرا ہو ضعف کا کھلتی نہین زبان میری

اسی پہ رہتی ہے ہر پھر کے باغبان کی نظر
غضب ہے پھولی پھلی شاخ آشیان میری

ملیگا مجھ سا ستم کش نہ کوئی میرے بعد
ابھی تو قدر نہین تجکو آسمان میری

مین کہ رہا ہون کہ بیتاب و بیقرار ہے دل
وہ کہ رہے ہین اُڑائی ہین شوخیان میری

کہین نہ آنکھون سے یا رب عیان ہو حسرتِ دل
نگاہین دیکھ رہا ہے وہ بدگمان میری

ترا مزاج نہین یہ تری نگاہ نہین
گھڑی گھڑی جو بدلتی رہے زبان میری

وہ آج جانچنے والے ہین جان نثارون کو
مدد خدا ہی کرے وقت امتحان میری

نہ تاب ضبط رہیگی اگر سنوگے اسے
کہ مرثیہ ہی محبت کا داستان میری

حفیظ خواب مین باتین ہوئین جو اُسنے رات
سحر سے آج طبیعت ہے شادمان میری

تری یاد کو دل مسلتی رہی
مگر کچھ طبیعت بہلتی رہی

کبھی میرے پہلو مین بھی ہونگے وہ
جو تقدیر کروٹ بدلتی رہی

نہ آیا اُسے رحم گو ایک خلق
مرے حال پر ہاتھ ملتی رہی

شبِ وصل کیا شوخی و شرم مین
ہم رات بھر چوٹ چلتی رہی

نہ بدلا مرا دل نہ اُسکی نگاہ
زمانے کی حالت بدلتی رہی

یہ پگڑی وہی ہے سر شیخ پر — جو کل میکدے مین اچھلتی رہی

شب ہجر تھا کون دلسوز اور — مرے ساتھ اک شمع جلتی رہی

جدائی مین کیا دل کو آتا قرار — کلیجا تری یاد ملتی رہی

کہے دیتی ہین یہ تری آنکھین حفیظ
کہین رات بھر آج ڈھلتی رہی

دیا جب جام مے ساقی نے بھر کے — تو پچھتاے بہت ہم توبہ کر کے

لپٹ جاؤ گلے سے وقت آخر — کہ پھر جیتا نہین ہے کوئی مر کے

وہان سے آ کے اسکی بھی پھری آنکھ — وہ تیور ہی نہین اب نامہ بر کے

کوئی جب پوچھتا ہے حال دل کا — تو رو دیتے ہین ہم اک آہ بھر کے

گلون کے عشق مین دے جان بلبل — ارے یہ حوصلے اک مشت پر کے

خدا محفوظ رکھے اُن کی ضد سے — جو کہتے ہین دکھا دیتے ہین کر کے

رہین گے خاک مین ہم کو ملا کر — ترے انداز اس نیچی نظر کے

دماغ اپنا نہ کیونکر عرش پر ہو — یہ سمجھو تو گدا ہین کسکے در کے

ہوئی ہے قید سے بدتر رہائی — گیا آزاد اُس نے پر کتر کے

اُٹھے جاتے ہین لو دنیا سے ہم آج — مٹے جاتے ہین جھگڑے عمر بھر کے

حفیظ اب نالہ و فریاد چھوڑو
کوئی دن یون بھی دیکھو صبر کر کے

جنت کی آرزو ہے نہ حورون کی چاہ ہے — محشر مین بھی نہین یہ ہماری نگاہ ہے

اب اُن سے دور دور کی کچھ رسم و راہ ہے — یہ دوستی نہین ہے فقط اک نباہ ہے

صبح شب وصال ہے غصہ بھی شرم بھی
ترچھی نگاہ ہے کبھی نیچی نگاہ ہے

عاشق کی بیکسی کا تو عالم نہ پوچھیے
مجنون پہ جو گذر گئی صحرا گواہ ہے

توبہ خدا نخواستہ وہ اور عشق غیر
میرا غلط گمان غلط اشتباہ ہے

واعظ اگر صراط کا کرنا تھا تذکرہ
یہ کیون نہ کہدیا کہ محبت کی راہ ہے

آتا ہے مجکو یاد بہت نامہ بر مرا
جب دیکھتا ہون کوئی کبوتر تباہ ہے

ہم اپنی آن مین ہین تو وہ اپنی شان مین
دو ضدیون کے بیچ مین مشکل نباہ ہے

لو دل بھی کہہ رہا ہے انھین کی سی حشر مین
خاصا یہ مدعی ہے کہ میرا گواہ ہے

مین نے کیا جو جرم کا اقرار حشر مین
رحمت پکار اُٹھی یہ کوئی بیگناہ ہے

اے رہروان کوچہ جانان جواب دو
تمکو پکارتا کوئی گم کردہ راہ ہے

بلوائین وہ تو گھٹتی ہے شان اُنکی اے حفیظ
جاتے ہین خود تو وضع یہان سدِّراہ ہے

اُنکی یہ ضد کہ مرے گھر مین نہ آئے کوئی
اپنی یہ ہٹ کہ مجھے خود ہی بلائے کوئی

وصل مین ہائے بگڑ کر یہ کسی کا کہنا
ہاتھ ٹوٹین جو ہمین ہاتھ لگائے کوئی

حشر مین دیکھ کے آمادۂ فریاد مجھے
کہتے ہین طنز سے اب انکو منائے کوئی

اصل اور نقل مین کیا فرق ہی کھلجائے ابھی
تیری تصویر جو یوسف سے ملائے کوئی

کیون فلک ہمکو مٹائے جو تم اتنا کہدو
غمزدون کو نہ محبت کے ستائے کوئی

انکی رگ رگ مین زمانے کی بھری ہین گھاتین
بھولی صورت پہ حسینون کی نہ جائے کوئی

ہائے جھنجھلا کے شب وصل کسی کا کہنا
نیند آتی ہے ہمین اب نہ جگائے کوئی

بتکدے مین تو یہ شکلین بھی نظر آتی ہین
شیخ کعبے مین دھرا کیا ہے کہ جائے کوئی

پارسائی مین بھی نفرت ہے رکھائی سے حفیظ
تھوڑی پی لین جو محبت سے پلائے کوئی

صبح کو آئے ہو نکلے شام کے
جاؤ بھی اب تم مرے کس کام کے

ہاتھا پائی سے یہی مطلب بھی تھا
کوئی منھ چومے کلائی تھام کے

تم اگر چاہو تو کچھ مشکل نہین
ڈھنگ سو ہین نامہ و پیغام کے

چھیڑ واعظ ہر گھڑی اچھی نہین
رند بھی ہین ایک اپنے نام کے

پھڑپھڑائیگی اسیرون کی تڑپ
اور بھی الجھین گے حلقے دام کے

محتسب چن لینے دے اک اک مجھے
دل کے ٹکڑے ہین ٹکڑے جام کے

لاکھون دھڑکے ابتداے عشق مین
دھیان ہین آغاز مین انجام کے

مے کا فتوی تو سہی قاضی سے لون
ٹوک کر رستے مین دامن تھام کے

دور دور محتسب ہے آج کل
اب کہان وہ دور دورے جام کے

نام جب اُس کا زبان پر آگیا
رہ گیا ناصح کلیجا تھام کے

دور سے نالے مرے سنکر کہا
آگئے دشمن مرے آرام کے

ہاے وہ اب پیار کی باتین کہان
اب تو لاتے ہین مجھے دشنام کے

وہ لگائین قہقہے سُن کر حفیظ
آپ نالے کیجیے دل تھام کے

زمانے کا بھروسہ کیا ابھی کچھ ہے ابھی کچھ ہے
یہی ہے رنگ دنیا کا ابھی کچھ ہے ابھی کچھ ہے

جوانی کی ہے آمد حسن کی ہر دم ترقی ہے
تری صورت ترا نقشا ابھی کچھ ہے ابھی کچھ ہے

نہ آئیگا قرار اسکو نہ ممکن ہے قیام اسکو
ہمارا دل ترا وعدا ابھی کچھ ہے ابھی کچھ ہے

کبھی تو جستجو اُسکی کبھی گم آپ ہو جانا
مری وحشت مرا سودا ابھی کچھ ہے ابھی کچھ ہے

غرور حسن ہے سر مین خیال دلبری دل مین
دماغ اُنکا مزاج اُنکا ابھی کچھ ہے ابھی کچھ ہے

ذرا مین مہربان ہونا ذرا مین جان کے دشمن
عجب دل ہی حسینون کا ابھی کچھ ہے ابھی کچھ ہے

نہین کیون اسقدر غم ہی حفیظ اپنی تباہی کا
یہی دنیا کا ہے نقشا ابھی کچھ ہے ابھی کچھ ہے

جب کیجیے محبت ہی ہمین ایک حسین سے
کس ناز سے کہتے ہین اگر ہے تو ہمین سے

ہوتے ہین وہی پھیل کے آشوب زمانہ
اُٹھتے ہین جو فتنے ترے کوچے کی زمین سے

آئینہ اُسی وقت حسینون کو دکھائے
جب بوند پسینے کی ٹپکتی ہو جبین سے

ہم محرم اسرار محبت نہین سمجھین
تم راز کی باتون کو چھپاتے ہو ہمین سے

غیرون کے چکاے مرا جھگڑا نہ چکیگا
کچھ ہوگا تو اس بات کا انصاف نہین سے

کیا چوری چھپے شب کو بھی ملتا نہین کوئی
اس بات کو پوچھو تو کسی پردہ نشین سے

مسجد سے جو میخانے کو جاتے ہین حفیظ آپ
یہ خاک تو سجدے کی چھڑا لیتے جبین سے

سنو جو تم سے شکایت کرے عدو میری
بُرا کسی کو کہون یہ نہین ہے خو میری

ذلیل مین جو ہوا تم بھی تو سبک ہو گے
کہ آبرو ہے تمہاری یہ آبرو میری

زبان بند ہوئی جب وہ آئے بالین پر
کہان یہ ختم ہوئی ہاے گفتگو میری

وہان سے آکے کچھ ایسی سنائی قاصد نے
تڑپ کے رہ گئی سینے مین آرزو میری

کہین تو دیر و حرم مین وہ مل ہی جائیگا
یہی تلاش یہی ہے جو جستجو میری

نگاہ اُٹھتی نہین میرے سامنے اُنکی
زبان کھلتی نہین اُنکے روبرو میری

پکارتا ہے ترا حسن لاکھ پردون سے
چھپائے سے نہین چھپتی ہے آرزو میری

مرے بیان سے کھنچتی ہے حسن کی تصویر
حفیظ کیون نہ کرین قدر خوبرو میری

کون صورت ہی غرض مطلب کی
بات سنتے نہین وہ اس ڈھب کی

دیکھ لی ہم نے دوستی سب کی
ساری دنیا ہی اپنے مطلب کی

خوبرو اور بھی تو بزم مین ہین
کیون اُنھین پر نگاہ ہی سب کی

اُسکے وعدے پہ کیا بندھے امید
بات بھولے جو صبح کو شب کی

دینے والا ہے ایک سائل لاکھ
پوری کیونکر ہون حاجتین سب کی

کیا ہی شرمائے وہ جو مین نے کہا
آج پھیکی ہے کچھ مسی لب کی

خاک میری جو تو نے کی برباد
یہ کدورت تھی اے فلک کب کی

ہم جو بولین تو خود غرض ٹھہرین
سب کہین اپنے اپنے مطلب کی

اسقدر کیون اُبھج کی لین نہ حفیظ
شاعری اُنکی ہے نئے ڈھب کی

اسیری مین صبا نے جب خبر دی موسم گل کی
تڑپ کر رہ گئی کنج قفس مین جان بلبل کی

یہ باعث ہی جو مین بخت سیہ پر اپنے نازان ہون
کچھ اس سے ملتی جلتی ہی سیاہی تیری کاکل کی

کبھی تھوڑی سی پیتا ہون کبھی یونہی گذرتی ہی
یہ حالت ہی قناعت کی یہ صورت ہی توکل کی

گل و بلبل کی صحبت ہجر مین دیکھی نہین جاتی
چمن کو پھونک دیتی کاش گرمی نالۂ دل کی

جھلکتا ہے دختِ رز کی یا ہے برق طور کا جلوہ
صدائے لن ترانی ہے کہ ہے آواز قلقل کی

گلون کا باغ مین ہر صبح شبنم منھ دھلاتی ہے
صبا مشاطہ بنکر زلف سلجھاتی ہی سنبل کی

ترے دیوانے زندان مین تڑپ کر مر گئے شاید
کہ راتون کو صدا آتی نہین زنجیر کے غل کی

دمِ بادہ کشی اپنی نگاہ مست دکھلا کر
مرے ساقی نے کیفیت بڑھادی نشۂ مل کی

محبت مین ہوئی باہم حفیظ اچھی یہ ضد پیدا
ہمین ہے دید کا لپکا اُنھین عادت تغافل کی

ہمین حاصل بتون کی التجا سے
جو کہنا ہے کہین گے ہم خدا سے

کنکھیون سے کسی کا دیکھنا ہے
وہ پھر انکھین جھکا لینا حیا سے

اثر دامن بچائے گا کہان تک
مری فریاد سے مری دعا سے

بگڑ کر وہ اُٹھے پہلو سے میرے
ہوا حاصل یہ عرض مدعا سے

کیا مجھ سے یہ پھر عذر جفا کیون
جو تم واقف نہین رسم وفا سے

محبت مین غضب ناکامیان ہین
اثر بھی منھ چھپاتا ہے دعا سے

اشارون مین یہ دشمن نے کہا کیا
جو آنکھین جھک گئین تیری حیا سے

وہ میری حسرتون کو جانتے ہین
وہ ہین آگاہ میرے مدعا سے

حفیظ اُسکی محبت حشر کے دن
نہ کہنے دے گی کچھ مجکو خدا سے

نظر ملاتے ہی دل کا سوال کر بیٹھے
یہ لاکھ چال کی وہ ایک چال کر بیٹھے

گلہ فلک کا نہ شکوہ کسی کے ظلم کا ہے
ہم اپنے ہاتھ سے اپنا یہ حال کر بیٹھے

یہ کہ رہا ہے سر بزم جلوہ محبوب
یہان جو آئے وہ دل کو سنبھال کر بیٹھے

ہم اور آپ کا شکوہ کرین خدا کی شان
حضور خیر ہے یہ کیا خیال کر بیٹھے

شب وصال تو یہ روٹھنا نہین اچھا
ہنسی خوشی مین عبث تم ملال کر بیٹھے

مجھے ہی خوف پھری ہین جو نزع مین آنکھین
کہین کچھ اور نہ کوئی خیال کر بیٹھے

حفیظ پہلی ملاقات مین یہ بیتابی
کہ اُن سے آج ہی اظہار حال کر بیٹھے

ہر گھڑی غم گذشتہ کا نہ کیونکر غم رہے
آرزوئین ہین بہت دن زندگی کے کم رہے

سامنے آنکھون کے وہ صورت جو مرتے دم رہے
کچھ خوشی ہو اپنے مرنے کی مجھے کچھ غم رہے

ہائے اس حسن دو روزہ پر حسینون کا دماغ
کیا ہوا انکے حسن کا جو ایک ہی عالم رہے

رنجش بیجا مین ساری رات گذری وصل کی
وہ کبھی روٹھے کبھی بگڑے کبھی برہم رہے

ایک گالی جس نے دی چار اُسکے بوسے لیلیے
چھیڑ مین کیا ان حسینون سے کبھی ہم کم رہے

دونون گھر اچھے ہین زاہد اپنی اپنی ہے پسند
تو رہا کعبے مین جا کر بتکدے مین ہم رہے

دوست ہون شیخ و برہمن کا عجب کیا بعد مرگ
بتکدے مین غم تو کعبے مین مرا ماتم رہے

حسرت دیدار مرتے مرتے بھی مٹنے نہ پاے
انتظار اُسکا رہے آنکھون مین جب تک دم رہے

نیند مین اکثر ہمارے جاگ اُٹھے ہین نصیب
خواب مین اکثر ترے پہلو مین شب بھر ہم رہے

مین نے اپنی جان دیدی اے فلک جسکے لیے
کوئی دن تو اُس کی محفل مین مرا ماتم رہے

اب وہ دل ہی ہے نہ وہ مشق سخن اپنی حفیظ
لکھنؤ کے چھوٹ جانے سے یہ چرچے کم رہے

اب اتنے ظالمونین کیا بچیگی جان بسمل کی
مژہ قاتل نگہ قاتل ادا قاتل ہے قاتل کی

جدھر وہ ہین اُسی جانب نظر ہے اہل محفل کی
جبھی تو بدگمانی بڑھتی جاتی ہے مرے دل کی

جلا کر مجکو اُٹھے جب وہ دم بھر کے لیے آئے
جلانیوالے دل کے کیا بجھائینگے لگی دل کی

کلیجے سے لگا رکھون نہ کیونکر داغ حسرت کو
بہت کچھ کھو کے الفت مین یہ دولت مین نے حاصل کی

مجھے غش ہین بھی امن کی ہوا تمکو نہ دینی تھی
بھڑک اٹھی نہ آخر آتش حسرت مرے دل کی

شب فرقت ہمارے گھر بڑے سامان سے آئی
جلو مین اپنے لائی ہے سیاہی چاہ بابل کی

شب وصل آکے میرے پاس کیا خاموش بیٹھے ہو
کچھ اپنے دل کی کہتے ہو نہ سنتے ہو مرے دل کی

ترقی ان بتون کے حسن کی چودہ برس تک ہے
بگڑ جاتی ہے صورت ایک شب مین ماہ کامل کی

کسی کے جھوٹ سچ کا حشر کے دن فیصلہ ہوگا
خدا کے سامنے ہوگی صفائی حق و باطل کی

کبھی کہتی نہین انسے کسی دلسوز کا قصہ
زبان ہے ہاتھ بھر کی دیکھنے کو شمع محفل کی

حفیظ افسردہ خاطر ہون غزل کیونکر شگفتہ ہو
یہ نالے ہین مرے دل کے یہ آہین ہین بجھے دل کی

جب تک کہ طبیعت سے طبیعت نہین ملتی
ہون پیار کی باتین بھی تو لذت نہین ملتی

آرام گھڑی بھر کسی کروٹ نہین ملتا
راحت کسی پہلو شب فرقت نہین ملتی

جبتک وہ کھنچے بیٹھے ہین دل انسے رکا ہے
جب تک نہین ملتے وہ طبیعت نہین ملتی

جیتے ہین تو ہوتی ہے ان آنکھون سے ندامت
مرتے ہین تو اس لب سے اجازت نہین ملتی

اس ہیر پہ نازان نہو زاہد سے یہ کہدو
تسبیح پھرانے ہی سے جنت نہین ملتی

کیا ڈھونڈھتے ہین گور غریبان مین وہ آکر
کس کشتۂ رفتار کی تربت نہین ملتی

کس طرح مرے گھر وہ حفیظ آئین کہ انکو
غیرون کی مدارات سے فرصت نہین ملتی

اسکو آزادی نہ ملنے کا ہمین مقدور ہے
ہم ادھر مجبور ہین اور وہ ادھر مجبور ہے

شب کو چھپکر آئیے آنا اگر منظور ہے
آپ کے گھر سے ہمارا گھر ہی کتنی دور ہے

لاکھ منت کی مگر اک بات بھی منھ سے کی
آپکی تصویر بھی کتنی بڑی مغرور ہے

اس اندھیری رات مین اے شیخ پہچانیگا کون
بند ہے مسجد کا در تو میکدہ کیا دور ہے

ایک رشک غیر کا صدمہ تو اُٹھ سکتا نہین
اور جو فرمایئے سب کچھ ہمین منظور ہے

مرگیا دشمن تو اُس کا سوگ تم کو کیا ضرور
کون سی یہ رسم ہے یہ کون سا دستور ہے

زاہد اس امید پر ملنا حسینون سے نہ چھوڑ
خلد مین نادان تیرے ہی لیے کیا حور ہے

حشر کے دن کیا کہین گے یہ اگر آیا خیال
شکوہ کرنا یار کا پاس وفا سے دور ہے

کچھ حفیظ ایسا نہین جس سے کہ تم واقف نہو
آدمی وہ تو بہت معروف ہے مشہور ہے

گو یہ رکھتی نہین انسان کی حالت اچھی
پھر بھی سو کام سے دنیا کے محبت اچھی

کیا وہ اچھا ہے اگر صرف ہو صورت اچھی
صورت اچھی جو خدا دے تو ہو سیرت اچھی

وصل مین یہ جو ہون بیباک تو نکلے مطلب
ایسے موقع پہ حسینون کی شرارت اچھی

جسمین شوخی نہ شرارت نہ کرشمہ نہ ادا
ایسے معشوق سے مٹی کی ہے مورت اچھی

دوست انکا جو ہے برباد تو دشمن ہو خراب
لطف اچھا نہ حسینون کی عداوت اچھی

شکوہ وہ خوب ہی جس سے ہو لگاوٹ ظاہر
شکر کا جسمین ہو پہلو وہ شکایت اچھی

نہ ہوئی قدر مقدر کی برائی سے حفیظ
کیا ہوا آپ نے پائی جو طبیعت اچھی

ختم ہے اک نگہ ناز پہ قیمت دل کی
اب اگر لین نہ حسین مول تو قسمت دل کی

کنگھی چوٹی مین شب وصل کٹی جاتی ہے
آج بھی دل مین رہی جاتی ہے حسرت دل کی

بیوفائی ہے وہی ہٹ ہے وہی ضد ہے وہی
ملتی جلتی تری عادت سے ہے عادت دل کی

مدتون تیری نگاہون مین رہا ہے ظالم
کچھ تو ہوگی تری آنکھون مین مروت دل کی

آپنی جی پہ مگر راہ وفا سے نہ ٹلا
اُف رے پامردی دل واہ رے ہمت دل کی

جان کر نقش قدم کوئی مٹائے نہ کہین
اُنکے کوچے مین بنا آئے ہین تربت دل کی

آپ سے اپنا بھرم تمکو نہ کھونا تھا حفیظ
ان حسینون سے نہ کرنا تھا شکایت دل کی

وہ ہمکنار ہے جام شراب ہاتھ مین ہے
بغل مین چاند ہی اور آفتاب ہاتھ مین ہے

پلا کے پیر کو ساغر جوان بناتا ہے
مزہ ہے پیر مغان کے شباب ہاتھ مین ہے

بر آئی آج مرے دل کی آرزو صد شکر
کہ دامن آپ کا روز حساب ہاتھ مین ہے

یہ آئے کسکے قدم دست موج سے دریا
لیے ہوے جو کلاہ حباب ہاتھ مین ہے

عرق وصال مین پونچھا ہی گل سے گالون کا
یہی ہے وجہ کہ بوے گلاب ہاتھ مین ہے

بن آئی ہے مرے دستِ ہوس کی وصلکی شب
حنا لگائے جو وہ مست خواب ہاتھ مین ہے

ہوا سے تیز وہ آتا ہے نامہ بر میرا
نیاز نامے کا میرے جواب ہاتھ مین ہے

کھلے ہین گل گل عارض کے وصف مین سر دست
قلم مرا ہے کہ شاخ گلاب ہاتھ مین ہے

حفیظ آپ کا دیوان یہ ہوا مقبول
کہ جس کو دیکھو لیے یہ کتاب ہاتھ مین ہے

بسر کرنے نہ پایا عیش کے دن شادمانی سے
محبت نے سلوک اچھا کیا میری جوانی سے

قفس خود ہاتھ مین لیکر چمن مین روز جاتا ہے
بہت صیاد خوش رہتا ہی میری خوش بیانی سے

عدو کا چھیڑتے ہین ذکر میرا جی جلانے کو
اُچٹ جاتی ہے اُنکی نیند جب میری کہانی سے

کمال عشق نے پیدا کیا یہ رنگ حسن آخر
نزاکت اُنکی شرماتی ہے میری ناتوانی سے

ترس اُنکو کسی کے حال پر آیا نہ آئے گا
نہ باز آئے نہ باز آئینگے وہ ایذا رسانی سے

حسین بات اُسکی سنتے ہین نہ ساقی مے پلاتا ہے
جو سچ پوچھو تو موت اچھی ہی مفلس کی جوانی سے

خیالی شکل آنکھونمین پھری آواز سنتے ہی
مرا مطلب نکل آیا تمہاری لنترانی سے

بڑھا کر ولولے بیچین کرنا سیکھ لے کوئی
مرے دلکی امنگون سے تری اُٹھتی جوانی سے

حفیظ اکثر غزل کہنے کی کرتا ہے وہ فرمایش
ہماری شاعری ہی اک حسین کی قدردانی سے

عرصۂ حشر مین فریاد تری کیا کرتے
مجمع عام مین کیونکر تجھے رسوا کرتے

ملتے تم غیر سے اور ہم اُسے دیکھا کرتے
چھوڑ دیتے نہ اگر شہر تو پھر کیا کرتے

ہمنشین اب کوئی ایسا مین گیا گذرا تھا
کہ مرے سامنے وہ غیر کا چرچا کرتے

ہم بھی کیا چاہنے والونمین گنے جاتے ہین
چار مین بیٹھ کے جو آپ کا شکوا کرتے

اپنی محرومی قسمت سے کچھ آگاہ نہ تھے
ورنہ ہم آپ سے ملنے کی تمنا کرتے

مختصر وصل کی شب اور وہ کچھ اُنکی ضد مین
منتین کرتے کہ اظہار تمنا کرتے

غیر سے خود ہی ملے جاکے یہی آن رہی
کہین معشوق یہ ذلت ہین گوارا کرتے

ہائے ہمنسکر شب وعدہ وہ کسی کا کہنا
آج بھی ہم جو نہ آتے تو کہو کیا کرتے

دیکھتے دست حنائی سے مرے دل کی تڑپ
کاش یون ہی وہ کلیجا مرا ٹھنڈا کرتے

حشر کے روز بھی تکرار پر آمادہ ہین
آج جکے دن بھی نہین خوف خدا کا کرتے

کس مقدر پہ کرون خواہش وصل اُنسے حفیظ
شرم آتی ہے مجھے کوئی تمنا کرتے

یہی مسئلہ ہی جو زاہدو تو مجھے کچھ اس مین کلام ہے
وہی شی حلال ہے خلد مین وہی میکدے مین حرام ہے

مری آنکھ مین جو سما گیا مرے دل مین جسکا مقام ہے
ابھی مجھ سے ہے وہ الگ تھلگ نہ پیام ہے نہ سلام ہے
یہی کہنا اُس سے پیامبر کہ بس آخری یہ پیام ہے
جو ذرا بھی جانے مین دیر کی تو کسی کا کام تمام ہے
کبھی قطع کی مری گفتگو کبھی کہدیا مجھے کیا ہے تو
یہ بتا تو او بت جنگجو کوئی یہ بھی طرز کلام ہے
کوئی ذکر غیر کا یہ نہ تھا جسے آپ سُن کے ہوے خفا
مجھے اپنے بخت سے ہے گلہ مجھے اپنے دلسے کلام ہے
جو چلا تو بزم سرور مین جو رہا تو عالم نور مین
مرے دل مین کیف مدام ہے مرے سر مین گردش جام ہے
وہی شکوہ تجھکو رقیب کا وہی رونا اپنے نصیب کا
یہ بتا تو او دل مبتلا تجھے اور بھی کوئی کام ہے
مرا نام لے کے نہ کوسیے یہ کہا تو ہنسکے وہ بول اُٹھے
مجھے کیا خبر تھی زمانے مین فقط آپ ہی کا یہ نام ہے
مجھے کفر و دین سے غرض نہین کہ مین ایک بندۂ عشق ہون
کوئی شیخ ہو کہ ہو برہمن مرا دور ہی سے سلام ہے
وہی آسمان ہے وہی زمین مگر آنکھ اُسکی جو پھر گئی
نہ وہ دن ہے اب نہ وہ رات ہے نہ وہ صبح ہی نہ وہ شام ہے
بہت اور ماہر فن ہین یون بہت اور اہل سخن ہین یون

مگر آگیا جو پسند انھین وہ حفیظ ہی کا کلام ہے

دنیا مری نگاہ مین صحراے یاس ہے
جس دن سے جی اداس ہی عالم اداس ہے

تا اون کو بھی کسی کی نزاکت کا پاس ہے
اے صبر المدد فقط اب تیری آس ہے

گھیرے ہی مجکو نزع مین اک دوسرا خیال
وہ جانتے ہین موت سے اسکو ہراس ہے

شکوون کا یہ جواب ہے اچھا یونہین سہی
ہمکو قسم کا پاس نہ وعدے کا پاس ہے

چھایا ہے بزم مین مری افسردگی کا رنگ
کہتے ہین لوگ آجکی صحبت اداس ہے

دنیا مین جس کے درد کی کوئی دوا نہ ہو
ایسے مریض کے لیے مرنا ہی راس ہے

کیونکر ہو ختم لذت بیداد کا بیان
آخر مرے دہن مین زبان سپاس ہے

فرقت ہی اک سزا ہے محبت کے جرم کی
انصاف چاہتا ہون کہ تو حق شناس ہے

بڑھتا ہے اور آکے یہان اختلاج قلب
کیونکر کہین ہوا ترے کوچے کی راس ہے

اس بزم مین ہزار اداؤن کا سامنا
بے دیکھے ایک دل ہی یہان اپنے پاس ہے

اک مشغلہ ہے ہجر مین آہون کا کھینچنا
قسمت کو رو رہا ہون اثر سے تو یاس ہے

آیا جو مین تو بیٹھو نہ منہ پھیر کر ادھر
دیکھو ادھر تمہین سے مری التماس ہے

بس مختصر یہ ہے مری حسرت کی داستان
جبتک کہ سانس ہی ترے ملنے کی آس ہے

اس نظم کو حفیظ تغزل سے بحث کیا
تیرے کلام مین تو فقط درد و یاس ہے

محشر کی باز پرس سے جی بے ہراس ہے
مجھ روسیاہ کو تری رحمت کی آس ہے

غربت مین بیکسی کا سمان آس پاس ہے
اے موت بے خبر کہ بہت جی اداس ہے

امید وہ عدو کی جو پوری ہی ہو رہے
بندھکر جو ٹوٹ جائے ہماری وہ آس ہے

ساغر یہ ہے وہ روپ نہ وہ مے مین آب و تاب
دیکھا تو رنگ و بو کا یہ ہین سا ہی کچھ بناؤ
اچھی نہو تو خم بھی چڑھا کر نہ سیر ہون
اک چھیڑ ہے یہ میرے گرہانے کیو اسطے
مضمون جو چست ہو کے بندھے غیر کا نہین
جنس وفا خرید کے نازان ہی بوالہوس
جام جہان نما ہے کہ ساغر ہی سامنے

ساقی جو اٹھ گیا ہے تو محفل اُداس ہے
غنچے کی کچھ گرہ مین نہ کچھ گل کے پاس ہے
چوکھی اگر ملے تو بہت اک گلاس ہے
بشاش ہو کے پوچھنا تو کیون اُداس ہے
ٹھیک آئے جسم پر تو وہ اپنا لباس ہے
اسکی خبر نہین کہ وہ جوہر شناس ہے
دنیا کی سلطنت ہو کہ مے اپنے پاس ہے

جتنے حسین حفیظ ہین پتلے طمع کے ہین
یہ آشنا اُسی کے ہین زر جسکے پاس ہے

تری جس مین حسرت ہو وہ دل یہی ہے
تڑپ مین جو بجلی ہے وہ دل یہی ہے
محبت مین ہر کام آسان ہے لیکن
ذرا غور سے خیر کی شکل دیکھو
تری سادگی کی پھبن جان لے گی
محبت کی ہے انتہا جی سے جانا
تری بزم کا لطف جنت مین تو بہ
پشیمان ہوے جھوٹے وعدون سے کسدن
ستایا ہوا چوٹ کھایا ہوا دل
کہان تو کہان یہ رقیبون کا جمگھٹ

ارے پیار کرنے کے قابل یہی ہے
لٹا دے جو قاتل کو بسمل یہی ہے
جسے صبر کہتے ہین مشکل یہی ہے
تمہین پیار کرنے کے قابل یہی ہے
کہ ہم وضعدارون کی قاتل یہی ہے
جہان لٹ کے پہونچین وہ منزل یہی ہے
وہ محفل وہی ہے یہ محفل یہی ہے
مکر جاتے ہین آپ مشکل یہی ہے
اگر ڈھونڈھتے ہو تو وہ دل یہی ہے
وہ اگلی سی تہذیب محفل یہی ہے

گرہ دے لی آنچل مین کرتے ہی وعدہ
ادا یاد رکھنے کے قابل یہی ہے

حفیظ اب اسے کوئی پوچھے نہ پوچھے
حسین جسکے گاہک تھے وہ دل یہی ہے

دن رات بھگوئین دامن کو اور اشکون سے کیا ہونا ہے
ہر شام وسحر شبنم کی طرح بیکار رہا را رونا ہے
باتین جو بڑھین کر بیٹھین گے اقرار عدو سے ملنے کا
اب چھیڑنا اُنکو گویا اپنے حق مین کانٹے بونا ہے
سب پیچھے تھے وہ چمن ہی تک جسدن سے چمن چھوٹا ہمسے
سب نغمہ سرائی بھول گئی یاد ایک قفس کا کونا ہے
صرف آب وضو سے دل کی سیاہی دور نہو گی اے زاہد
کچھ آنکھون سے بھی اشک بہا یہ داغ جو تجھکو دھونا ہے
اک مدت پر تو آئے ہو کچھ اپنی کہو کچھ میری سنو
سونے کو ساری رات پڑی ہے شام ہی سے کیا سونا ہے
مجھ سے کچھ احباب نہ پوچھین حاصل اُس کی محبت کا
یون سمجھین اک شور زمین مین تخم وفا کا بونا ہے
برپا ہوگی بزم طرب دن رات وہان تو اور یہان
تنہا بیٹھے آٹھ پہر بس آٹھ آٹھ آنسو رونا ہے
ناصح مجھکو تو ہی بتا دے اور ضرر اب کیا ہوگا
اک دل تھا اُسکو کھو ہی چکے اک جان ہے وہ بھی کھونا ہے

آجاے جہان کچھ ذکر مرا کیون وہ نہ وہان سے اُٹھ جاۓ ین
کس طرح مخاطب ہو کے سنین بدنام اُنھین کیا ہونا ہے
یہ حسن و جوانی جب تک ہے مل اپنے چاہنے والے سے
نادان یہ ہے بہتا دریا تو دھولے ہاتھ جو دھونا ہے
کیا تم مین دھرا ہے جسکے لیے سب اپنے پراۓ چھوڑ دین وہ
جو چاہتے تم ہو حفیظ کبھی ممکن نہین ایسا ہونا ہے

ہر شب جو مشورے ہین یہی پاسبان سے
وہ منفعل ہوے ہین مرے امتحان سے
اُٹھنا مجھے قبول ترے آستان سے
آیندہ کیا ہو اسکی ہے اللہ کو خبر
لب بند ہو گئے جو ہوا اُن کا سامنا
ناصح نگاہ کم سے ہمین دیکھتا ہی کیون
اچھا ہے سوے غیر نہ اُن کا خیال ہو
اُسکی گلی سے مجکو اُٹھانا تھا بعد مرگ
جسکو کچھ آ گیا ترے وعدے کا اعتبار
دشمن کی دوستی کا بھروسا ہے آپ کو
دشوار کیا تھا ناقۂ لیلے کا روکنا
اکثر ہوا اُسی کا محبت مین سامنا
دروازہ بند کر کے کوئی گھر مین سو رہا

کیا ہو اگر وہ سُن لین کہین اپنے کان سے
اے صبر تیرا شکر کرون کس زبان سے
لیکن دماغ بحث کہان پاسبان سے
ابتک تو بنھ گئی ہے بڑی آن بان سے
نکلی نہ کوئی بات ہماری زبان سے
واقف مگر ہوا نہ محبت کی شان سے
فرصت کبھی ملے نہ مرے امتحان سے
شکوہ اسیقدر ہے نہ مجھے پاسبان سے
یہ جان وہ غریب گیا اپنی جان سے
امید رحم کی ہے مجھے آسمان سے
روتا لپٹ کے قیس ذرا سا ربان سے
کوسون جو بات دور تھی اپنے گمان سے
اُلجھا تمام رات کوئی پاسبان سے

برسون لگی رہی ہے وہان میکشون کی بھیڑ
مے ہم نے چار روز بھی پی جس دکان سے

دیکھون اُسے جو روح سے اُٹھے حجاب جسم
پردہ یہ کاش دور بھی ہو درمیان سے

اِس بانیٔ ستم کو جلا کر کیا نہ خاک
اے آہ تو بھی جل ہی گئی آسمان سے

باتون مین آگیا جو کسی کی وفا کا ذکر
کہتے ہین ہمکو چڑھ ہے اسی داستان سے

تم ہاتھ رکھ کے دیکھ نہ لو اضطراب دل
کچھ اور ہم کہین گے نہ اپنی زبان سے

انصاف اے حفیظ زمانے کے ہاتھ ہے
اپنی ثنا نہ چاہیے اپنی زبان سے

صدمے جو کچھ ہون دل پہ سہیے
پوچھے بھی کوئی تو چپ ہی رہیے

بے صبری ہی کہکے رُک گئے کیون
کہیے کہیے کچھ اور کہیے

آخر کب تک یہ بے نیازی
انصاف سے آپ ہی نہ کہیے

مرہی جانے کی بات ہے یہ
میرے لیے آپ ظلم سہیے

آنکھون مین غرور ہے کسی کا
کس طرح کسی سے دب کے رہیے

سُننے کی جو بات ہو وہ سُنیے
کہنے کی جو بات ہو وہ کہیے

رونے کو پڑی ہے عمر ساری
چھالون کی طرح نہ پھوٹ بہیے

سُنیے جو حفیظ کی مصیبت
رو دیجیے آپ مین نہ رہیے

ہائے اب کون لگی دل کی بجھانے آئے
جن سے امید تھی اور آگ لگانے آئے

دردمندون کی یونہین کرتے ہین ہمدردی لوگ
خوب ہنس ہنس کے ہمین آپ رُلانے آئے

خط مین لکھتے ہین کہ فرصت نہین آنے کی ہمین
اسکا مطلب تو یہ ہے کوئی منانے آئے

آنکھ نیچی نہ ہوئی بزم عدو مین جاکر
یہ ڈھٹائی کہ نظر ہم سے ملانے آئے

طعنے بے صبریون کے ہائے تشفی کے عوض
اور دُکھتے ہوئے دل کو وہ دکھانے آئے

اور تو سب کے لیے ہے تری محفل مین جگہ
ہم جو بیٹھین ابھی دربان اُٹھانے آئے

چٹکیان لینے کو پہلو مین رہا ایک نہ ایک
تو نہین تو ترے ارمان ستانے آئے

بیکسی کا تو جلا دل مری تربت پہ حفیظ
کیا ہوا وہ نہ اگر شمع جلانے آئے

مرے عیبون کی اصلاحین ہوا کین بحث دشمن سے
لیا ہے راہبر کا کام اکثر مین نے رہزن سے

وہ موتی ہون جو کھو جاتا ہی ساحل مین سمندر کے
وہ دانہ ہون بکھر کے دور ہوتا ہے جو خرمن سے

فضا صحرا کی آنکھون سے جو دیکھے ہین وہ کہدینگے
گل خودرو کا عالم کم نہین گلہائے گلشن سے

کسیکی دوستی یون خاک مین کوئی ملاتا ہی
مرے بارے مین تم اور مشورے لیتے ہو دشمن سے

تماشا دیکھیے محشر مین قاتل مجھ سے لڑتا ہے
کہ اپنے خون کا دھبا چھڑا دے میرے دامن سے

زمین سے آسمان تک چھا رہی جو یہ اُداسی ہے
بگولہ کوئی اُٹھا ہے کسی بیکس کے مدفن سے

قریب در پہونچکر یون غش آنیکا سبب آخر
یہ ممکن ہے جھلک اُسکی نظر آئی ہو چلمن سے

ہر آفت سے چمن محفوظ ہے اب تو یہ سنتا ہون
عداوت برق و صرصر کو تھی میرے ہی نشیمن سے

غرض کیا بحث و حجت سے ہمارا تو یہ مشرب ہے
جہانتک ہو کنارے ہی رہے شیخ و برہمن سے

حفیظ اسکو سمجھ لے خوب ہین یہ کام کی باتین
اگر رفعت طلب ہی جھک کے مل ہر دوست دشمن سے

داور حشر سے کیا ہوگی شکایت اُن کی
منھ پر اک مہر لگا دے گی محبت اُن کی

آئے گی اپنی زبان پر نہ شکایت اُن کی
وہ بُرا ہم کو جو کہتے ہین عنایت اُن کی

سامنے آنکھ کے کل تک رہی صورت اُنکی
آج اک داغ کلیجے کا ہے حسرت اُن کی

خواہش خلد کرون اُنکی گلی مین رہ کر
حور کا وصف سنون دیکھ کے صورت اُن کی

بات کی بات مین برہم وہ ہوے جاتے ہین
آنکھ کی طرح بدلتی ہے طبیعت اُن کی

تونے اے دوست گرایا ہے جنھین نظرون سے
دیکھی جاتی نہین دشمن سے مصیبت اُن کی

گل جو کھاتے تھے ہوا باغ کی ہر شام و سحر
آج دو پھول کو محتاج ہے تربت اُن کی

توڑ کر پانون جو بیٹھے ہین ترے کوچے مین
بعد تحقیق کے ثابت ہوئی جنت اُن کی

وہ مکدر رہین مٹے جاتے ہین ہم اس غم سے
خاک مین ہمکو ملاتی ہے کدورت اُن کی

دوست اُن کا ہے گلہ کیجیے کیا دشمن کا
یہ بھی اک طرح کی ہوتی ہے شکایت اُن کی

جسم و جان مین جو پڑے پھوٹ تو کچھ دور نہین
ایک ہی تفرقہ پرداز ہے فرقت اُن کی

چھایا آنکھون مین اندھیرا یہ بھر آئے آنسو
ہائے صورت بھی نہ دیکھی دم رخصت اُن کی

داور حشر تو اُلٹا ہی مرا کر انصاف
مجکو منظور ہے ہر طرح رعایت اُن کی

پھر تو جو کچھ کہے ناصح وہی منظور ہمین
پہلے ہان ایک نظر دیکھلے صورت اُن کی

دل کے مٹنے کا نہین غم مگر افسوس یہ ہے
ساتھ ہی اسکے مٹی جاتی ہے حسرت اُن کی

سامنے آنکھ کے کرنا ہے بُرائی ہمون کی
مجھ سے احباب جو کرتے ہین شکایت اُن کی

دھیان آیا جو کبھی ترک وفا کا دل مین
کیسی آزردہ ہوئی مجھسے محبت اُن کی

جان دینا تو جدائی مین بہت آسان ہے
فکر اتنی ہے کہ یہ شے ہے امانت اُن کی

کچھ صلہ مل ہی رہیگا کسی خدمت کا حفیظ
اور کچھ روز کیے جاؤ اطاعت اُن کی

پٹکون سر اسقدر کہ جبین خون چکان رہے
چھوٹے جو در کسی کا تو یاد آستان رہے

سینے مین دل رہے نہ دہن مین زبان رہے
ایسا جو ہو تو راز محبت نہان رہے

یون مجکو آزما کے نہ تیرا بھرم کھلے
اپنا بھی کچھ خیال دم امتحان رہے

کوثر کی مجکو آج پلائی ہے خوب سی
واعظ خدا کرے تری اونچی دکان رہے

دربان کے ہو وہ زیر قدم واہ رے نصیب
میری جبین سے دور ترا آستان رہے

کیا تیرے دور مین یہی انصاف ہے فلک
اُسکی گلی مین ہم نہ رہین پاسبان رہے

پست و بلند دہر کی یون ہم نے سیر کی
بن کر کہین زمین کہین آسمان رہے

بچھڑے ہوؤن کو راحتِ منزل کہان نصیب
ہم تو تمام عمر پس کاروان رہے

کچھ چہچہون کا لطف اُٹھاؤن بہار مین
چھایا ہوا گلون سے اگر آشیان رہے

رونق ہے میکدے کی اسی دم قدم کے ساتھ
جب تک کہ دور جام ہے پیر مغان رہے

چھانٹون گا شاخ وہ جو چمن بھر کی جان ہو
اونچا ہر آشیان سے مرا آشیان رہے

تقلید لکھنؤ کی جو کرتا ہون اے **حفیظ**
غیرت پکارتی ہے کہ اپنی زبان رہے

طاقت ضبط نہ یارائے شکیبائی ہے
نالے رُکتے نہین وہ چوٹ کڑی کھائی ہے

آزمالون کوئی دن دیر و حرم مین قسمت
پھر یہ سر اور کسی در کی جبین سائی ہے

جان جاتی ہے کہ رخصت ہی جوانی کی بہار
جو کلی جان چمن تھی وہی مرجھائی ہے

چھیڑ سے چھیڑ تو دون تذکرۂ غیر مگر
یہ سُنے کون کہ شامت تو نہین آئی ہے

قبر مین بحث کو موجود نکیرین ہوے
گھر لڑائی کا مگر گوشۂ تنہائی ہے

پڑ گئی جان سی ہر پھول مین گلدستون کے
آپ آئے ہین مرے گھر کہ بہار آئی ہے

اسکی کیفیتین دنیا سے نرالی دیکھین
دونون عالم سے الگ عالمِ تنہائی ہے

یاس ہے موت کے آنے سے شب غم بھر بھی / مردنی شام ہی سے منھ پہ مرے چھائی ہے

قاصد آیا جو وہان سے تو ہوئی عید حفیظ
آج برسون مین مُرے لب پہ ہنسی آئی ہے

جس روز درد دل مین ذرا بھی کمی ہوئی / کہنا پڑے گا آج ہے جی پر بنی ہوئی
کنٹر مین دیکھتا ہون ابھی کچھ بچی ہوئی / ساقی پلا پھر آئی گھٹا جھومتی ہوئی
لو آگیا قریب زمانہ وصال کا / آثار موت دیکھ کے جی کو خوشی ہوئی
کس در کا جبہ سا ہون کہان ٹک گئی جبین / مقبول دو جہان جو مری بندگی ہوئی
اُنکے گلے کے ہار کی اللہ رے لپٹ / خوشبو سے آستین ہے ابتک بسی ہوئی
رکھا ہے یون بھی ہاے کسی نے کسیکا سوگ / کھولی گئی نہ آپ سے چوٹی گندھی ہوئی
اللہ رے مریض محبت کی بیکسی / بالین پر ایک شمع ہے وہ بھی بجھی ہوئی
اس کے سوا نہ تھی کوئی صورت نباہ کی / یہ ترک دوستی نہ ہوئی دوستی ہوئی
دونگا دعائین چھوٹے مقدر کو عمر بھر / پوری کوئی مراد اگر جیتے جی ہوئی
سنتے ہین پوچھکر وہ پرائے دلون کا درد / کہدے گا اب کوئی مُرے دلکی لگی ہوئی
آنکھ اُٹھ گئی جدھر وہ تڑپنے لگا غریب / یہ چوٹ تو غضب ہے کسیکی بندھی ہوئی
پہلے یہ سوچ لو تو کرو چار مین سبک / اتنی یہ آبرو ہے تمھاری ہی دی ہوئی
چھیڑا کہ دشمنون کا مکدر ہوا مزاج / رہنے دو میرے دلمین کدورت دبی ہوئی

کمبخت دم کے ساتھ بھی نکلی نہ اے حفیظ
وہ پھانس تھی ہمارے جگر مین چبھی ہوئی

کچھ کم نہین تلوار سے دنیا مین ہنر بھی / پڑتی ہے مصیبت تو یہ ہوتا ہے سپر بھی

ڈوبے ہو پسینے مین پریشان ہے نظر بھی
آتے ہو کہان سے کہ دھڑکتا ہے جگر بھی

ہے ایک ہی شاطر تری دزدیدہ نظر بھی
کب دل کو اُچک لیتی ہے ہوتی ہی خبر بھی

کیا تاڑ نہ لے گا کوئی پہچان نہ لے گا
پہ چھپتی ہے چھپائے سے محبت کی نظر بھی

واعظ ہے کہے دوزخ و جنت کی حقیقت
رکھتا ہے کوئی عالم بالا کی خبر بھی

کینہ نہ مٹا تیر مرے دل پہ لگا کر
پھر دیکھیے بیدرد نے تاکا ہے جگر بھی

واعظ تری باتین بھی عجب بے سروپا ہین
جس چیز کی تعریف اُسی شے سے حذر بھی

ہمت مرے نالون کی کہین مجھسے بڑھی ہے
کہتے ہین کہ کچھ دور نہین باب اثر بھی

یاد اُنکی ہمین ہے تو اُنھین دھیان ہمارا
تاثیر محبت مین ادھر بھی ہے ادھر بھی

تاثیر مین ڈوبے ہین اثر مین بھی بھرے ہین
لیکن مرے نالون کا وہان تک ہو گذر بھی

کچھ ضعف نے کچھ یاس نے مایوس کیا ہے
اُٹھتی نہین گردن کی طرح آج نظر بھی

گذری جو ہے اک عمر مری قید قفس مین
کیا خواہش پرواز کہ کھلتے نہین پر بھی

تاثیر سے کیون یاس ہوا ہین جو رسا ہون
پھولین جو شجر ہوتی ہے امید ثمر بھی

اُس بزم مین آتے ہی یہ واعظ نے صدا دی
اے ساقی توبہ شکن اک جام ادھر بھی

کوچ اپنا ہوا صبح کو وہ شام کو نکھرے
رکھا نہ گیا سوگ مرا آٹھ پہر بھی

محفل مین تو سب دیکھنے والے ہین اُنھین کے
دیکھو تو کسی سے وہ ملاتے ہین نظر بھی

جو داغ معاصی ہے وہ رحمت کی سند ہے
جنت کا قبالہ ہے مرا دامن تر بھی

جب آئے عیادت کو تو ایسی ہی سنائی
کبتک کوئی دوڑا کرے ظالم کہین مر بھی

کمبخت حفیظ آگئی یہ تجھ مین برائی
کہتے ہین کہ ہو گا کہین ایسون کا گذر بھی

اچھا نہین ہے روز کا قول و قرار بھی
یہ کیون کہ اک مرض ہی غم انتظار بھی

اُس کوچے کی زمین پہ ذرا بیٹھنے تو پائین
ہم کیا کہ پھر اُٹھے نہ ہمارا غبار بھی

دنیا ہے جسکا نام ہے اک خانۂ طلسم
دیوانے ہو رہے ہین یہان ہوشیار بھی

اُٹھتی نہین ہی آنکھ بھی اب سوے در کبھی
مایوس ہو گئی نگہ انتظار بھی

ٹکرے ہر ایک گل کا گریبان ہے دیکھیے
دیوانی ہو رہی ہے چمن مین بہار بھی

بدلا یہ رنگ بزم کا ساقی کے اُٹھتے ہی
بے کیف ہو رہی ہے مے خوشگوار بھی

کوچے مین آپکے ہی کس افسردہ دل کی قبر
ٹھنڈا پڑا ہوا ہے چراغ مزار بھی

آنسو کہان یہ غم سے لہو خشک ہو گیا
کانٹا ہین سوکھ کر مژۂ اشکبار بھی

رغبت دلا نہ ترک وطن کی پھر اے جنون
بھولی نہین ابھی خلش نوک خار بھی

اُن کا جگر سرا ہیے جو توڑتے ہین دل
ہم سے تو ٹوٹتا نہین اشکون کا تار بھی

احسان اُس مژہ کا کہ جسنے یہ دن دکھائے
صحرا مین ہمسے نوک کی پیتے ہین خار بھی

کہتے ہین بڑھ چلا ہے تو تسکین سے اضطراب
تمکو کسی کی بات کا ہے اعتبار بھی

پھرے پیے حفیظ تو اپنا لہو پیے
ساقی گذر گئی اگر اب کے بہار بھی

ہوئی زار فرقت مین حالت کچھ ایسی
بنی جی پہ بگڑی طبیعت کچھ ایسی

دم نزع پہرون چلی سانس اُلٹی
رہی دل مین گھٹ گھٹ کے حسرت کچھ ایسی

ہنسی مین بھی رونے کو جی چاہتا ہے
ہوئی خوگر غم طبیعت کچھ ایسی

پڑی آنکھ جس کی پڑھا اُس نے کلمہ
مگر موہنی تھی وہ صورت کچھ ایسی

رہا رات بھر ہاتھ سینے پر اپنا
شب غم تھی دل کو اذیت کچھ ایسی

بجا ہے اگر کہیے اک جان دو قالب
کہ ہے دونون جانب محبت کچھ ایسی

ہوا وصل کا عیش غم سے مبدل
ہوئی باتون باتون مین حجت کچھ ایسی

بُری ہوتی ہے وہ بھی کہیے جو اچھی
بُرائی یہ ہے اپنی قسمت کچھ ایسی

حفیظ اک زمانہ ہوا تم سے واقف
ہوئی اُنکے ملنے سے شہرت کچھ ایسی

یا تو بگڑے ہوے تیور مرے پہچان گئے
یا وہ کچھ بات ہی ایسی تھی کہ جھٹ مان گئے

آنکھ ملنا تھا کہ ارمان دلون کے نہ چھپے
ہم اُنھین تاڑ گئے وہ ہمین پہچان گئے

ہو بُرا رسم عیادت کا وہ رو کر اُٹھے
گھر سے ہنستے ہوے آئے تھے پریشان گئے

رشک ہے ایک ہی سر مین نہین سودا تیرا
لیکے دنیا سے ہزارون ہی ارمان گئے

شکوۂ عہد وفا تھا کوئی گالی تو نہ تھی
بات اچھی تھی مگر آپ بُرا مان گئے

اور ہوتی مرے نالون مین کہان تک تاثیر
یہ چیخ اُٹھے وہ بھی کہ اللہ مرے کان گئے

چھیڑ دینا تھا کہ بھر مار تھی دشنامون کی
ایک صیغہ تھا کہ فر فر اُسے گردان گئے

لے کے انگڑائی دوپٹہ جو سنبھالا تم نے
کیا بتاؤن مرے اسوقت کہان دھیان گئے

گھر سے نکلے وہ جہان لٹ گیا جوبن اُنکا
آئے پنچ کھچ کے وہ جسدن کہین مہمان گئے

رنجش غیر چھپائے سے کہین چھپتی ہے
جاننے والے جو اس بات کے ہین جان گئے

ابھی آئے تھے کہ رخصت کی زبان پر لائے
دیکھیے پھر مرے آئے ہوے اوسان گئے

ہم نے آواز بدل کر جو کیے تھے نالے
قہقہون نے یہ خبر دی کہ وہ پہچان گئے

شعر ہر رنگ مین کہنا ہے ترا کام حفیظ
آج ہم مان گئے مان گئے مان گئے

وصل آسان ہے کیا مشکل ہے
تجکو یہ دھیان ہے کیا مشکل ہے

وضع کا دھیان ہے کیا مشکل ہے
دوست نادان ہے کیا مشکل ہے

ہونٹھ پر جان ہے کیا مشکل ہے
مشکل آسان ہے کیا مشکل ہے

ہاے دیوانہ بنا کر کہنا
پھر بھی اک شان ہے کیا مشکل ہے

اب جگہ چاہیے وحشت کو مری
تنگ میدان ہے کیا مشکل ہے

جسکو مر مٹ کے مٹایا تھا ابھی
پھر وہی دھیان ہے کیا مشکل ہے

بے بلاے کہین جا نکلے نہین
آپڑی آن ہے کیا مشکل ہے

ہم نہ اُٹھتے ہین نہ وہ دیتے ہین
ہاتھ مین پان ہے کیا مشکل ہے

ہمکو سمجھاے سمجھ ناصح کی
پھر یہ احسان ہے کیا مشکل ہے

میرے بدعہد کو اللہ رکھے
موت آسان ہے کیا مشکل ہے

اُسنے رکھا ہی وہ دربان جس سے
جان پہچان ہے کیا مشکل ہے

شیخ کرتا ہے بتون کی غیبت
پھر مسلمان ہے کیا مشکل ہے

حسن پر خلق مٹی جاتی ہے
جو ہے قربان ہے کیا مشکل ہے

ہجر مین جان نکلتی نہین آہ
یہ بھی ارمان ہے کیا مشکل ہے

بندگی بت کی خدا کے بندے
کفر ایمان ہے کیا مشکل ہے

چارہ گر کو ہے مرے فکر دوا
درد ہی جان ہے کیا مشکل ہے

بزم مین زہر اُگلنے کو عدو
در پہ دربان ہے کیا مشکل ہے

یون تو پہلے بھی محبت تھی حفیظ
اب تو ایمان ہے کیا مشکل ہے

زندگی کی آخری یہ رات ہے
آ کے مل لو صرف اتنی بات ہے

روز شب ڈھلتی ہے برسات ہے
یہ مرے کا دن مرنے کی رات ہے

ہمسے ملنے کی بھی کوئی رات ہے
یہ کسی سے پوچھنے کی بات ہے

چار دن مین آپ کھل کھیلین گے وہ
آج شرماتے ہین پہلی رات ہے

توبہ سے انکار اے زاہد نہین
ہان مگر جبتک کہ یہ برسات ہے

خود ہی جگنو گالیان دینا چہ خوش
خود ہی کہنا واہ کیا اوقات ہے

ابر بنجاتا ہے بھٹی کا دھوان
کوئی موسم ہو یہان برسات ہے

ایک چپ نے سو بلا مین ٹال دین
میری خاموشی تری کیا بات ہے

لیجیے دل غم سے چھٹکارا تو ہو
مال کیا ہے جان کی خیرات ہے

غیر کی ظالم نے بھیجی ہے شبیہ
دیکھیے کیا بس بھری سوغات ہے

شام ہی سے کچھ بجھا جاتا ہے دل
ہجر کی شاید یہ آخر رات ہے

ہم سے بڑھ کر خود جتانا اشتیاق
خوب فقرہ ہے یہ اچھی گھات ہے

آگ سے مول آج بکتی ہے شراب
نرخ چڑھ جائے نہ کیون برسات ہے

وصل مین دیکھی جو بیچینی مری
کہہ اٹھے کیا آج ہی کی رات ہے

بھیجتے ہین پھولون کے زیور غیر سے
کانٹے بوسے کی یہ سوغات ہے

اور بھی دنیا کا واعظ کوئی کام
وعظ ہی پر یا تری اوقات ہے

سن مری حسن سماعت کو نہ کھو
یہ گرہ مین باندھنے کی بات ہے

توبہ ساون کے مہینے مین حفیظ
تھم نہین سکتی بھری برسات ہے

ہم سے بھی مدتون تک عہد وفا رہا ہے
رسوائیون کا غم کیا ہوتی ہے آئی ہے یہ
خط لکھتے لکھتے تھک کر اب نالے کھینچتا ہون
ہوتا ہے کوچ اپنا آخر ہے وصل کی شب
ظاہر تھا حال دنیا جام جہان نما سے
میدان امتحان ہے کہتے ہین جسکو دنیا
آخر ہے کون اپنی رسوائیون کا باعث
پہلے ہی سے ہے لازم سامان مکیشی کا
اکدن کیا تھا اُن سے بربادیون کا شکوہ
کر سیر تنکدے کی کعبے مین کیا ہے زاہد

کچھ دھیان بھی تمھین اب اس بات کا رہا ہے
راز محبت آخر کس کا چھپا رہا ہے
وہ مشغلہ جو چھوٹا یہ مشغلہ رہا ہے
یعنی چراغ ہستی اب جھلملا رہا ہے
یہ دل کچھ اور عالم ہم کو دکھا رہا ہے
اللہ اپنے بندون کو آزما رہا ہے
خود سوچیے نہ کس پر الزام آ رہا ہے
ساقی پھر آسمان پر آج ابر چھا رہا ہے
اتنی سی بات کا بھی برسون گلا رہا ہے
نزدیک چھوڑ کر تو کیون دور جا رہا ہے

خوش ہو حفیظ پلٹا خط کا جواب لیکر
قاصد کو دیکھتے ہو بشاش آ رہا ہے

اپنے گذرے ہوے زمانے
آئے ہین نعش وہ اُٹھانے
دینا تھا بتون کو بے نیازی
تھوڑا پچھتاے ہاتھ اُٹھا کر
وہ اپنے کیے پہ ہون پشیمان
بس رہ گئی شرم بیکسی کی
آخر کو ملاتے ہی بنی آنکھ

دنیا کے ہین مختلف فسانے
بارے متی لگی ٹھکانے
اللہ کا بھید کون جانے
شرمندہ کیا ہمین دعا نے
کیا کام کیا ہے التجا نے
رکھ لی آج آبرو قضا نے
روکا تو بہت اُنھین حیا نے

جو سانس ہی ہجر کی گھڑی ہے
تمکو اور اپنے عہد کا پاس
شکوون کی جگہ رہی نہ باقی
دنیا سنسان ہو رہی ہے
جاتے ہین یہان سے دل پکڑ کر
سچ ہے تم اور اُٹھاتے پردہ
کیا کیا نہین رنگ تو نے بدلے
آنکھون مین لگانے کو نہین اشک

کیا دیر لگائی ہے قضا نے
اُس سے یہ کہو کہ جو نہ جانے
دل مین یہ گھر کیا وفا نے
کس کو چپ کر دیا قضا نے
آئے تھے جگر پہ چوٹ کھانے
احسان کیا مگر ہوا نے
اُف رے بہروپیے زمانے
کون آئے مری لگی بجھانے

مانو نہ حفیظ کی تم اک بات
وہ تم کو ہزار جی سے مانے

آتے آتے ایک مدت ہو گئی
پہلے یہ غم تھا محبت ہو گئی
مٹ گئے جھگڑے امید و بیم کے
آسمان کا بھی گلہ کرنا نہ تھا
مجھ سے بڑھکر انکو ہین مجبوریان
لب ہلانا بھی یہان اک جرم ہے
سارے شکوون کا نتیجہ یہ ہوا
تیرے پھولون مین کسیکو دیکھکر
کچھ جو کہتے کہتے وہ چپ ہو گئے

آپ کی آمد قیامت ہو گئی
اب یہ رونا ہے کہ شہرت ہو گئی
ہان ٹھکانے اب طبیعت ہو گئی
کس کی در پردہ شکایت ہو گئی
کہہ نہین سکتے محبت ہو گئی
بات بھی اب تو شکایت ہو گئی
تھوڑی دیر انکو ندامت ہو گئی
غیر کو مرنے کی حسرت ہو گئی
ایک الجھن مین طبیعت ہو گئی

ہم وہان پہونچے تو دربان نے کہا
جائیے برخاست صحبت ہو گئی

رات بھر تھی شمع سے رونق حفیظ
دن ہوا سنسان تربت ہو گئی

سُنا کیا جو آنسو نکلنے لگے
ہوا کیا جو تم ہاتھ ملنے لگے

گھٹا آئی ساغر کھنکنے لگے
ترشح ہوا دور چلنے لگے

شب غم بڑھا حد سے جب اضطراب
اُٹھے اور اُٹھ کر ٹہلنے لگے

سنائی یہ قاصد نے کسکی خبر
جو گھبرا کے وہ ہاتھ ملنے لگے

شکایت کا دل کو مزہ آگیا
بگڑ کر وہ آنکھین بدلنے لگے

محبت ہوئی رشک پیدا ہوا
جلی شمع پروانے جلنے لگے

کسی کی جو سیدھی نظر ہو گئی
مقدر کے سب بل نکلنے لگے

وہ مستی بھری آنکھین یاد آگئین
چھلکتے ہوے جام چلنے لگے

شب غم جو آہون نے باندھی ہوا
وہ سوتے مین کروٹ بدلنے لگے

جہان دل مین اُنکے گرہ پڑ گئی
ہر اک بات مین بل نکلنے لگے

حفیظ آکے لغزش نے تھاما قدم
جو ہم میکدے سے نکلنے لگے

گھٹ گھٹ کے جان دینا شرط وفا نہین ہے
اے صبر مجھکو یارا اب ضبط کا نہین ہے

وعدے سے اپنے پھرنا کیا یہ دغا نہین ہے
اک بات کہہ رہا ہون شکوہ گلا نہین ہے

فریاد آہ نالہ اندوہ یاس حسرت
اس مختصر سے دل مین سب کچھ ہی کیا نہین ہے

دشمن کو بھی نہ یارب آزار درد دل ہو
جز موت اس مرض کی کوئی دوا نہین ہے

آئینہ اُسکے آگے سب بھید ہین دلون کے
وہ آشنائے عالم نا آشنا نہین ہے

کے دن یہان بھی رہنا اے ساکنان دنیا
اُس چیز کی تمنا جس کو بقا نہین ہے

محفل مین کیون بلایا پہلو مین کیون بٹھایا
ظاہر کا ربط کیسا جب دلمین جا نہین ہے

جو لفظ ہے وہ پھر بھی اک شوق کا ہے دفتر
گو خط مین اصل مطلب ہمنے لکھا نہین ہے

اپنے کیے پر اتنی کیون آج ہے ندامت
روز فراق یارب روز جزا نہین ہے

اتنا بھی اب نہ کوئی ناکام جاودان ہو
باب اثر سے واقف میری دعا نہین ہے

قسمت اگر ہو یاور دیکھو پھر اسکے جوہر
قبضے مین آدمی کے سب کچھ ہی گیا نہین ہے

اک آپ سے بچھڑ کر عالم کو ہیچ جانا
ملنے کا اب کسی سے بھی حوصلا نہین ہے

کیا دور کھینچتی ہے تاثیر مجھ سے دامن
کوتاہ اس قدر بھی دست دعا نہین ہے

مانا حفیظ مین یون دنیا کی ہو برائی
اتنا تو ہم کہین گے وہ بیوفا نہین ہے

بیٹھ جاتا ہون جہان چھاؤن گھنی ہوتی ہے
ہائے کیا چیز غریب الوطنی ہوتی ہے

نہین مرتے ہین تو ایذا نہین جھیلی جاتی
اور مرتے ہین تو پیمان شکنی ہوتی ہے

دن کو اک نور برستا ہے مری تربت پر
رات کو چادر مہتاب تنی ہوتی ہے

تم بچھڑتے ہو جو اب کرب نہ ہو وہ کم ہے
دم نکلتا ہے تو اعضا شکنی ہوتی ہے

زندہ درگور ہم ایسے جو ہین مرنے والے
جیتے جی اُنکے گلے مین کفنی ہوتی ہے

رُت بدلتے ہی بدلجاتی ہے نیت میری
جب بہار آتی ہے توبہ شکنی ہوتی ہے

غیر کے بس مین ہمتین سنکے یہ کہ اُٹھتا ہون
ایسی تقدیر بھی اللہ غنی ہوتی ہے

نہ بڑھے بات اگر کھل کے کرین وہ باتین
باعث طول سخن کم سخنی ہوتی ہے

لٹ گیا وہ ترے کوچے مین دھرا جس نے قدم
اس طرح کی بھی کہین راہ زنی ہوتی ہے

حسن والون کو ضد آجائے خدا یہ نکرے
کر گذرتے ہین جو کچھ جی مین ٹھنی ہوتی ہے

ہجر مین زہر ہے ساغر کا لگانا منھ سے
مے کی جو بوند ہے ہیرے کی کنی ہوتی ہے

میکشون کو نہ کبھی فکر کم و بیش رہی
ایسے لوگون کی طبیعت بھی غنی ہوتی ہے

ہوک اٹھتی ہے اگر ضبط فغان کرتا ہون
سانس رکتی ہے تو برچھی کی انی ہوتی ہے

عکس کی ان پہ نظر آئینے پر انکی نگاہ
دو کمان دارو نمین ناوک فگنی ہوتی ہے

پی لو دو گھونٹ کہ ساقی کی رہے بات حفیظ
صاف انکار مین خاطر شکنی ہوتی ہے

دور کے نامہ و پیغام مین کیا رکھا ہے
جی کو اک روگ لگاوٹ کا لگا رکھا ہے

اپنی صحت کی بس اب موت سے ہوگی تعبیر
درد کا نام بھی ظالم نے دوا رکھا ہے

ہاتھ رکھ کر وہ مری دل کی تڑپ دیکھتے ہین
آج اس لطف نے کچھ اور رلا رکھا ہے

لاکھ سمجھاؤ سمجھنے کا نہین سود و زیان
دل کو دیوانہ محبت نے بنا رکھا ہے

وہ بھلے آپ کی باتون کا جو دیتے ہین جواب
ہم جو چپ ہین تو ہمین اور دبا رکھا ہے

حسرتین اسکی دم نزع الگ ہین مجھ سے
کیون یہ مجمع مری بالین پہ لگا رکھا ہے

اپنے گھر بیٹھے سنا کرتے ہین سب بھید انکے
خوب ہی ہمنے ندیمون کو ملا رکھا ہے

مر چکے ہوتے غم ہجر مین لیکن اب تک
تیرے ملنے کی تمنا نے جلا رکھا ہے

نالے اس کوچے مین کرتا ہون تو فرماتے ہین
دیکھنا شور یہان کس نے مچا رکھا ہے

پوچھتے رہتے ہین اک ایک سے وہ حال مرا
انھین چالون نے تو دیوانہ بنا رکھا ہے

ان کے ملنے کی نہ کی کون سی تدبیر حفیظ

آپ نے کوئی دقیقہ بھی اُٹھا رکھا ہے

اللہ کس کے در پہ جبین نیاز ہے
سجدے کو ہے عروج عبادت کو ناز ہے

دشمن کی دوستی پہ بھروسا ہی ناز ہے
کیا آپ کی تمیز ہے کیا امتیاز ہے

حُسن عمل سے ہے صورت زیبا کا دیکھنا
نیت درست ہو تو حقیقت مجاز ہے

کانٹون کا دھیان چھوڑ دے پھولونکی سیر کر
اچھے بُرے مین تجکو اگر امتیاز ہے

یارب شراب کی نہ پڑے مفلسون کو چاٹ
سب کے ہین مسجدون مین نہ اب جانماز ہے

تکیہ نہ کر جہان کے پست و بلند پر
جو آج پائمال ہے کل سرفراز ہے

مسجد مین وہ تو ہم ہین کسی در پہ جبہہ سا
زاہد کی وہ نماز یہ اپنی نماز ہے

یہ سچ ہے اس ایک پردے مین چھپتے ہین لاکھ عیب
یعنی جناب شیخ کی داڑھی دراز ہے

فرصت کہان کہ بحث ہو توبہ کے باب مین
واعظ ابھی ٹھہر در میخانہ باز ہے

یہ تو شریف کعبہ سے ہی پوچھنے کی بات
اُس دل کو کیا کہین گے جو آگاہ راز ہے

ہم ہین کہین مگر دل اُسی کے ہی ہاتھ مین
پابند ہین کہ دست محبت دراز ہے

ویرانے ہی مین ڈھونڈھ جو ہے جستجوے گنج
ٹوٹے ہوے دلون مین محبت کا راز ہے

کٹتی ہے اک اسی کے سہارے پہ زندگی
تجھ سے سوا امید تری دلنواز ہے

رسوا کرے نہ آپ کو ہر دم کی خامشی
اِس طرح کا سکوت بھی افشاے راز ہے

ہم میکدے مین جا کے گنہگار ہو گئے
مسجد مین جو رہا وہ بڑا پاکباز ہے

پتھر ہزار طرح کی رکھتا ہو خوبیان
جوہر کچھ اُس کے اور ہین جو دلگداز ہے

ہوتا ہے عارفانہ کلام آپ کا حفیظ
حضرت کی شاعری ہے کہ راز و نیاز ہے

بعد میرے جب زبانون پر شکایت آئیگی
آپ کو اپنے کیے پر خود ندامت آئیگی

تاب لائیگا نہ کوئی سنکے میری سرگذشت
دوستون کا ذکر کیا دشمن کو رقت آئیگی

اب خدا کیواسطے واعظ نہ کر حورون کا ذکر
یاد مجکو پھر اسی کافر کی صورت آئیگی

دل ہے اک امید پر دنیا سے کچھ ایسا اُچاٹ
ہر گھڑی یہ دھن بندھی ہی کب قیامت آئیگی

اسقدر ناحق حساب حشر سے ترسان ہین لوگ
میری پرسش ہو چکیگی جب تو نوبت آئیگی

خدمت پیر مغان کا فیض اے زاہد نہ پوچھ
میکدے مین بیٹھنے سے آدمیت آئیگی

میرے آگے غیر کی تعریف اتنی اسقدر
کچھ اگر مین بھی کہونگا تو ندامت آئیگی

بندہ پرور ہم اگر یون ہی رہے ناکامیاب
کام کس دن آپکی صاحب سلامت آئیگی

ذبح کرنا ہے ہمین تو کیجیے منھ پھیر کر
چار آنکھین ہو گئین تو پھر مروت آئیگی

جاتے جاتے جائیگی اے چارہ گر دل کی تڑپ
آتے آتے اپنے قابو مین طبیعت آئیگی

اک ہدایت کا سبق ہی داستان میری حفیظ
جسکے کانون مین پڑیگی اُسکو عبرت آئیگی

شکوے لب تک نہ کبھی سوز نہان کے آئے
جھونکے آنیکو بہت باد خزان کے آئے

پینے والے ہین وُہی پھر بھی ہے اک سناٹا
اب وہ ہنگامے کہان دن رمضان کے آئے

دل کی کچھ قدر جو بازار محبت مین ہوئی
حسن والون کو مزے سود و زیان کے آئے

بیٹھکر غیر کے گھر اپنا پتا کیا لکھتے
خط جو آئے بھی تو بے نام و نشان کے آئے

روز بن بن کے بگڑنا کسی گیسو کی طرح
ہاے یہ بل مری قسمت مین کہان کے آئے

تو ہے جس حور کے اوصاف مین واعظ سرگرم
سامنے تو وہ حسینان جہان کے آئے

لامکان جسکا مکان وہ رگ جان کے ہو قریب
کون جھگڑون مین بھلا وہم و گمان کے آئے

دوستی خوب مری حضرت ناصح کو پھلی
آپ بھی پھیر مین اُس دشمن جان کے آئے

اپنے اعضا بھی جنون مین ہین لہو کے پیاسے
تیز نشتر لیے کانٹے بھی زبان کے آئے

میری جانب سے پیامی کا- کوئی چوم لے منھ
اسکی باتو نہین مزے اُنکی زبان کے آئے

پھر کچھ آثار جنون کے ہین خدا خیر کرے
فصل گل آئی ہی یاد ن خفقان کے آئے

تیس دن خوب رہا فاقہ کشی کا پردہ
ہو گئی عید جو روزے رمضان کے آئے

ہنسکے کہتے ہین شب وصل بھی مو لے نکال
پارسا آپ بڑے ایسے کہان کے آئے

جب کبھی جا کے خرابات مین ہم بیٹھ گئے
سامنے آنکھ کے سامان جنان کے آئے

بے اثر شور جرس نغمہ بلبل بے لطف
ڈھنگ کسکو مری فریاد و فغان کے آئے

تھے گنہگار محبت تو سر حشر حفیظ
گھر گئے جھرمٹ کے حسینان جہان کے آئے

داور حشر سے انصاف طلب ہے کوئی
سر جھکائے ہوئے انگشت بلب ہے کوئی

آسمان آج بھی نالون سے ہلا سکتا ہون
یون جو خاموش ہون اسکا بھی سبب ہے کوئی

خاک اُٹھون مین لحد سے کہ دبا ہون تہ خاک
سخت مشکل ہے کہ تعظیم طلب ہے کوئی

جان کتنون کی حسینون کی محبت مین گئی
تم سلامت رہو مرنا بھی عجب ہے کوئی

کوستے رہتے ہو مرنے کی دعا کرتے ہو
تم سے بڑھکر بھی مرا خیر طلب ہے کوئی

ایک آفت ہے حسینون کی شکر رنجی بھی
اور غصہ جسے کہتے ہین غضب ہے کوئی

خلد سے لائیے دنیا مین کہان سے سامان
بڑھ کے حورون سے بھی کچھ عیش طلب ہے کوئی

رونے آئے ہو کہ ہنسنے کو مرے پھولون مین
بزم ماتم ہے کہ یہ بزم طرب ہے کوئی

دیتا دیوانہ کہے فخر سے وہ تم کو حفیظ

اس سے بہتر بھی زمانے مین لقب ہے کوئی

بے بلائے ہوئے آئے کہ بلائے آئے
اب جگہ دیجیے محفل مین جو آئے آئے

ڈھونڈھتی ہین جنھین آنکھین وہی بالین پہ نہین
اور آنے کو تو سب اپنے پرائے آئے

خالی آئے نہین دنیا سے ہم اے اہل عدم
داغ حسرت کو کلیجے سے لگائے آئے

ہم سمجھتے تھے کہ ہون گے ہمین فریادی ایک
حشر مین اور بھی لوگ اُنکی ستائے آئے

اک ہمارے لیے دربان ہین نگہبان ہین حفیظ
اور جو چاہے وہان شوق سے جائے آئے

آج درگاہ جاناں ہے کہ تو چندی ہے
وہ ملین یا نہ ملین عہد کی پابندی ہے

دلفریبی کی بظاہر ہے ادا دنیا مین
اور باطن مین یہ مردار بڑی گندی ہے

شمع کو ہم نے ترے سامنے ہنستے دیکھا
غمزدون کو بھی تری بزم مین خرسندی ہے

نالہ و آہ مین تاثیر یہ مانا کس نے
اصل کچھ بھی نہین یارون کی ہوابندی ہے

ہون گے ہم بحث مین مذہب کے طرفدار حفیظ
گو عقیدہ یہ نہین وضع کی پابندی ہے

جاتا رہا جب شباب کیا ہے
اِس عمر کا پھر حساب کیا ہے

پھونکیگی کسی کے رشک کی آگ
دوزخ مین اور عذاب کیا ہے

جو دوست تھے ہو گئے وہ دشمن
دنیا کا بھی انقلاب کیا ہے

پی کر دو گھونٹ دیکھ زاہد
کیا تجھ سے کہون شراب کیا ہے

کچھ فکر نہین ہے نیک و بد کی
کچھ ہوش نہین شباب کیا ہے

دیکھو سینے پر ہاتھ رکھ کر
پوچھو نہ یہ اضطراب کیا ہے

ہر وقت حفیظ کیون ہے رونا
کچھ کہیے تو اے جناب کیا ہے

امید وصل ہے تعویذ حفظ جان کے لیے
پسر یہ خوب ملی عمر جاودان کے لیے

کبھی تو چاہنے والون کا حشر ہونا ہے
کبھی تو یاد کرینگے وہ امتحان کے لیے

خلش وہی ہے ابھی ذوق جبہہ سائی کی
ہزار مرتبہ بوسے اُس آستان کے لیے

کسے نصیب ہے ذکر حبیب کی لذت
ہزار شکر کہ نعمت ملی زبان کے لیے

ذرا یہ دیکھیے آتا ہے ذبح کرنا بھی
گلے پہ پھیریے خنجر تو امتحان کے لیے

چمن مین دھوم مچی ہے بہار آئی ہے
قفس نصیب تڑپتے ہین آشیان کے لیے

زمین پہ چین نہین مجکو تو شکایت کیا
یہ جانتا ہون کہ گردش ہی آسمان کے لیے

بہت ہے ہو جو کسی شاخ گل پہ عمر بسر
چمن مین تنکے بچنے کو آشیان کے لیے

تری گلی مین ملے گی کسی کو کیا راحت
نصیب خواب نہین چشم پاسبان کے لیے

ٹپک رہے ہین مژہ سے لہو کے قطرے آج
بہار تازہ ہے یہ چشم خونفشان کے لیے

ہوے نہ آپ پشیمان آزما کے مجھے
کچھ اور حوصلے باقی ہین امتحان کے لیے

قیام روح کا دو دن ہے جسم خاکی مین
بہار آئی ہے گلزار مین خزان کے لیے

سحر کو شمع بھی پہونچے گی اپنی منزل پر
ہمین ہین رونے کو یاران رفتگان کے لیے

خدا کو علم ہے کیا ہو مآل غفلت کا
نہ کچھ یہان کیلیے ہے نہ کچھ وہان کے لیے

ہو ناشناس سخن ہین کچھ ان سے کام نہین
غزل حفیظ کی تحفہ ہے قدردان کے لیے

خود بخود آنکھ بدل کر یہ سوال اچھا ہے
روز کبتک کوئی پوچھا کرے حال اچھا ہے

ہجر مین عیش گذشتہ کا خیال اچھا ہے
ہو جھلک جسمین خوشی کی وہ ملال اچھا ہے

وصل سے آپکا ارمان وصال اچھا ہے
اِسکا انجام برا اُسکا مآل اچھا ہے

داغ بہتر ہے وہی ہو جو دل عاشق مین
جو رہے عارض خوبان پہ وہ خال اچھا ہے

دیکھ ان خاک کے پتلون کی ادائین زاہد
ان سے کس بات مین حورونکا جمال اچھا ہے

کیجیے اور بھی شکوے کہ مٹے دل کا غبار
باتون باتون مین نکل جاے ملال اچھا ہے

تندرستی سے تو بہتر تھی مری بیماری
وہ کبھی پوچھ تو لیتے تھے کہ حال اچھا ہے

جو نگاہون مین سما جاے وہ صورت اچھی
جو خریدار کو جچ جاے وہ مال اچھا ہے

چارہ گر کو مرے یہ بھی نہین تمیز ابھی
کون سا حال برا کون سا حال اچھا ہے

دے خدا زر تو کوئی میکدہ آباد کرین
اچھے کامون مین جو ہو صرف وہ مال اچھا ہے

ہنسکے کہتے ہین کبھی ہاتھ سے اُڑنیکا نہین
طائر رنگ حنا بے پر و بال اچھا ہے

جو نہ نکلے کبھی دل سے وہ تمنا اچھی
جو نہ آئے کبھی لب تک وہ سوال اچھا ہے

حسرت آتی ہے ہمین حال پر اپنے کیا کیا
سنتے ہین جب کسی بیمار کا حال اچھا ہے

حور کے ذکر پر آئینہ اُٹھا کر دیکھا
اِس سے ایسا ہی کہ میرا ہی جمال اچھا ہے

آرزو میری نہ پوری ہو کوئی بات ہے یہ
کاش اتنا وہ سمجھ لین کہ سوال اچھا ہے

مفت ملتا ہے خرابات مین ۔ ہر میکش کو
ٹھہرا پینے کے لیے جام سفال اچھا ہے

سیکڑون برق جمالون کا گذر ہوتا ہے
طور سینا سے مرا بام خیال اچھا ہے

ہون گدائے درِ میخانہ تکلف سے بری
ٹوٹا پھوٹا یہ مرا جام سفال اچھا ہے

حال سنتے نہین بیخود مین یہ مسجد والے
اپنے کچھ میکدے والون ہی کا حال اچھا ہے

دفعتہً ترک محبت مین ضرر ہے جی کا
رفتہ رفتہ جو مٹے دلسے خیال اچھا ہے

اب کے ہر شہر مین پھیلا ہے جو طاعون حفیظ
مرنے والون کو خوشی ہے کہ یہ سال اچھا ہے

مصیبتین تو اُٹھا کر بڑی بڑی بھولے
مگر فراق کی ایذا نہ اک گھڑی بھولے

نہوگی اُس لب رنگین کی آب و تاب نصیب
نہ اپنے رنگ پہ پھولونکی پنکھڑی بھولے

کسی نے پیار سے باہین گلے مین ڈال جو دین
تمام ہجر کے صدمے ہم اُس گھڑی بھولے

ابھی وہ یاد ہین سامان ہمین اسیری کے
ابھی نہ طوق نہ بیڑی نہ ہتکڑی بھولے

ہمین جو دیکھ لیا غم غلط ہوا اپنا
ہمین جو پا گئے سب رنج اس گھڑی بھولے

بُری بلا ہے یہ چشم سیاہ کی گردش
اسے جو دیکھ لے آہو تو چوکڑی بھولے

گری تھی شیخ کی تسبیح میکدے مین رات
خبر نہین کہ کہان نشّے مین چھڑی بھولے

حفیظ وہ دم رخصت یہ کہتے جاتے ہین
کہ میری یاد نہ دل سے کوئی گھڑی بھولے

ہو ترک کسی سے نہ ملاقات کسی کی
یارب نہ بگڑ جائے بنی بات کسی کی

پاؤن کو جو پھیلا کے سر شام سے سوئے
کیا جانے وہ کس طرح کٹی رات کسی کی

فرمایئے کیونکر وہ سہے آپ کی گالی
اُٹھ سکتی نہ ہو جس سے کڑی بات کسی کی

فرمائشین تم روز کرو شوق سے لیکن
یہ جان لو تھوڑی سی ہے اوقات کسی کی

ممکن ہے کہ سمجھے نہ حفیظ آپ کی چالین
شاعر سے بھی چلتی ہے کہین گھات کسی کی

جب ملا کوئی حسین جان پر آفت آئی
سو جگہ عہد جوانی مین طبیعت آئی

حشر مین اپنے کیے پر جو ندامت آئی
مژدہ بخشش کا سناتی ہوئی رحمت آئی

پھر جو آنے کا کیا پھر تسلی وعدہ ہائے کیا دل مین ترے یہ دم رخصت آئی
اب ہی لاش پہ منھ ڈھانک کے رونے بیٹھے ذبح کرتے ہوے کچھ بھی نہ مروت آئی

جی بھر آیا جو سنا ذکر محبت کا حفیظ
روتے دیکھا جو کسی کو ہمین رقت آئی

محبت کی ناصح دوا ہو چکی مرض یہ ہوا تو شفا ہو چکی
اٹھاؤ شب وصل رخ سے نقاب ملو کھل کے بس اب حیا ہو چکی
جہنم مین تو جھونک یا جنت سے خطاوار سے تو خطا ہو چکی
منانا کسے ہے یہ کیون عذر ہے جو ہونی تھی او بیوفا ہو چکی

ہوئی ان بتون کی محبت جسے
حفیظ اس سے یاد خدا ہو چکی

قسم نباہ کی کھائی تھی عمر بھر کے لیے ابھی سے آنکھ چراتے ہو اک نظر کے لیے
قفس سے ہو کے رہا جا مین باغ تک کیونکر ابھی تو ہمکو ترسنا ہے بال و پر کے لیے
مری زبان مین تاثیر ہی نہین ورنہ اثر دعا کے لیے ہے دعا اثر کے لیے
جواب نامہ کجا یاس اب یہ کہتی ہے دعائے خیر کرین آپ نامہ بر کے لیے
وہ رکھدین ہاتھ جبین پر تو ہو ابھی صحت علاج اور نہین میرے درد سر کے لیے
وہی ہو تم کہ ہمین دیکھتے تھے آنکھ بھر وہی ہین ہم کہ ترستے ہین اک نظر کے لیے

حفیظ درد محبت نہ جائے گا دل سے
یہ روگ مجکو لگا اب تو عمر بھر کے لیے

اسی خیال سے ترک انکی چاہ کر نہ سکے کہین گے لوگ کہ دو دن نباہ کر نہ سکے

ہمین جو دیکھ لیا جھک گئی حیا سے آنکھ
ادھر ادھر سر محفل نگاہ کر نہ سکے

خدا کے سامنے آیا کچھ اس ادا سے وہ شوخ
کہ منہ سے اُف بھی ذرا دادخواہ کر نہ سکے

ترے کرم کا بھروسا ہی زاہدون کو نہین
اسی لیے تو یہ کھل کر نگاہ کر نہ سکے

رہا یہ پاس ہمین آپ کی نزاکت کا
کہ دل کا خون ہوا منہ سے آہ کر نہ سکے

تمہین حفیظ سے نفرت ہی تو یہ فکر ہے کیون
کسی حسین سے وہ رسم و راہ کر نہ سکے

شب وصال لگایا جو اُن کو سینے سے
تو ہنسکے بولے الگ بیٹھیے قرینے سے

ثواب ہو کہ نہو اس سے کیا غرض زاہد
مزہ ملا مجھے تجھ کو پلاکے پینے سے

شب فراق یہ احسان ہے تصور کا
کہ سو رہا ہون لگا کر کسی کو سینے سے

فلک مٹائے گا مجکو جو تم مکدر رہو
عداوت اسکی بڑھیگی تمہارے کینے سے

غم فراق مین کیا لطف زندگی ہے حفیظ
ہمین تو موت ہی بہتر ہے ایسے جینے سے

جاؤ بھی جگر کیا ہے جو بیداد کروگے
نالے مرے سن لوگے تو فریاد کروگے

تم بعد مرے غیر کا دل شاد کروگے
کیون یاد مری آئیگی کیا یاد کروگے

پاؤگے غلام ایک وفادار نہ ایسا
پچھتاؤگے ہم کو اگر آزاد کروگے

غصے کا سبب پیار سے مین پوچھ رہا ہون
دشنام ہی دوگے کہ کچھ ارشاد کروگے

پچھتاؤ نہ دل دیکے حفیظ ان کو تو کہنا
وہ ترک یہ حسین دین گے کہ تم یاد کروگے

کہون کیا درد فرقت کی اذیت ایسی ہوتی ہے
تمنا موت کی ہوتی ہے حالت ایسی ہوتی ہے

عدو کو بھیجتے ہین حال پرسی کے لیے اکثر
کہین کے حور سے تیرا دکھا کر چاند سا چہرہ
ہماری قبر کو پامال کر کے وہ یہ کہتے ہین
لگا دو دل کسی سے حضرت ناصح تو کھلجاے
نظر پڑتے ہی جسپر دل ہر اک کا لوٹ ہو جاے

ہمارے حال پر اُنکی عنایت ایسی ہوتی ہے
اُسے ہم پیار کرتے ہین جو صورت ایسی ہوتی ہے
جو ہم پر مرتے ہین اُنکی تربت ایسی ہوتی ہے
محبت اسکو کہتے ہین محبت ایسی ہوتی ہے
ہزارون حور تو ہین ایک صورت ایسی ہوتی ہے

ذرا اُنکے بنانے پر ذرا سا چھیڑ دینے پر
حفیظ اُنسے بگڑ بیٹھے بری مت ایسی ہوتی ہے

جو دیکھا مرا دم نکلتے ہوے
تری بزم یا تیرے گھر کے سوا
مری بزم ماتم مین آئے ہین وہ
بہت دور تو کچھ نہین گھر مرا
رہ عشق مین ٹھوکرین کھا کے بھی
ترا کیا بگڑتا ہے اے آسمان

وہ اُٹھکر دبے پانون چلتے ہوے
نہ دیکھا کہین جی بہلتے ہوے
حنا دست رنگین مین ملتے ہوے
چلے آؤ اک دن ٹہلتے ہوے
ہزارون کو دیکھا سنبھلتے ہوے
ہمارا مقدر بدلتے ہوے

کسی کا بھی ارمان تم نے حفیظ
محبت مین دیکھا نکلتے ہوے

صدقے ترے ادھر بھی دے کوئی جام ساقی
حلقے مین میکشون کے رہنا تجھے مبارک
دو چار خم پیون گا مین وہ حریص می ہون
حاتم کی طرح چرچا تیری عطا کا بھی ہو

بیٹھا ہوا ہون کب سے مین تشنہ کام ساقی
ہر دم ہو گرد تیرے اک اژدحام ساقی
بھر بھر کے دیگا کبتک ایک ایک جام ساقی
مشہور ہو جہان مین تیرا بھی نام ساقی

محفل مین آج اپنی اسکو بھی دے جگہ تو
میکش حفیظ بھی ہے تیرا غلام ساقی

وہ مرے دل کا درد کیا جانے
تو اُسیکی ہے جان کا دشمن
دے اُسے وہ سمجھ وہ دل یارب
آنکھ جس کی کہین لگی ہی نہ ہو
ہم تو ظاہر پرست ہین زاہد
وہی انجام عشق کو پہونچے

ہو اگر درد آشنا جانے
جو تجھے جان سے سوا جانے
بے کہے میرا مدعا جانے
میرے دل کی لگی وہ کیا جانے
حال باطن ترا خدا جانے
انتہا کو جو ابتدا جانے

اے حفیظ آپ ایک مرشد ہین
کون حضرت کو پارسا جانے

وصل اُس پردہ نشین کا کسقدر دشوار ہے
آپکے لطف و عنایت پر کوئی شادان ہو کیا
بدگمانی کیون نہو آئے ہین وہ اس وضع سے
دیکھکر آزردہ مجکو غیر سے بولے بہ طنز
چاہنا آسان ہے مشکل ہے چاہت کا نباہ
عاشق و معشوق کوئی درد سے خالی نہین

حشر پر موقوف جسکا وعدۂ دیدار ہے
دو گھڑی کی ہے محبت دو گھڑی کا پیار ہے
چوڑیان ٹوٹی ہین مرجھایا گلے کا ہار ہے
آج کل اک شخص اپنی جان سے بیزار ہے
سہل سے یہ سہل وہ دشوار سے دشوار ہے
دل مرا روگی ہے آنکھ اس شوخ کی بیمار ہے

ہائے کیا تحقیر ہے راز محبت کی حفیظ
جو مرا دشمن ہے اُن کا محرم اسرار ہے

ادھر ہوتے ہوتے اُدھر ہوتے ہوتے
ہوئی دل کی دل کو خبر ہوتے ہوتے

بڑھی چاہ دونون طرف بڑھتے بڑھتے — محبت ہوئی اس قدر ہوتے ہوتے

ترا راستہ شام سے تکتے تکتے — مری آس ٹوٹی سحر ہوتے ہوتے

گیے جا ابھی مشق فریاد بلبل — کہ ہوتا ہے پیدا اثر ہوتے ہوتے

نہ سنبھلا محبت کا بیمار آخر — گئی جان درد جگر ہوتے ہوتے

سرِ شام ہی جب ہے یہ دل کی حالت — تو کیا کیا نہ ہوگا سحر ہوتے ہوتے

زمانے مین انکے سخن کا ہے شہرہ
حفیظ اب ہوے نامور ہوتے ہوتے

پاس تیرے رہے قاتل تو یہ قاتل ہو جاے — بڑھ کے تجھ سے بھی ستمگار مرا دل ہو جاے

ہجر کی رات کے آنے سے الٰہی پہلے — موت آجاے تو آسان مری مشکل ہو جاے

غیر دیتے ہین مجھے ترک محبت کی صلاح — بدگمان میری طرف سے نہ مرا دل ہو جاے

جان ہم دیتے ہین تم پر کہ عدو مرتے ہین — کھینچ لو تیغ تو ظاہر حق و باطل ہو جاے

صحبت پیر مغان کا ہے عجب فیض حفیظ
آئے میخانے مین ناقص بھی تو کامل ہو جاے

لب پر کبھی فغان ہے کبھی آہِ سرد ہے — دلمین ہے اک کھٹک تو کلیجے مین درد ہے

کیونکر نہ اس حسین کو دل دے کے ناز ہو — جو سیکڑون مین ایک ہزارون مین فرد ہے

ہمدم جو ہے تو یہ ہے جو ہمدرد ہے تو یہ — دل کو مرا ہے درد مجھے دل کا درد ہے

کسکو ملا کے خاک مین آتے ہو خستہ حال — دیکھو جمی ہوئی رخ و گیسو پہ گرد ہے

بیشک ہمین حفیظ ہے آزار عشق کا
آنسو بھرے ہین آنکھ مین چہرہ بھی زرد ہے

وصل مین آنکھ چراتے ہو یہ عادت کیا ہے
اسقدر شرم کی خلوت مین ضرورت کیا ہے

اب یہ مطلب ہے کہ مین نہ لگے ہچکی مری
نزع مین پوچھ رہے ہین تری حسرت کیا ہے

مجھ سے قاتل سے لڑی تجھ سے حسین آئی
دیکھنا میری نظر میری طبیعت کیا ہے

ناروا دن کو ہے پینا رمضان مین زاہد
رات کو تھوڑی سی پی لے تو قباحت کیا ہے

پیجیے مے کبھی ہو جائیگی توبہ بھی حفیظ
پارسائی کی جوانی مین ضرورت کیا ہے

کیا وہ نادان مدعا سمجھے
ناسمجھ میری بات کیا نہ سمجھے

ان نگاہون کو ہم سمجھتے ہین
ان ادائون کو غیر کیا سمجھے

تیرے قربان ہنسکے پھر کہنا
تیرا مطلب مری بلا سمجھے

تم ہو یا ہم ہون عہد سے جو پھرے
اُس دغاباز سے خدا سمجھے

بہت اچھی سمجھ ہے اُسکی حفیظ
آپکو سب سے جو بُرا سمجھے

جب سے شوخی کا گذر ان شرگین آنکھون سے
آپ ہی دیکھین حیا تل پھر گئین آنکھون سے

راہ تکتے تکتے قاصد کی غبار راہ سے
پھر گئین آنکھین یہانتک کہ زمین آنکھون سے

پھر رہی ہے آج کل چشم تصور مین وہ شکل
ڈھونڈھتا تھا جسکو دل اب وہ حسین آنکھون سے

دیکھ لین تمکو نظر بھر کے جو آؤ وقت نزع
تھوڑی تھوڑی سی ابھی جان حزین آنکھون سے

اُسکے جلوے کے یہی دو گھر نظر آئے حفیظ
روشنی اُسکی کہین دلمین کہین آنکھون سے

کبھی تھا وصل کا اقرار ہم سے؟
کرین تو آپ آنکھین چار ہم سے

عدو سے اب وہی وعدہ ہے اُن کا — ہوا تھا پہلے جو اقرار ہم سے
کہا ظالم نے سُن کر حالتِ دل — گلہ ہے بخت کا بیکار ہم سے
لڑائی مین بھلا ہے دشمنون کا — سمجھ کر کیجیے تکرار ہم سے

حفیظ اپنی کہان پھر پارسائی
کیا ساقی نے جب اصرار ہم سے

اُنسے کرتی ہے سفارش جو محبت میری — کیسی آپ آپ ہوئی جاتی ہے غیرت میری
پھر سنبھلتی نظر آتی ہے طبیعت میری — دیکھیے بن کے بگڑنے کو ہے قسمت میری
تیری بیداد سے بیداد ترا جور سے جور — غم مرا غم ہے مصیبت ہی مصیبت میری
چشم تر سے جو برستا ہے لہو کہتے ہین — آگ پانی مین لگاتی ہے محبت میری
قیس و فرہاد مری گرد کو پہونچین تو یہ — ایک آندھی ہون سلامت رہے وحشت میری
آنکھ والون کو سناتے ہین وہ یہ مژدہ دید — لاکھ پردون سے عیان ہوتی ہے صورت میری
اسقدر آپ سراہین نہ اُسے بندہ نواز — کہین دشمن پہ نہ آجائے طبیعت میری
پھول ہنستے رہے کھل کھل کے لحد پر تا صبح — رات بھر روئی ہے شمع سر تربت میری
حشر مین حال ہر اک عضو بدن کہتا ہے — لکھی بیکار فرشتون نے حقیقت میری
منحرف یون بھی کسی سے نہ زمانہ ہو جائے — تم سنو اور کرے غیر شکایت میری
دل بیتاب کا ہے داغ کہ تربت کا چراغ — حسرتون کا ہے مری ڈھیر کہ تربت میری
قبر کی رات ہوئی شام جدائی کی گھڑی — آج کاٹے نہین کٹتی شب فرقت میری

سامنا ہوگا سر حشر حسینون کا حفیظ
پھر نہ ہاتھون سے نکل جائے طبیعت میری

خطا معاف جو رسوائیون سے ڈر جاتے
تو آپ بھیس بدلکر عدو کے گھر جاتے

لکھی نصیب مین دوری تھی وصل کیا ہوتا
جو آپ آتے تو ہم آپ سے گزر جاتے

جو روکتا انھین رستے مین تو یہی ہوتا
چھڑا کے مجھسے وہ دامن عدو کے گھر جاتے

رقیب کے لیے بھیجین گلوریان تو کہا
جو آج صرف نہوتے یہ پان مرجاتے

یہان تو چھوڑ کے دیر و حرم کو آئے تھے
تمھارے در سے جو اٹھتے تو کس کے گھر جاتے

کسی کے وصل کے وعدے پہ زندگی ہے حفیظ
یہ آسرا جو نہ ہوتا ہم آج مر جاتے

نبھ جائے محبت جو مری طرح بنا ہے
چاہون گا اسے وہ مجھے چاہے کہ نہ چاہے

سب کرتے ہین تعریف ترے تیر نگہ کی
کہدے کوئی میرے بھی کلیجے کو سراہے

مرتا ہو محبت مین تو مر جائے تڑپ کر
کیون وہ رد کا شکوہ کرے کیون کوئی کراہے

اچھون سے محبت جو نباہی بھی تو پھر کیا
تعریف تو اسکی ہے برون سے جو نباہے

مداح ہوے دوست حفیظ آپ کے تو کیا
تعریف سخن یہ ہے کہ دشمن بھی سراہے

سننے والون کے کلیجون کو ہلا دیتی ہے
اب تو کچھ کچھ مری فریاد مزا دیتی ہے

انکے آتے ہی نکلنا تھا تجھے آنکھون سے
ہاے کسوقت تو اے جان دغا دیتی ہے

ہم گذرتے ہین جدھر کوستے ہین لوگ ہمین
وہ جدھر جاتے ہین خلق انکو دعا دیتی ہے

چارہ فرما جو مرے درد کے ہین یہ تو کہین
خط تقدیر کو تدبیر مٹا دیتی ہے

طرفہ مشاطہ جوانی ہے کہ دو دن کے لیے
آدمی کو بھی پریزاد بنا دیتی ہے

شعلہ ہے تیرے دہن مین کہ زبان اے ناصح
دل مین تقریر تری آگ لگا دیتی ہے

جان سے بڑھ کے ہی یہ پھانس محبت کی حفیظ
کیا بتاؤن جو کھٹک اسکی مزا دیتی ہے

حسینون سے جس سے ملاقات ہے
اُسے مفت کی فکر دن رات ہے

بُرائی جو غیرون کی کرتے ہو آج ہو
کوئی چال ہے ہمین کچھ گھات ہے

چُراؤ نہ آنکھین چھپاؤ نہ مُنھ
ملو کھل کے یہ وصل کی رات ہے

پلاتا ہے رندون کو زاہد شراب
یہ پیر مغان کی کرامات ہے

جو پوچھا کہ چہرہ کچھ اُترا سا ہے آج
بگڑنے کی یہ کون سی بات ہے

یہی تو ہے پینے پلانے کا وقت
ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی ہی برسات ہے

خموشی جو ہے وقت مستی حفیظ
یہ تعلیم پیر خرابات ہے

وہ طبیعت جو صلح جو نہ رہی
اسے وفا اُسکی ہو گئے تو نہ رہی

انتہا ہے یہ ناامیدی کی
آرزو کی بھی آرزو نہ رہی

لیتے ہی دل بدل گئی چتون
وہ لگاوٹ وہ گفتگو نہ رہی

تیری ایسی کوئی جفا ہی نہ تھی
جسمین کچھ سازش عدو نہ رہی

جان جلائے نہ جائے آن حفیظ
پھر رہا کیا جب آبرو نہ رہی

ہوئے عشق مین امتحان کیسے کیسے
پڑے مرحلے درمیان کیسے کیسے

رہے دل مین وہم وگمان کیسے کیسے
سرا مین لٹکے کاروان کیسے کیسے

گھر اپنا غم و درد سمجھے ہین دل کو
بنے میزبان میہمان کیسے کیسے

شب ہجر باتین ہین دیوار و در سے — ملے ہین مجھے رازدان کیسے کیسے
دکھاتا ہے دن رات آنکھون کو میری — سیاہ و سفید آسمان کیسے کیسے
جو کعبے سے نکلے جگہ دیر مین کی — ملے ان بتون کو مکان کیسے کیسے
فرشتے بھی گھایل ہین تیرا ادا کے — نشانہ ہوے بے نشان کیسے کیسے
جو خنجر رکا چڑھ گئی اُن کی تیوری — وہ بگڑے دم امتحان کیسے کیسے
اِدھر موت اُدھر وہ دم نزع آئے — اکٹھا ہوے مہربان کیسے کیسے
کبھی بجلی تڑپی کبھی آندھی آئی — بڑھے دشمن آشیان کیسے کیسے
مرے جرم محشر مین کرتی ہے افشا — مرے منھ پہ میری زبان کیسے کیسے
محبت کے ہاتھون ہوے ظلم کیا کیا — گئے جان سے نوجوان کیسے کیسے
نشان مٹ گئے نام پھر بھی ہین باقی — جوان تھے تہ آسمان کیسے کیسے

کرون یاد کس کس کو کس کس کو رووَن
حفیظ اُٹھ گئے مہربان کیسے کیسے

سازہے دل کو اُسکی چتون سے — دوست اپنا ملا ہے دشمن سے
یہ خاک لپٹے گی اُڑکے دامن سے — بچکے چلنا ہمارے مدفن سے
اے فلک اُس سے آگ برسانا — پھول جھڑتے تھے جس نشیمن سے
خون ناحق رہے گا سرچڑھکر — اب یہ دھبا چھٹے گا دامن سے
شکر ہے بزم دوست مین اب تک — آنکھ نیچی ہوئی نہ دشمن سے
جان ہوتی ہے جسم سے رخصت — جا رہی ہے بہار گلشن سے
کاش اتنی ہو جذب دل مین کشش — جھانک کر دیکھ لین وہ روزن سے

جی بھر آیا جو فاتحہ پڑھ کر
خوب روئے لپٹ کے مدفن سے

اثرِ گریہ اتنا کیا کم ہے
اشک پونچھے کسی نے دامن سے

خوف صیاد برق کا کھٹکا
قفس اچھا ہے اس نشیمن سے

کس قدر رہین دل و جگر مین زخم
پوچھیے اسکو اپنی چتون سے

ٹھن گئی جب شکست توبہ کی
کاگ بوتل کا اڑ گیا دن سے

مشورہ دل سے راہ الفت مین
راستہ پوچھنا ہے رہزن سے

کیا مخالف ہے اس چمن کی ہوا
برق کو لاگ ہے نشیمن سے

ایک ہلچل ہے اُس گلی مین حفیظ
حشر برپا ہے اپنے شیون سے

وہ میرے بس مین ہوے تو بھی بیبسی ہوگی
یہی حیا یہی اُن کی جو نازکی ہوگی

پیام بر سے جو تقریر چھڑ گئی ہوگی
شکایتون کے سوا بات کون سی ہوگی

اُدھر وہ تیر ستم لین گے اپنی چٹکی مین
ادھر مرے جگر و دل مین گدگدی ہوگی

عبث غرور ہے تصویر اپنی کھنچنے دو
یہ آن بان مین تم سے بڑھی چڑھی ہوگی

وہ دن گئے کہ سُناتے تھے پردے پردے مین
ہمارے آپ کے ابتو کھُلی کھُلی ہوگی

یہان بھی بات حسینون ہی کی رہی بالا
غلط خبر تھی کہ محشر مین منصفی ہوگی

بتا رہے ہین یہ اُنکے بجھے ہوے تیور
ضرور آج کسی کی لگی بجھی ہوگی

لگے گا حُسن مین دھبّا جو ہوگی آرائش
کیا بناؤ تو بدنام سادگی ہوگی

ابھی سے اسلیے پیتے ہین حوض مے کے قریب
کہ ایک روز تو کوثر پہ میکشی ہوگی

پڑے گی شیشۂ مے پر جو تیری پرچھائین
بدل کے روپ ابھی دخت رز پری ہوگی

تمہین بتاؤ نتیجہ مرے رُلانے کا
تمہین خیال کرو کسکی پھر ہنسی ہو گی

سنبھل سکیگی نہ گٹھری گنہ کی محشر مین
کہ میرے ہاتھ مین بوتل شراب کی ہو گی

پئین گے بادۂ کوثر بھی رند ہی زاہد
پیے گا خاک وہ جس نے کبھی نہ پی ہو گی

گواہ کاتب اعمال گھونٹ گھونٹ کے ہین
ڈر اُسکو ہو گا کہ جسنے چھپا کے پی ہو گی

جو کھا چکے ہین محبت کی چوٹ دل پہ حفیظ
اُنھین کو قدر ہمارے کلام کی ہو گی

پہلے ہی موت سے یہ غم مارے ڈالتا ہے
بالین پہ کوئی بیٹھا آنسو بہا رہا ہے

تھوڑی سی چھپکے پینا ہر حال مین روا ہے
پرہیز کیون ہے آخر یہ بھی تو اک دوا ہے

اک عمر سے بظاہر بندہ ہون اک صنم کا
باطن کا حال زاہد اللہ جانتا ہے

بگڑے تھے وہ کہ مین نے دامن پکڑ کے پوچھا
بنجائے جس سے جی پر وہ بھی کوئی ادا ہے

کیون مغتنم نہ جانین دربان کے ٹوکنے کو
اُس بزم مین ہم ایسون کو کون پوچھتا ہے

ڈرتا ہون نام لیتے اُس بانیِ ستم کا
شکوہ نصیب کا ہے تقدیر کا گلا ہے

بے خود بنا دیا ہے پرسان حال ہو کر
آتا نہین زبان پر جو دل مین مدعا ہے

کوچہ نہین کسی کا خوب آزما کے دیکھا
دنیا مین جو ہے اپنے مطلب کا آشنا ہے

اُنکی طرف سے آئے پیغام صلح مجھ کو
خود کھنچکے بیٹھ رہنے مین بھی عجب مزا ہے

صورت نکل چکی جب رفع ملال کی بھی
اب اُنسے کوئی پوچھے ملنے مین عذر کیا ہے

اشعار میرے سُن کر اک وجد مین ہی عالم
بلبل کے چہچہون سے گلزار جھومتا ہے

بے التفاتیون کی اُلٹی اُنھین شکایت
اے جذب دل سُنا کچھ یہ طرفہ ماجرا ہے

تدبیر میرے دکھ کی سوجھی نہ چارہ گر کو
کہتے ہین لوگ پھر کیون ہر درد کی دوا ہے

گر رحم مجھپہ ناصح جانے دے ذکر اس کا — اسوقت پھر کلیجا ہاتھون اُچھل رہا ہے
ذکر وفا بھی میرا ہے ناگوار خاطر — اللہ کس قدر وہ بیگانۂ وفا ہے
نالون سے جسکے ہرسو ہنگامہ اک بپا تھا — ناگفتہ بہ غرض حال اُس خم نصیب کا ہے
مرکر بھی دم نہ لین گے آوارگان وحشت — ابتک غبار مجنون لیلی کو ڈھونڈھتا ہے
رشتہ ہے جسم وجان کا اُس شوخ کا تعلق — ناصح بھلا یہ جیتے جی ساتھ چھوٹتا ہے

اب اے حفیظ کیون ہے رسوائیون کا رونا
دل کا کہا کرے جو اُسکی یہی سزا ہے

آج روکا جو انھین غیر کے گھر جانے سے — بگڑے بیٹھے ہین سمجھتے نہین سمجھانے سے
چکر آجائے جو اُٹھون کبھی میخانے سے — گردشین سر مین مرے آرہین پیمانے سے
ٹوٹ کر بھی یہ نکلتی نہین میخانے سے — تو یہ بھی کم نہین ٹوٹے ہوئے پیمانے سے
پیکے دو گھونٹ بہکتے ہین وہ ہونگے کوئی اور — خم چڑھا جاؤن تو باہر نہون پیمانے سے
حد بھی ہوتی ہے نصیحت کی کوئی اے ناصح — ناک مین دم ہے شب روز کے سمجھانے سے
مرنے والے ترے کب موت کا رستہ دیکھین — جان کمبخت نکلتی نہین گھبرانے سے
بعد میرے نہ ہوا بادیہ پیما کوئی — بیٹھکر گرد نہ اُٹھی کسی ویرانے سے
جو تنک ظرف ہین تھوڑی مین اُبل جاتے ہین — اپنی محفل مین چھلکتی نہین پیمانے سے
آنکھ سے میری ذرا آنکھ ملا او ساقی — تیرے قربان چھلکا دے اسی پیمانے سے
کام آئیگی تیمم کے کبھی اے زاہد — پاک مٹی ہے لیے جا مرے میخانے سے
جان نثاری مری اُس بزم مین ہے قابل دید — دیکھکر شمع جلی جاتی ہے پروانے سے
بھولے چوکے کبھی آنکلے گا زاہد بھی ادھر — راہ مسجد کی ملی ہے مرے میخانے سے

نجد مین پردہ محمل کو اُٹھائے لیلے
کوئی پردے کی ضرورت نہین دیوانے سے

میری ایذا ہی عدو کیلیے راحت کا سبب
کیون اُنھین چین نہ آئے مرے تڑپانے سے

حُسن کی جان ہے گردن کے جھکانے کی ادا
حور بن جاتی ہین آنکھین تری شرمانے سے

سرگذشت اپنی سُناتا ہون توجہ سے سنو
یہ کہانی نہین ملتی کسی افسانے سے

ہجر ساقی مین بچھونے پہ بچھانے کو حفیظ
ٹکڑے شیشے کے اُٹھالائے ہین میخانے سے

یہ عیش جبھی تک ہی جبتک یہ جوانی ہے
پھر ہاتھ کو ملنا ہے حسرت کی کہانی ہے

ہر داغ محبت کو چھاتی سے لگائے ہین
جو جان سے پیارا ہی اُسکی یہ نشانی ہے

اطلاق حرام اُسپر واعظ نے کیا ضد سے
کہتے ہین جسے بادہ اک قسم کا پانی ہے

گلشن مین اثر جبتک ہے فصل بہاری کا
گل سرخ ہین سبزے کی پوشاک بھی دھانی ہے

اول تو بہر صورت ہے ضبط ہمین کرنا
پھر اسکے سوا دلمین کچھ اور بھی ٹھانی ہے

ہوتی کبھی حسینون مین جب عمر بسر اپنی
وہ عیش گذشتہ بھی اک طرفہ کہانی ہے

اب ساتھ نہ چھوڑیگا یہ موے سفید اپنا
پیری کی نشانی ہے یہ داغ جوانی ہے

حیرت نہ ہوئی تمکو کچھ حال مرا سُنکر
غم کا یہ فسانہ ہے حسرت کی کہانی ہے

بازار محبت مین کیا دام اُٹھین دل کے
ہی جنس وفا ارزان گاہک کی گرانی ہے

تا عمر نباہے گا خیر اس کی سند آخر
تحریر کوئی لکھدی یا عہد زبانی ہے

ہوتی جو شراب اچھی پیتے ہی سرور آتا
سچ مجکو بتا ساقی یہ مے ہے کہ پانی ہے

ہر حال مین لازم ہے تقلید زمانے کی
اے شیخ بدل اسکو یہ وضع پُرانی ہے

اللہ سے نسبت ہے اک طرح محبت کو
دیکھا تو سوا اسکے جو چیز ہے فانی ہے

دنیا مین کوئی کس سے امید وفا رکھے
دل تھا جو رفیق اپنا وہ دشمن جانی ہے

بیجا تو نہین مجکو ناز اپنے مقدر پر
دل مین ہے جگہ جسکی اسکا کوئی ثانی ہے

روتے ہین حفیظ اکثر ہم شعر ترا سنکر
پڑھنا یہ غزل کا ہے یا مرثیہ خوانی ہے

پڑ گئی ہے دونون عالم مین دہائی آپکی
کلمہ گو ہے یا نبی ساری خدائی آپکی

کون اب سنتا ہے دنیا مین برائی آپکی
بھر چکی ہے کان عالم کے بھلائی آپکی

لیچلے تھے سوئے دوزخ کھینچکر اعمال زشت
حشر مین کام آگئی مشکل کشائی آپکی

اور مجھ بیکس کی بالین پر اب آتا کون ہے
جب ہوا غش سے افاقہ یاد آئی آپکی

داور محشر بھلا میری سی کیون کہنے لگا
کیا لبھا لےگی نہ اس کو دلربائی آپکی

اسطرح بھولے کہ خط لکھنا بھی چھوڑا ایک قلم
مدتون کے بعد یہ تحریر آئی آپکی

خود کرے گا درد فرقت بڑھکے تدبیر وصال
موت سے ملوائیگی اک دن جدائی آپکی

دل کا عالم اور ہے رکھ چھوڑیے عذر جفا
اب مٹائے دیتی ہے مجھ کو صفائی آپکی

دل سے شکوہ لب پر آتے آتے ہوجاتا ہے شکر
کب محبت کرنے دیتی ہے برائی آپکی

پوچھنا میرا کہ مین کیا لائق محفل نہ تھا
ہنسکے فرمانا کسیکا نارسائی آپکی

پھر مے و معشوق سے پرہیز کرتے ہین حفیظ
دیکھیے رہتی ہے کے دن پارسائی آپکی

زندگی خود موت کا پیغام ہے
اسپہ تکیہ یہ خیال خام ہے

میری شہرت باعث الزام ہے
مانتا ہون رشک اسکا نام ہے

اتنی کیا کم ہے بہار زندگی
تھوڑی سی ساغر مین مے گلفام ہے

آنکھ کھلتے ہی رُندھا جاتا ہے دل / صبح بھی ہم غمزدون کی شام ہے

پینے والون پر نہین کچھ اعتراض / وعظ کی مجلس مین مے بدنام ہے

یاس مین باقی جو ہے کچھ کچھ امید / زندگی شاید اسی کا نام ہے

وقت آخر ہے جو اُس زانو پہ سر / نزع کی تکلیف بھی آرام ہے

ہوگی اب ہنگامہ محشر کی سیر / آج اُس محفل مین اذن عام ہے

کچھ حقیقت سے رہا دب کر مجاز / طور سے نیچا بتون کا بام ہے

کسقدر بےچین ہے قالب مین روح / ایک طائر ہے کہ زیر دام ہے

مر کے ہم ٹھہرے وہان راحت پسند / اُٹھ نہین سکتا یہ وہ الزام ہے

خط مین کچھ ہے نامہ بر کہتا ہے کچھ / واہ کیا تحریر کیا پیغام ہے

عشق کی ہین کچھ نرالی بخششین / درد اِس سرکار کا انعام ہے

دیکھنے سے ہوگیا دل کو سرور / آنکھ ساقی کی چھلکتا جام ہے

دیکھ کر تم کو کسے غش آگیا / ایک ہنگامہ جو زیر بام ہے

نامہ بر بھی اُس طرف روتا گیا / ہاے کیا حسرت بھرا پیغام ہے

دل سے ہم مجبور وہ عصمت سے تنگ / دونون جانب ایک ہی الزام ہے

ہر گھڑی ہے موت کے پنجے مین جان / آشیان بلبل کا زیر دام ہے

جس سے ٹوٹی تھی مری توبہ حفیظ
اب تبرک وہ شکستہ جام ہے

کیا چیز ساتھ لائے ہین کوے حبیب سے / ہاتھ آگئی ہے درد کی دولت نصیب سے

روشن ہے آنکھ جلوہ روے حبیب سے / حسن ازل کو دیکھ چکی ہے قریب سے

جب یہ سمجھ چکے کہ نہین موت کا علاج
شہر ہی اُسکے دور سے جسکا ہوے ہین عش
بیکار ایک عمر سے ہوتی ہین گوشہ نشین
آئینے پر نگاہ جو کی دل تڑپ گیا
آتی نہین کسی کی شکایت زبان پر
نالے تو بے اثر تھے - گئی چپکی داد بھی
یاد آئین اُسکو دیکھ کے اپنی مصیبتین
مد نظر تو مجھ کو جلانے کی فکر ہے
ایمن ہو کوہ طور ہو کعبہ ہو عرش ہو
دل لے رہا ہے ہجر مین بھی وصل کے مزے
ہان کچھ تو التفات فقیرون کے حال پر
یہ کیا اُسی سے ایک زمانہ کو لاگ ہو
جس نے دیا ہے درد دوا اُسکے ہاتھ ہے
ملنے مین اجتناب ہے کھنچنے مین اتحاد
دنیا کے عاشقون سے ہے اپنا جدا میل جول

پھر اپنے دل کا حال کہین کیون طبیب سے
یہ آنکھ اُس کو دیکھ سکے گی قریب سے
مدت سے لڑ رہا ہون لڑائی نصیب سے
کیا ہو اگر وہ آنکھ ملائے رقیب سے
ہمکو اگر گلہ ہے تو اپنے نصیب سے
ضبط فغان بھی ہو نہ سکا عندلیب سے
روئے ہم آج خوب لپٹ کر رقیب سے
اس ضد مین نبھ رہی ہے ابھی تک رقیب سے
کوئی جگہ ہو شکل دکھاؤ قریب سے
باتین تمام شب ہین خیال حبیب سے
یون دور ہو نہ آنکھ بچا کر قریب سے
تمکو ذرا لگاؤ ہو جس خوش نصیب سے
یہ وہ مرض نہین کہ شفا ہو طبیب سے
بہتر ہے دور آپ کا رہنا قریب سے
پروانے سے جلن نہ کھٹک عندلیب سے

کیا جانے آج اُٹھ کے گیا کس طرف حفیظ
کیا اُس گلی مین دھوم تھی کل اس غریب سے

ہم سے کھنچکر غیر سے ملنے کی بھی اچھی کہی
پند کر ناصح ذرا موقع محل بھی دیکھکر

حُسن کے تلون سے لگی یہ انکھی اچھی کہی
فصل گل مین اور ترک میکشی اچھی کہی

کیون نہو در پردہ رکھنا دشمنون سے ساز باز
اور پھر مجھ سے بھی عہد دوستی اچھی کہی

آپ تنہا بام پر سوئین شب مہتاب مین
کس طرح کٹتی ہی میری زندگی اچھی کہی

تذکرہ غیرون کا ہم چپکے سنین چپ بھی ہو
ایسے موقع پر سکوت و خامشی اچھی کہی

مفت مین بدنام ہونا یہ بھی کوئی بات ہے
آپ سے صاحب سلامت دور کی اچھی کہی

واہ کیا پہچانتے ہو تم محبت کی نگاہ
میری آنکھون سے ہے اچھی آرسی اچھی کہی

اے حفیظ اس بات کے قائل ہین ارباب کمال
جس زمین مین جو غزل تو نے کہی اچھی کہی

کیا ہو امید وصل کہ اُن کا یہ حال ہے
ہر وقت اک فریب ہے فقرہ ہی چال ہے

وہ تمکنت سے چپ ہین ادھر یہ خیال ہے
خوش ہین کہ لاجواب ہمارا سوال ہے

پرسان ہو کون میرے دل داغدار کا
تربت کا یہ چراغ ہے مفلس کا مال ہے

ذکر شراب سنتے ہی آنکھین لہو ہوئین
کہیے جناب شیخ یہ غصہ حلال ہے

قاصد وہان پہونچتے ہی جم جائینگے قدم
اُسکی گلی سے پانوُن کا اُٹھانا محال ہے

کیا پوچھتے ہو ہوتے ہین کس طرح دن بسر
خود دیکھ لو چھپا تو نہین دل کا حال ہے

ناصح تری صلاح سے انکار تو نہین
مجبور ہون کہ وضع کا تھوڑا خیال ہے

دشمن کے ہو کے پرسش احوال سے غرض
کہنہ وہ رنجشین تھین یہ تازہ ملال ہے

بیٹھو برآمدہ مین کہ کمرے مین کیا غرض
اگلی سی تاک جھانک نہ اب دیکھ بھال ہے

رکھتا نہین ہے پاؤن کبھی جو زمین پر
اپنا اُسی کی چال سے دل پائمال ہے

کچھ پوچھیے نہ وادی وحشت کا ماجرا
مجنون کی سرگذشت مرے حسب حال ہے

تم سے جو چار روز بھی کوئی نباہ دے
بے شبہہ اُسکو جبر مین حاصل کمال ہے

سو بار کھا چکا ہون فریب وفا مگر
اک دشمن وفا کا ابھی تک خیال ہے

آنکھون مین اپنی خواب گذشتہ کا ہی خمار
روز فراق - وصل کی شب کا خیال ہے

لینی نہین ہے ضبط سے رسوائیون کی داد
اپنا سکوت باعثِ اخفاے حال ہے

کہتے ہین مجکو تیری محبت سے کیا ملا
ہر وقت یہ عجیب طرح کا سوال ہے

برہم سے اے حفیظ نہ کیون ربط خاص ہو
وہ آج شاعرون مین مرا ہمخیال ہے

زاہد کو رٹ لگی ہے شراب طہور کی
آیا ہے میکدے مین تو سوجھی ہی دور کی

ہر شعر مین تڑپ ہی طبیعت سے نور کی
دیوان مین جو غزل ہی وہ چوٹی ہی طور کی

واعظ سُنی سنائی ہے تعریف حور کی
کیونکہ یقین ہو کہ خبر ہے یہ دور کی

نالون سے میرے کیون نہ قیامت بپا ہوئی
کیا ایسی دردناک ہے آواز صور کی

پیر مغان کے ہاتھ سے ساغر جو مل گیا
باقی ہوس رہی نہ شراب طہور کی

بدلا کسی سے رشک کا لینا ہی حشر مین
اللہ ہے جو آنکھ پڑے مجھ پہ حور کی

دل مانگنے مین بھی نہ گئی شان تمکنت
وقت سوال بھی رہی چتون غرور کی

رکھا ہے اُسنے وعدۂ دیدار حشر پر
اچھی سزا ہوئی ہے دل ناصبور کی

دل کا طواف کیجیے کعبے کا ہے جو شوق
اِس راہ سے قریب مسافت ہے دور کی

اچھوتون کی خاک پا کو بھی حاصل فروغ ہے
موسیٰ کے ساتھ کھل گئی تقدیر طور کی

عیش گذشتہ ہجر مین بھولے تو کیا عجب
رہتی نہین خمار مین لذت سرور کی

اِس شہر کو حفیظ کیا ہم نے لکھنؤ
ٹکسال چڑھ گئی ہے زبان جونپور کی

خمسہ بر غزل خود

اثر کیونکر مرے نالون مین پیدا ہو نہین سکتا
کبھی باور نہ مجھے تیرا یہ کہنا ہو نہین سکتا
محبت مین نہو تاثیر ایسا ہو نہین سکتا
عبث کہتا ہی ناصح وصل اُسکا ہو نہین سکتا
بشر چاہے جو اے نادان تو کیا ہو نہین سکتا

فقیرون کیطرح ہم اُس گلی مین پھرتے ہین دن بھر
رہا کرتی ہی یونہین تو ن یکتا ک جھانک اکثر
زبان پر خیر کے کلمے نظر رہتی ہے سوے در
جہان چلمن اُٹھی اور آنکھ اپنی جا پڑی اُن پر
بجا ہے دیکھنے والون سے پردہ ہو نہین سکتا

ذرا سینے پہ رکھکر ہاتھ اپنے دل ہی سے پوچھو
بھلا ان باتون سے کیونکر مرے دلکو تسلی ہو
تمہین منصف بنو اچھا تمہین انصاف سے کہدو
زبان گر وصل کے اقرار پر دیتے ہو تم مجکو
مگر آنکھین کہے دیتی ہین ایسا ہو نہین سکتا

حسینون کی محبت کا چڑھا ہو جسکے سر پر جن
علاج اسکا اجی کرنیکو تو کرتے ہین سب لیکن
سمجھ لینا ہوے پورے اب اُسکے زندگی کے دن
دوا درد محبت کی نہین ممکن نہین ممکن
مسیحا سے ترا بیمار اچھا ہو نہین سکتا

اُٹھاؤ سر ملاؤ آنکھ صاحب ہوش مین آؤ
یہی موقع ہے اعجاز بیان کچھ اپنا دکھلاؤ
ادھر دیکھو سنبھالو دل کرو ضبط اب نہ گھبراؤ
حفیظ آئے ہین وہ باتین بنا کر انکو ٹھہراؤ
اجی شاعر تو ہو کیا تم سے اتنا ہو نہین سکتا

اشعار متفرقات

حشر مین گذرے جدھر آپ کی امت والے
اُنگلیان اُٹھین کہ وہ آتے ہین جنت والے

جو مدینے مین شب و روز رہا کرتے ہین
ہمسے پوچھو تو وہی لوگ ہین قسمت والے

پیشوا ان کو ملا آپ سا محبوب خدا
کیون نہ اترائے پھرین آپکی امت والے

عمر جو یثرب و بطحیٰ مین بسر کرتے ہین
اُنکی کیا بات ہے وہ لوگ ہین جنت والے

حبیب خدا ہے پیمبر ہمارا
بڑے اوج پر ہے مقدر ہمارا

حفیظ اہل دنیا سے کیا کام ہمکو
خداوند ہے بندہ پرور ہمارا

اپنی ہی ضد کی کہا ایک نہ مانا میرا
ہائے بیدردنے کچھ درد نہ جانا میرا

ہجر ساقی مین یہی خم ہے تمنائے شراب
کہین آنکھون سے ٹپک جائے نہ آنسو ہوکر

کیون مری لاش پہ آکر ہوئے انگشت نما
اور کچھ دیر طبیعت کو سنبھالا ہوتا

ہجر مین آس وصل کی بھی ہے
رنج کے ساتھ کچھ خوشی بھی ہے

جو چاہین لکھ لین کاتب اعمال شوق سے
کچھ دستخط مرے نہین فرد گناہ پر

بند طائر کوئی قفس مین نہ ہو
آدمی آدمی کے بس مین نہ ہو

میکدہ جان کے ہم مست ٹھہر جاتے ہین
جب نظر آتی ہے مسجد کوئی آباد کہین

دل لیکے بھی بوسے کی اجازت نہین دیتے
وہ مال بھی لیتے ہین تو قیمت نہین دیتے

گذرے گی کیا فراق مین اُس بدنصیب پر
جسکا شب وصال مین ہو بیقرار دل

کون یہ آیا جو دل کو ہو گیا صبر و قرار
کسطرف اے بیقراری آج تو جاتی رہی

ماہ و خورشید سے ہم آنکھ ملاتے بھی نہین
ایسے ویسے تو نگاہ مین سماتے بھی نہین

آئینہ دم بھر کو ادھر وہ تو ہے احسان اُن کا
بیخودی ہم تو کبھی آپ مین آتے بھی نہین

کیا مزہ ہجر مین ہے وصل کا وعدہ کرکے
وہ جو بھولے ہین تو ہم یاد دلاتے بھی نہین

یہ نئی طرح کی ہے شرم یہ پردہ ہے بنا
پھرتے انکھوںمین بھی ہین شکل دکھاتے بھی نہین

آپ ہی جب تو جلی جاتی ہے اپنی آگ مین
حال پروانون کا تجھ سے شمع محفل کیا کہین

گھٹا دینا محبت یون بڑھا کر توڑ دے دل کے
یہ طرفہ ظلم ہے ظالم نہ ملنا چار دن مل کے

دل مرا پھانسنے کو تم نے اُٹھا رکھا کچھ
اک نہ اک روز یہی کرتے رہے ٹوٹا جادو

راحت فزا حفیظ ہے ایذا ے لکھنو
لوٹا ہے رہزنون نے مجھے عیش باغ مین

یون ہی سہی جو مان لو تم میری بات کو
موقع نہین ہے دن کو تو آؤ نگار رات کو

سود و زیان سے عشق کے آگاہ ہے حفیظ
سُنکر گرہ مین باندھ لو تم اُسکی بات کو

ایک کی ہو کے کب رہی دنیا
ہے یہ ہرجائی اک زمانے کی

بھیجتے ہین وہ خط پہ خط بیرنگ
روز دستک ہے ایک آنے کی

ہے غفور الرحیم ذات تری
تیرے بندون کو آسرا یہ ہے

یہ وصل مین دھمکیان ہین اُن کی
اچھا اچھا ہمین ستاؤ

ملنا ہے اگر عدو سے تم کو
پہلے مجھے خاک مین ملاؤ

مجھے دیکھا تو شوخی سے یہ فقرہ تا زبان آیا
خدا کی مار ہو کمبخت تجھ پر تو کہان آیا

بیٹھو تو ذرا آکے مری بزم عزا مین
یہ رسم بھی کیا تم سے ادا ہو نہین سکتی

لو اُن سے آج ترک ملاقات ہوگئی
جس بات کا تھا خوف وہی بات ہوگئی

کس مُنھ سے کہون لذت بیداد کسی کی
ہوتی ہے شکایت دل ناشاد کسی کی

سُنتے ہین کہ کچھ بھیڑ سی ہے باب اثر پر
لڑتی نہ ہو تاثیر سے فریاد کسی کی

ایک ہی چلو مین زاہد آپ سے باہر ہوا
حال کیا ہوتا اگر تھوڑی سی پیتا اور بھی

بظاہر ہے حفیظ اک رند مشرب
مگر یہ شخص باطن مین ولی ہے

جائین نہ آسمان کی بیکار گردشین
مرے پہلو مین ٹھنڈی سانس دشمن کے لیے بھرنا
نہ ملین ہم سے وہ خوشی اُن کی
رات بھر جاگے نہین بزم عدو مین تم اگر
سخت مشکل آپڑی ہے وصل کیا آپ مین ہو
بے بسی کیا چیز ہے کہتے ہین کس کو بیکسی
غیر کی تم سے طبیعت پھر گئی
توبہ ہم نے کی تھی اے زاہد مگر
قربا ٹار گئے عطر کی بو پھیل گئی
روز پڑھ پڑھکے جو تکیے مین دھرے جاتے ہین
اُنکو ڈرا اپنے پرائے کا مجھے وضع کا پاس
چارہ ہمارے درد کا کیا چارہ گر کرے
بجا کہتے ہو سچ کہتے ہو ہان پھر بھی یہی کہنا
ذکر عدو پہ واہ جو مُنہ سے نکل گئی
چولی دامن کی طرح ساتھ رہا ہے تیرا
مجھے جہان سے یارب نہ روسیاہ اُٹھا
روتے ہین غمگسار کے غم مین
حوض کوثر پہ ترا کام ہے کیا اے زاہد
یہ کون کہے اور بھی دنیا مین حسین ہین

انداز تم دکھا دو اسے اپنی چال کے
یہ کیسا ظلم ہے ظالم ذرا انصاف تو کرنا
دیکھ لی ہم نے دوستی اُن کی
کیون جھکی پڑتی ہین آنکھین نیند کے ماتے ہو کیون
ہم پرائے دیس مین ہین تم پرائے بس مین ہو
پوچھیے اُس سے کہ دل جسکا کسیکے بس مین ہو
عقل زائل ہو گئی مت پھر گئی
دیکھ کر برسات نیت پھر گئی
راہ مین کھل گئے نامے جو وہان سے آئے
ہم بھی دیکھین تو یہ نامے ہین کہان سے آئے
خود مین کیون جانے لگا اور وہ بلا مین کیونکر
دل پر نظر کرے کہ جگر پر نظر کرے
جفا کی جسکو خو ہو وہ کسی پر مہربان کیون ہو
کیا مین نے اُسکی شان مین بٹا لگا دیا
تو ہی اے درد بتا مجکو ٹھکانا دل کا
اُٹھا تو اپنی کربھی سے بے گناہ اُٹھا
عمر کٹتی ہے دل کے ماتم مین
تجکو کمبخت نہ پینا نہ پلانا آئے
پھر اس سے کہ دعوی ہو جسے ایک سے ہین ہین

پھر اعتراض کیجیے ترتیب بزم پر
پہلے یہ دیکھیے کہ کسی مین حواس ہین

ہنگام نزع جی یہ خدا جانے کیا بنے
آؤ تو دیکھ لین کہ ابھی کچھ حواس ہین

یونہین نکال حسرت پابوس بعد مرگ
چل پھر کے تو لحد کو مری پائمال کر

ناواقفان فن سے ہین کوئی کد نہین
اُنکے لیے کلام خدا بھی سند نہین

دامن گلون کا باغ مین اُلجھا ہے خار سے
وہ کون سی جگہ ہے جہان نیک و بد نہین

جائینگے نہ خالی دل بیتاب کے نالے
مظلوم کی فریاد ہے بیکس کی دعا ہے

ہوس نہ پرواز کی مجھے کیا گرا ہون صیاد کی نظر سے
وہ طائر پر شکستہ ہون نہین جو اُڑ کے پہنچے نہ آشیان تک

میری باتون پر ذرا تو کان رکھ
دیکھ پھر کہتا ہون سُن اور دھیان رکھ

کیا ڈراتا ہے قہر سے واعظ
ایسی ویسی ہے اُسکی رحمت کیا

ہاتھ آتے کسی تدبیر سے آپ
مل گئے ہین مری تقدیر سے آپ

خلق مین لیلے کو رسوا کر گیا
قیس تھا بے شبہہ آوارہ مزاج

کیا ترے غصے کی چتون کیا محبت کی نگاہ
لوٹ جاتا ہے مرا دل ہر ادا کو دیکھ کر

منعم کی طرح کیجیے دنیا کا مال جمع
یارب نہون دماغ مین ایسے خیال جمع

بڑے خطر کی جگہ ہے یہ دنیا یہان پہ غفلت روا نہین ہے
ستم ہے سامان کوچ کرنے کہ یہ ٹھہرنے کی جا نہین ہے

نگاہ کم سے نہ سب کو دیکھو حفیظ کے قدردان بہت ہین
حقیر ہو کر وہ کیون رہیگا غلام تو آپ کا نہین ہے

مرے گناہ نہ دیکھ اے کریم تو یہ دیکھ
کیے پر اپنے مجھے انفعال کیسا ہے

ہمین بھی صورت شبنم چمن مین رہنا تھا
سحر کو کوچ تو شب کو مقام کر لیتے

دیتا ہے لطف وصل مین انکار اور بھی
آتا ہے اس ادا پہ مجھے پیار اور بھی

موسیٰ ہی تک رہا تمسے جلوے کا کیون ظہور
باقی ابھی ہین طالب دیدار اور بھی

سن سن کے تیری شان کریمی کے تذکرے
اترا رہے ہین تیرے گنہ گار اور بھی

کہتے ہین اے حفیظ جسے سہل ممتنع
وہ رنگ شاعری کا ہے دشوار اور بھی

عرضی بحضور سید محمد علی صاحب ڈسٹرکٹ و سشن جج جونپور

کرتا ہون عرض حال دعا و ادب کے ساتھ
قائم رکھے حضور کی اللہ افسری

مجھ ایسے دل گرفتہ و آفت رسیدہ کو
ہر گز کسی طرح نہین بھلتی اسیری

کوئی وظیفہ خوار نہ اہل دول ہون مین
ورثہ ہے خاندان کا فن سپہگری

بے بہرہ آج اس سے بھی ہون وائے رے نصیب
تلوار دیکھتا ہون تو ہوتی ہے تھرتھری

تھوڑی سی جو زمین کھنڈر کے ہے طور پر
دریا کا جوش کرتا ہے اسمین شناوری

واقع نشیب مین وہ اراضی ہے اس لیے
برسات مین تو رہتی ہے پانی ہی سے بھری

فصل ربیع ہوتی تو ہے قدرے قلیل کچھ
وہ بھی کبھی جو کرتی ہے تقدیر یاوری

علم و ہنر سے کوئی جو ہوتا مرا رفیق
کرتا وہ آج منزل مقصد کی رہبری

بالفرض علم ہو تو مڈل کی سند کہان
اسکے بغیر ساری لیاقت رہی دھری

یہ قید وہ لگی ہے کہ برسون اڑائی خاک
سرکار سے ملی نہ ٹکے کی بھی نوکری

طرہ یہ اس پہ اور کہ ہے کثرت عیال
کیا کیا سلوک روز ہی کرتی ہے بے زری

اب کیا کہون کہ ہوتے ہین کسطرح دن بسر
کچھ لوگ ہین جو گوہر مضمون کے جوہری

یہ تو نہین کہ ہے کسی قابل مری بھی نظم
احسان ہے جو کرتے ہین وہ ذرہ پروری

اکثر سفر کی رہتی ہے زحمت مجھے نصیب
آوارہ ہر طرف لیے پھرتی ہے شاعری

آیا کبھی وطن مین تو آرام کے عوض
لیتی ہے چھری جان کچہری کی حاضری

پیسہ نہو تو کیا ہو سواری کا بندوبست
پیدل چلون تو پاؤن پکڑتی ہے لاغری

دل ہین ہے اسکے ساتھ یہ کھٹکا لگا ہوا
ہو گی جو راستے مین کہین دیر اک ذری

جرمانہ ایسے جرم کی ہے لازمی سزا
منسوخ جس طرح کہ ہو حکم نادری

کرتا ہون چلد بعد مسافت یہ طے اگر
ہوش و حواس مین مرے پڑتی ہے ابتری

کیا ہو مقدمے کا خیال ایسے حال مین
سب عذر سے قوی ہے مرا عذر آخری

ہوتا ہے دن تو آپ کے اجلاس پر تمام
کیا پھر رزق شام کو ہو فکر سرسری

اب چاہتا ہون عدل عدالت کے سامنے
امید عفو کہتی ہے کہدو کھری کھری

مجھ فاقہ کش کو اپنی ہی فکرون سے کب نجات
منصب یہ اُنکے ہین کہ جنھین ہو تو انگری

سنیے بگوش حلم یہ عرضی حفیظ کی
انصاف کہہ رہا ہے اسے کیجیے بری

قطعہ در تہنیت غسل صحت عالیجناب سید محمد سعادتعلیخان صاحب مالک ریاست بیغمپور

اُڑی ہے آج خبر کس کے غسل صحت کی
دم مسیح کے باد سحر مین ہین آثار

ذرا بھی سوز درون آج اُسکے دل مین نہین
نہال باغ مین شادی سے ہو رہا ہی چنار

روش ہے صاف شجر سبز پھول پھل شاداب
سحر کا وقت ہے بادل ہی پڑ رہی ہی پھوار

لٹا رہا ہے زر گل کہین تو شاہد گل
نثار کرتی ہے شبنم کہین دُر شہوار

چہل پہل کا جو سامان یہ نظر آیا
کیا نسیم سے مین نے بھی حال استفسار

کھلی یہ بات جو ہے جان زینت مجلس
ہمارے اوج سعادت رئیس خوش اطوار

چلا ہے بزم مین جام آج اُسکی صحت کا
اُسی کے نشے مین چھوٹے بڑے ہین سب سرشار

عزیز شاد ہین بشاش ہین انیس و جلیس
کچھ آج اور سے ہے اور رونق دربار

فضول مدح سرائی نہین مرا شیوہ
خدا گواہ خوشامد نہین ہے اپنا شعار

بُرا نہ اُسکو کہون گا کبھی جو اچھا ہے
وہ بات سو مین کہون ہی جو واجب الاظہار

کسی غرض سے نہین یہ مری ثنا ہرگز
کسی کی بخشش و انعام سے نہین سروکار

کیا ہے سیر مجھے دولت قناعت نے
مری نگاہ مین یکسان ہین مفلس و زردار

یہ جانتا ہون کہ جھکنے مین ہے سرفرازی
کھچا ہون پھر بھی کہ آخر ہون تیغ جوہردار

سمجھ چکا ہون زمانے کے اونچ نیچ کو خوب
اگر غرور کو پستی تو عجز کو ہے وقار

بنا لیا ہے عنایت نے آپ کی بندہ
وفا یہ کہتی ہے سر کیجیے قدم پہ نثار

یہ مجھ سے بندۂ ناچیز پر کرم کی نگاہ
نوازشون کی کوئی حد نہ لطف کا ہے شمار

کیا ہے دل کو مسخر بس انتہا یہ ہے
ہزار جی سے ترے خُلق کا ہون شکرگزار

زبان مدح یہان لال ہے کہ خود ممدوح
ہے ایک شاعر رنگین نوا طبیعت دار

حفیظ اب ہے مناسب دعا پہ ختم سخن
پسند آئینگے کس کو یہ تیرے پست اشعار

الٰہی اور ترقی ہو عمر و دولت کی
الٰہی اور بڑھے شان عز و جاہ و وقار

قطعہ تاریخ عطائی خلعت و تیغ جناب راجہ کھیرا صاحب بہادر از جانب سرکار انگلشیہ کو

راجہ صاحب کو جب ملا خلعت
بڑھ گئی اور شان عزت و جاہ

جو تمنا تھی آپ کے دل کی
آج پوری ہوئی وہ خاطر خواہ

مصرع سال ہے یہ صاف حفیظ
تیغ کیا برق دم ملی ہے واہ
سنہ ۱۸۹۴ء

قصائد

بھری برسات مین ساقی سے ہوئی کیا ان بن
دیکھکر ابر سیہ آنکھو نمین بھر آئے اشک
خار کی طرح کھٹکتی ہے بہار آنکھون مین
نغمے بلبل کے لگاتے ہین جگر پر ناوک
دیکھ کر سبزۂ نو خاستہ دل ٹوٹ گیا
جی جو افسردہ ہے گلزار ہے آتش خانہ
مجکو صحرا کے بگولون کا گمان ہوتا ہے
شور ماتم ہے یہ آواز پپیہون کی نہین
اک طرف سکتے کے عالم مین کھڑی ہی نرگس
دل دھڑکتا ہے کہین کوندکے بجلی نہ گرے
چار پھولون کا بھی دیکھا جو کسی جا جھرمٹ
دیکھکر مجکو سراسیمہ و غمگین یکسر
سرو نے دور سے انگلی کے اشارے سے کہا
دیکھ کر تجھ کو مگر حال پریشان ہے مرا
سُن کے اس بات کو پہلے تو مین خاموش رہا
ہاتھ سینے پہ جو رکھا تو کلیجا ٹھہرا
پھر کہا مین نے کہ کیا کیجیے قسمت کا گلہ
وحشت انگیز ہے قصہ مرا طولانی ہے
مین بھی گلزار مین برسات بسر کرتا تھا

چھا گئی غم کی گھٹا دل پہ جو برسا ساون
آئی جب ٹھنڈی ہوا بڑھ گئی سینے کی جلن
لیکے جاتی ہے جو وحشت کبھی سوئے گلشن
زخم خندہ کیطرح ہنستے ہین گلہائے چمن
آگئی یاد کسی دھانی دوپٹے کی پھبن
پھوٹی نظرون نہین بھاتی ہی بہار گلشن
رقص کرتے ہوئے پھرتے ہین جو طاؤس چمن
کوک کوئل کی سمجھتا ہون صدائے شیون
اک طرف فکر مین خاموش پڑی ہی سوسن
کہہ دو مطرب سے کہ اسوقت نہ گائے ساون
آنکھ مین پھرنے لگی صحبت احباب وطن
ہو گئے مضطرب الحال ہوا خواہ چمن
گرچہ اس باغ مین مجکو نہین یارائے سخن
ہائے کس غم مین ہے تصویر الم تو ہمہ تن
جوش گریہ سے کسی طرح نہ کھلتا تھا دہن
لب کو جنبش ہوئی دل کی جو تھمی کچھ دھڑکن
اگلی باتون سے اُبھرتا ہے مرا زخم کہن
مختصر ہو کے بھی ہے دفتر صد رنج و محن
ہان کبھی میرے بھی سر مین تھی ہوائے گلشن

آجتک آنکھون مین پھرتا ہے وہ دیکھا ہے سمان
کان بجتے ہین ابھی تک وہ سُنا ہے ساون

اک حسین میرے بھی پہلو مین رہا کرتا تھا
ہائے غارتگرِ دین اسکی ادا توبہ شکن

بے پیے آٹھ پہر جوش جوانی کا سرور
بزم و خلوت مین صراحی کی طرح قہقہہ زن

ساتھ شوخی کے وہ کچھ شرم بھی کچھ تمکین بھی
بات کرنے کا وہ انداز جھکا کر گردن

دل تڑپتا ہے کلیجے پہ چھری چلتی ہے
یاد آتی ہے جب اُسکی وہ نوکیلی چتون

چاک رکھتا ہون گریبان کہ ابھی دھیان مین ہے
اونچی چولی کی پھبن اور وہ نیچا دامن

ننگ زینت تھی اُسے ہائے نفاست اُسکی
بھول کر بھی کبھی زیور نہ کیے زیب بدن

بات پیدا وہ بناوٹ مین کہان ہوتی ہے
اور ہی کچھ ہے جسے کہتے ہین بیساختہ پن

محفل عیش مین ۔ چلتا تھا جو دورِ ساغر
روز ہی ہوتے تھے دو چار نئے توبہ شکن

بہ منگ جب نشہ کے بڑھتے تھے تو تھرّاتا تھا
باہین ہوتی تھین کسی کی تو کسی کی گردن

رات دن اپنی اسی طرح بسر ہوتی تھی
جل مرا دیکھ کے یہ عیش و طرب چرخ کہن

تفرقہ ۔ تفرقہ انداز نے ڈالا ایسا
جو دلی دوست تھے اپنے ہوئے جانی دشمن

بار اُٹھا جب نہ مرے خرچ کا کھسکی دولت
جاتے ہی اسکے پھر اقبال نے بدلی چتون

پھر تو ہونے لگا ہر ایک کا برتا دُنیا
دور رہنے لگے مجھ سے مرے احباب وطن

رفتہ رفتہ ہوئی صحبت ہی وہ برہم درہم
دیکھتے دیکھتے بدلا یہ زمانے کا چلن

یہ تو سب کچھ ہوا لیکن یہ رہا وضع کا پاس
ہاتھ سے اپنے قناعت کا نہ چھوٹا دامن

سالہا سال رہی قرض کی مے پر اوقات
یون بھی جب نبھ نہ سکی ہوگئے آوارہ وطن

کام آتا ہے کہان کوئی بجز ناکامی
یعنی اس دور مین باقی نہ رہی قدر سخن

کون ہے دست طلب جاکے کہان پھیلائین
کس کے در پر کوئی اب جاکے پسارے دامن

جائے انصاف ہے یہ وقت پڑا ہو جس پر — کیون غم و یاس کی تصویر نہ ہو وہ ہمہ تن

مین نے جب لہجۂ پُر درد مین تقریر یہ کی — ہو گئے حُسن کے پریشان جوانان چمن

داغ لالے کے جگر کا اُبھر آیا کچھ اور — پڑ گئے نیل یہ منھ پیٹ کے روئی سوسن

کف افسوس ہر اک برگ شجر ملنے لگا — غم سے پھولون نے بھی چاک اپنے کیے پیراہن

بڑھ گئی اور بھی نرگس کی پریشان نظری — سرو استادہ ہوا جھاڑ کے اپنا دامن

شاخ گل سُنتے ہی اس حال کو سر دھننے لگی — بید لرزان ہوا تھرا گئے ہر اک نخل چمن

باغ مین چار طرف نغمۂ بلبل کے عوض — پتے پتے کی زبان پر تھی صدائے شیون

باغبان دیکھ کے یہ حال پریشان ہوا — کہ کہین مفت نہ برباد ہو آباد چمن

پاس آکر مرے اس طرح کیا اُسنے خطاب — اک ذرا میری طرف دیکھیے اے مشفق من

گوشۂ باغ مین دل تھام کے مین نے بھی سُنا — آپ جو کچھ کہ بیان کر گئے احوال محن

ناموافق ہی رہا ہے یہ زمانہ اُس سے — جتنے گذرے ہین غرض اہل قلم اہل سخن

حق بجانب ہے اگر شاکیٔ غربت ہین آپ — اہل جوہر سے ہمیشہ یہ چھوڑاتا ہے وطن

شرط ہمت یہ ہی۔ جو سر یہ فلک ٹوٹ پڑے — ہاتھ سے صبر و قناعت کے نہ چھوٹے دامن

کون کہتا ہے کہ دنیا مین نہین قدر کمال — کون کہتا ہے کہ باقی نہین اب قدر سخن

آج مانا کہ نگاہو نمین یہ ہی خوار و ذلیل — سب پر آئینہ ہے ممتاز کبھی تھا یہ فن

لاکھ عسرت ہو مگر چاہیے شاہانہ مزاج — غم ہے کیا جب ترے قبضے مین ہی اقلیم سخن

یہ کوئی بات ہے سامع کے نہو دل پر اثر — ہان مگر شعر مین درکار ہے بیساختہ پن

آ مرے ساتھ دکھاؤن مین تجھے اک دربار — چل مرے ساتھ اُٹھانا ہی اگر لطف سخن

مین نے سُنتے ہی یہ مژدہ وہ کہا اک مطلع — جسکو پڑھتے ہی چڑھا نشۂ صہبائے سخن

مطلع

آ ادھر ساقی مستانہ ادا توبہ شکن | دے مجھے ڈھال کے ساغر مین مئے کہن
شرم رکھنا مری مستی کی ذرا وقت خمار | کہ ترے نام سے کرتا ہون مین آغاز سخن
جادۂ نظم سے نشہ مین قدم ڈگنے نہ پائے | تجکو معلوم ہے جیسا کہ یہ ہے نازک فن
لطف و خوبی سے مری نظم مرصع ہو جائے | جیسے آراستہ پیراستہ اک تازہ دلھن
دیکھکر آب سخن عارض خوبان فق ہو | سادہ اک شعر جو پڑھ دون تو اُڑے رنگ چمن
ہون بندھ اس طرح کے بیچین تڑپتے اشعار | شوخ معشوق کی جس طرح نوکیلی چتون
سخن نو کا مرے ہو یہ جہان مین شہرہ | سب کی نظرون سے اُتر جائین مضامین کہن
وہ تر و تازہ ہو گلہائے مضامین کا باغ | سامنے جسکے ہو بے رنگ بہار گلشن
زاغ بھی کھائے جو اس باغ کی دو روز ہوا | پھر وہ برسون رہے بلبل کی طرح چہچہہ زن
ڈال کر منھ سے لہو رنج حسد سے مر جائے | ہو یہ مجروح مری تیغ زبان سے دشمن
سخن نو کی مری دھاک بندھے عالم مین | منھ مرے سامنے کھولین نہ فصیحان زمن
اور کیا اہل قلم تک مرا لوہا مانین | یون کہین اہل سخن ہے یہ سخن مستحسن
جھوم کر وجد مین جب مدح کے اشعار پڑھون | بلبل قدس کے لب پر بھی ہو احسن احسن
سُن لے سُن لے مری ہر ایک کی سُننے والے | بھر دے بھر دے گل مقصود سے میرا دامن
تا بکے اے دل آشفتہ بیان یہ تمہید | آمدم بر سر مطلب کہ نہ ہو طول سخن

قطعہ

وصف اُس کان ریاست کا ہے منظور نظر | جسکو خالق نے کیا جود و عطا کا مخزن
روز افزون رہے دولت کو ترقی اُس کے | لعل و الماس کی بڑھتی رہے جبتک معدن

اور مشہور زمانہ ہو عطا کا شہرہ
اور حاتم کی طرح نام ہو اُس کا روشن

امتحان فہم و فراست کا اگر ہو جاے
اہل ادراک کہین اسکو فلاطون زمن

بیٹھے صحبت مین جو نادان تو دانا ہو جاے
تیز ہو عقل کرے بات جو اُس سے کو دن

ہے وہ تقریر مسلسل جسے مانین حکام
بحث مین اسکے کچھ اس طرح کا ہے میٹھاپن

سنکے دشمن جسے لب چاٹ کے رہجاے خموش
تاب کیا ہے کوئی تردید مین کھولے جو دہن

ہر گھڑی نوک زبان ہے جو اصول منطق
بات بڑھجاے جو ہو جاے اُسے پاس سخن

اِس لیاقت پہ یہ اِخلاق زہے شان کرم
اِس ریاست پہ یہ الطاف زہے مستحسن

قطعہ

سر نگون دیکھ کے کوٹھی کی بلندی جو ہوا
پھر فلک نے کبھی اپنی نہ اُٹھائی گردن

تیرے کمرے سے چھپے کیون مکان جنت کا
یہ عمارت ہے نئی اور وہ ہے قصر کہن

اِس کے اسباب نئے قطعہ نئی طرز نئی
خلد کی کہنہ عمارت کے پُرانے فیشن

قابل دید ہے گملون کے درختون کی بہار
انکی پتی کی وہ سبزی وہ گلون کا جوبن

خانہ باغ ہے کوٹھی کے جو ہر چار طرف
جس طرف دیکھیے پھولا ہے تر و تازہ چمن

یہ کنوان ہے کہ کوئی چھوٹی ہی کوثر کی سوت
یا کوئی حور بہشتی کا ہے یہ چاہ ذقن

باغ کی آنکھ کا تارا ہے کہ تالاب یہ ہے
یا ہوا چشمۂ خورشید زمین پر روشن

چھوٹتا رہتا ہے فوارہ ہمیشہ اک طرح
یعنی اس باغ مین ہے بارہ مہینے ساون

قطعہ

تیرے اصطبل مین بھی ابلق ایام کی طرح
جوڑیان فرد تو بے مثل ہو اک اک توسن

چال وہ چال کہ پریان بھی قدم لین جھک کر
دیکھے گھونگھٹ کی جو نوٹ کو تو شرماے دلہن

بال بھنوری سے صفا کان کنوتی کے درست
اُٹھکے سینون کی وہ چوڑان وہ اونچی گردن

قطعہ

گاڑیان دیکھ کے حور اپنا چھپر کھٹ بھولے
ساخت انگلش کی ہے کوئی تو کوئی امریکن

مختصر یہ ہے کہ ہر چیز مین لاکھون جدّت
ساز و سامان ہین اچھوتے تو نرالا فیشن

خوب ہی مجکو بھی سوجھی یہ انوکھی تشبیہ
دونون گھوڑے ہین پری تخت روان ہی یہ فٹن

اِس سے سو گونہ تجھے اور خدا دے سامان
اے رئیس اُٹرپسا مولوی محبوب حسن

اک ترے دم سے ہون وابستہ ہزارون جانین
اور بھی تیرے کرم کا ہو کشادہ دامن

تیری تعریف لبون پر ہو اسی طرح مدام
مُنھ مین جبتک ہے زبان اور زبان پر ہے سخن

آج عالم مین چمک جائے حفیظ مداح
ہو ترا نیّر اقبال جو پرتو افگن

دیکھیے جس سمت چھایا ہی خوشی کا اک سمان
دن زمانے کے پھرے بدلا نظام آسمان

ہے طلسمی باغ یا کوٹھی کی آرائش کا حُسن
ہر در و دیوار اک پھولا پھلا ہے بوستان

شامیانہ ہے کہ چھایا سر پہ ہے ابر بہار
نصب خیمے ہین کہ برج نور مین ہین میہمان

جھاڑ ہانڈی کی ضیا سے ماند تنویر قمر
جس کنول کو دیکھیے ہے مثل انجم ضوفشان

ہین وہ گلدستے کہ نظارے سے آنکھین ہون خنک
تازگی وہ جس سے شرمائے بہار گلستان

خاک کا اب ذرہ ذرہ روکش خورشید ہے
رونق سطح زمین سے دب گیا ہی آسمان

اے زمین ہے آج تیرے بخت کا اختر بلند
اے فلک بالیدہ ہو کر تو پہونچ تا لامکان

ہر شبستان مین ادھر روشن چراغ حُسن ہے
خیمے خیمے مین اُدھر شمع ضیاء مہ رخان

ایک کے لب پر تبسم قہقہون سے چار مست ❊ ہے خوشی سے خندہ زن مانند گل جو ہی جہان

ہر طرف اک دھوم ہے شور مبارکباد کی ❊ نغمہ سنج تہنیت ہر ساز ہے مثل زبان

نام سے مہدی حسن خان کے نہین آگاہ کون ❊ یک زبان ہے خلق تھا وہ شخص فخر خاندان

اُسکا کیا کہنا شگوفہ ہو جو ایسے باغ کا ❊ بڑھتی ہون دست عطا کیطرح جسکی ڈالیان

خویش ہین انکے سعادت تو ظفر لخت جگر ❊ دل کی ٹھنڈک دونون دونون آنکھونکی ہین پتلیان

گلشن شاداب کے ہین بوٹے بوٹے خوشگوار ❊ کوئی ہے شمشاد قد تو کوئی ہے سرو روان

رشک دہ گلشن ہے اک اک پھول اس گلزار کا ❊ دور ہی یارب رہے اس باغ سے دور خزان

یون تو سب چھوٹے بڑے اس گھر کے با اخلاق ہین ❊ لیکن اک ذات سعادت مین ہین بیحد خوبیان

آپ ہی کے ہاتھ مین ہی آج اس شادی کا نظم ❊ آپ ہی کے انتظام حسن کا ہے یہ سمان

کون ہے اب آج ایسا صاحب جود و عطا ❊ حوصلہ قیصر کا ہے حاتم کی ہین فیاضیان

اسقدر داد و دہش کا ہے کہان بازار گرم ❊ کون ہے ایسا سخی اب آج زیر آسمان

واہ رے زندہ دلی ہر رنگ مین ہونا شریک ❊ پیر کی صحبت مین بوڑھے نوجوانون مین جوان

آپکے ہو دم قدم کی روشنی جس بزم مین ❊ کیون نہ پھر ہو یہ اولو العزمی بحال میہمان

میزبان کو دیکھیے یا میہمان کو دیکھیے ❊ ایک سے اک ایک کے اعزاز کی ہے عز و شان

زر کہان ہی جو نچھاور کیجیے نوشاہ پر ❊ ہان مگر اللہ نے مجکو کیا سحر البیان

اسے زہے عزت جو اہل بزم کو آئے پسند ❊ مین گل مضمون کی لایا ہون اگا کر ڈالیان

دونون بھائی کا رہے سر سبز باغ آرزو
اور یہ پھولین پھلین یا خالق کون و مکان

غسل صحت ہے مرے سرکار کا — آج نکھرا رنگ پھر دربار کا
حُسن پھر اب مائل تزئین ہوا — بخت چمکا آئینہ بردار کا
کچھ نرالی آج ہے ترتیب بزم — اک تماشہ ہے سمان حضار کا
یہ خوشی اتنی خوشی ایسی خوشی — غم غلط ہے آج ہر غمخوار کا
قہقہون پر قہقہے ایسے کہان — نام ہی ہے قہقہہ دیوار کا
گونج اُٹھی نغمون سے محفل دیکھنا — ایک جادو ہے گلالے دار کا
رقص کیا تیلی نظر مین پھر گئی — نقش باطل ہے یہان پرکار کا
جس طرف دیکھو کھلا ہی باغ حُسن — بزم کیا تختہ ہے اک گلزار کا
ہو اگر اس جشن مین آکر شریک — دور ہو دکھ نرگس بیمار کا
اب کسے پرہیز کی طاقت حفیظ — دل ہی پیاسا شربت دیدار کا
محو یون ہین چھوڑ کر سب کو یہان — راستہ لے خانہ خمار کا
آج ہے پینے پلانے کا مزہ — ہان یہی موقع تو ہے ایثار کا
میکشون کا غول لیکر اپنے ساتھ — گیند اُچھال اب شیخ کی دستار کا
خوب درگت آج اسکی کیجیے — ایک ہی دشمن ہے یہ میخوار کا
سب کو دوزخ مین گھسیٹے دیتا ہی یہ — منحرف ہے رحمت غفار کا
کھینچئے گدی سے واعظ کی زبان — عیب پوشی حکم ہے ستار کا
خلق اُسی نے تو کیے ہین نیک و بد — ایک ہی جلوہ ہے نور و نار کا
پھر جو میدان ستائش آگیا — رنگ بدلا خامے کی رفتار کا
ہو رہی ہے پھر دعاؤن پر دعا — حُسن دیکھو لفظ کے تکرار کا

عمر و دولت کی ترقی ہو مدام
دبدبا بڑھتا رہے دربار کا

رات دن ہو عیش و عشرت مین بسر
روز و شب عالم رہے تیوہار کا

پھر حسینون سے ہو پیدا رسم و راہ
سلسلہ جاری ہو پھر اب پیار کا

ہان بڑھے اُس چیز پر پھر دست شوق
پھر مزہ دے ٹوٹ جانا ہار کا

ہو مبارک آج شوق و خیر کو
لوٹ لینا دولت دیدار کا

حاضر دربار کو مژدہ یہ ہو
آج دن ہے بخشش سرکار کا

دور سے ہم بھی دعا مین ہین شریک
حق رہے مد نظر حقدار کا

دھوم ہو داد و دہش کی دھوم ہو
ممسکون کو رشک ہو ایثار کا

موتیون سے منھ بھرے تو کیا عجب
مدح خوان ہون اک طبیعتدار کا

پھر وہی ہو صحبت شعر و سخن
پھر صلہ مجھ کو ملے اشعار کا

پھر اُٹھے دست دعا پھر یہ کہون
بول بالا ہو مرے سرکار کا

قطعات

حفیظ اب کے ہے جمعہ و عید باہم
یہ روز سعید اے سخندان مبارک

مبارک تمہین حاجیو حج اکبر
یہ دورہ تجھے چرخ دوران مبارک

گلستان کو فصل بہاری کا موسم
ہمین جام زاہد کو ایمان مبارک

نوید خوشی دے رہا ہے یہ ہاتف
کہ اے عاشقو وصل جانان مبارک

سر خستہ حالان کو سودائے کاکل
رہے وحشیون کو بیابان مبارک

امیرون کو دولت سے ہو کامیابی
فقیرون کو روزی کا سامان مبارک

پیو پینے والو شراب محبت
سرور دل و راحت جان مبارک

نگاہون کو دیدار حسن دل آرا
دل عاشقان کو ہو ارمان مبارک

دوا لیکے تاثیر خود آرہی ہے
مریضان الفت کو درمان مبارک

گلون کو چمن بلبلون کو ترانہ
غزل کہنے والون کو دیوان مبارک

کدھر ہے صبا آ ادھر بھی تو دم بھر
شمیم گل و بوے ریحان مبارک

حفیظ سخن سنج کی یہ دعا ہے
کہ ہو اے ظفر عید قربان مبارک

کی سیر جو کل عالم تصویر کی مین نے
اللہ کی قدرت کا نظر آیا تماشا

کچھ صنعتین ایسی تھین کہ بس دیکھ کے جنکو
حیران ہو بہزاد تو مانی کو ہو سکتا

وہ دیکھو دھ مہدی حسن خان کی ہے تصویر
جو لطف مجسم تھے جو اخلاق سراپا

اب نام بتاے کوئی کس کس کا کہانتک
خاصہ کوئی البم ہے کہ یہ نیچ کا کمرا

ہان صدر کی تصویر کی کہتی ہے وجاہت
نقشا ہے سعادت علی اقبال نشان کا

فوٹو جو لیے اپنے تاریخ یہ سوجھی
تصویرین بھی نادر ہین مصور بھی ہے یکتا

سر پر ہے قلم کے نور کا تاج
لکھنے جو چلا ہے حال معراج

ہر حرف کی عرش پہ ہے کرسی
معراج سے ہے حسن معنوی کی

اچھی ہے یہ حمد و نعت کی حد
احمد مین احد احد مین احمد

اصحاب کا خاص مرتبا ہے
ایک ایک بزرگ پیشوا ہے

اب سنیے یہ التجا ہماری
ہان ہفتم و بست کو ہے رجبی

منشی کا ہے مدرسہ جو مشہور
دو شب ہے وہان بیان منظور

تشریف ضرور لائیے آپ
مابعد عشا کے آئیے آپ

آنکھون کو بچھائے ہے سر راہ
خواہان کرم ہدایت اللہ

سعادت علیخان والا کو یا رب
ہو عید الضحیٰ کی مسرت مبارک

یہ روز سعید انکو پیش آئے دن دن
یہ ہو جاہ و اقبال و دولت مبارک

زمانہ ہو حلقہ بگوشون مین داخل
ریاست مبارک حکومت مبارک

لگائین گلے ان کو خوبان عالم
حسینون کو ہو انکی چاہت مبارک

چلے بادۂ عیش کا دور پیہم
بغل مین ہو اک حور طلعت مبارک

کسی کا کسی سے بہم عید ملنا
مبارک مبارک نہایت مبارک

جوانی کا یون ہی رہے دور دورہ
مبارک ہو یہ حسن و صورت مبارک

مزہ ہے اسی سن مین وارفتگی کا
کہ ہے فصل گل تا بہ وحشت مبارک

کسی کا تصور رہے چشم و دل مین
محبت مبارک محبت مبارک

یہی اک ترانہ ہو اس انجمن کا
مبارک سلامت سلامت مبارک

مبارک تجھے خوگر عفو ہونا
عدو کو ہو شکوہ شکایت مبارک

کھلین ڈو یہ نو باغہاے مضامین
مبارک ہو رنگ طبیعت مبارک

زمانہ کہے شیر دل شیر افگن
یہ طاقت یہ جرات یہ ہمت مبارک

زہے رعب - ہے آب شیرون کا زہرہ
دلیری مبارک شجاعت مبارک

یون ہی در یہ ہو مجمع اہل حاجت
مرے دین داتا سخاوت مبارک

بتون کی محبت ہو یاد خدا ہو
مبارک مجاز و حقیقت مبارک

بہت رہ چکے محفل میکشی مین
بس اب پارساؤنکی صحبت مبارک

جھکے اب نہ یہ سر کسی بت کے در پر
مگر اک خدا کی عبادت مبارک

مبارک ہو کعبے مدینے کا جانا
مبارک ہو حج و زیارت مبارک

حفیظ ایک کیا - مدح خوان ہو خدائی
سعادت کو ہو یہ سعادت مبارک

جناب سعادت علیخان کو یارب
مبارک ہو یہ عید اضحا مبارک

رئیسانہ شوکت کا ہو بول بالا
یہ اقبال یہ دور دورا مبارک

لباس شہانہ کی کہتی ہے زینت
یہ جوڑا مبارک یہ جاما مبارک

مبارک شب و روز ہو عیش و عشرت
یہ صحبت یہ محفل یہ جلسا مبارک

سمان آج کا دوسری عید تک ہو
یہ ہو عید قربان کا بیرا مبارک

حسینون کے جھرمٹ مین گذرے جوانی
گلے حسن والون سے ملنا مبارک

یہ آنکھین مزے حسن خوبان کے لوٹین
نگاہون کو ہو یہ تماشا مبارک

یہی دن یہی سن ہین کھل کھیلنے کے
یہ عیش و طرب کا زمانا مبارک

عروس خوشی سے رہے ہمکناری — مبارک دولہن کو یہ دولہا مبارک
بسر عمر ہو حُسن کی دیویون مین — حسینون پہ ہو دل کا آنا مبارک
مبارک اُن آنکھون کا متوالا ہونا — مبارک یہ ہو جام صہبا مبارک
نگاہون کو ہو اچھی صورت کا لپکا — محبت کا دل کو تقاضا مبارک
رخ و زلف کا روز و شب ہو نظارہ — مبارک ہو یہ جوش سودا مبارک
کرین آپ محراب ابرو مین سجدہ — رہے اہل کعبہ کو کعبا مبارک
خدا کی ہو طاعت پرستش بتون کی — مبارک تمھین دین و دنیا مبارک
کسے آج پینے پلانے سے فرصت — تمھین زاہد و ہو دوگانا مبارک
مجھے کام ہے آپکی اب عطا سے — زمانے کا حاتم کو شہرا مبارک
یہ در اور ہو مجمع اہل حاجت — یہ بخشش ہوا ے دین داتا مبارک
ادھر سے دعا ہو اُدھر سے عطا ہو — یہ لینا مبارک یہ دینا مبارک

حفیظ اس کو کہیے نوید مسرت
کہا آپ نے قطعہ ایسا مبارک

رشک مجکو کیون کسی شاعر کی ہو تقدیر پر — کیا کسی سے کم مرے آقا کی ہے جود و عطا
جو ملازم ہین وہ مالا مال ہین خوشحال ہین — ہے در دولت کا سایہ سایہ ظل ہما
جل کے مُمسک کہتے ہین مُصرف یہ ہے دینے کی حد — آپکے در سے کبھی پھرتا نہین خالی گدا
کچھ دنون یونہی رہی داد و دہش تو دیکھنا — جان سے لے گی خلق اپنا آپکو حاجت روا
قصۂ ماضی کا دُھرانا ہے اک طول امل — سنیے اک تازہ حکایت ایک طرفہ تذکرا

حسب عادت شام کو تھے رونقِ محفل حضور
داہین باہین ہر دو جانب تھا مصاحب کا پرا

اتفاقاً میری جانب پھر گئی چشمِ کرم
پھر تو یون سمجھو کہ تھا اک جوش زن بحرِ سخا

سچ ہی مُنھ مانگی مرادین یون کسیکو کب ملین
پہلے رخصت دی پھر اُسکے بعد کی نقدی عطا

شوق کی چیزون کے آگے مال و زر کی اصل کیا
جانِ بخشش یہ ہوئی بخشا مجھے کاکاتوآ

اور بھی طائر دیے ایسے کہ جو کمیاب ہین
مست رکھتی ہے شب و روز اُنکے نغمونکی صدا

اس عنایت اس کرم اس بخشش شاہانہ پر
ہر بُن موسے مُرے ہر دم نکلتی ہے دعا

یاالٰہی تاابد قائم رہین آقا مرے
یاالٰہی ہر دلی مقصد ہو پورا آپ کا

کوئی چھینٹا اِس طرف بھی آج ای ابر کرم
غنچے چٹکین گل کھلین باغ سعادت ہو ہرا

بھر دے تو آغوش بیگم کا گل مقصود سے
اے چمن آرا ے عالم مالکِ ارض و سما

شور آمین گونج اُٹھا مین نے کہا جب اے حفیظ
یہ دعا مقبول ہو یارب برائے مصطفا

آئی ہے حفیظ عید قربان
یعنی ہے یہ دن ہنسی خوشی کا

ہر سمت عجب چہل پہل ہے
ڈوبی ہوئی رنگ مین ہے دنیا

سب پہنے لباس پر تکلف
جاتے ہین پڑھنے کو دوگانا

شوکت اسلام کی ہے ظاہر
تکبیر کا ہے بلند نعرا

یہ تو ہے اِدھر اُدھر کا منظر
دربار کا اب دکھاؤن نقشا

جوڑی برساتی مین لگی ہے
اسوقت کا سین ہے نرالا

سرکار محل سے باہر آئے
مجرے کو سبھون نے سر جھکایا

پُر زیب ہے کیا لباس زرین — اللہ رے آپ کا سراپا
ٹوپی ہے کہ سر پہ تاج زر ہے — چہرہ ہے گلاب چاند ماتھا
صورت سے عیان ہی شان و شوکت — اقبال کا ہے بلند تارا

کیا خوب بھرے بھرے ہین بازو — یہ گول کمر یہ سینہ چوڑا
آنکھین ہین نشیلی کس غضب کی — موزون ہے کیا ہی قد میانا
معشوق فریبیون کی گھاتین — ہوتی ہین ادا ادا سے پیدا

جرأت کے کچھ اور ہی ہین انداز — تیور پہ دھرا ہوا ہے غصا
لیکن ہے کرم کی شان غالب — ذرون کا بھی ہی نصیب چمکا
اخلاق کی کوئی حد نہین ہے — الطاف کا رنگ ہے ہویدا

لو آپ چلے نماز پڑھنے — خوشبو سے مہک رہا ہے رستا
کس شان سے جا رہی ہی جوڑی — اُڑتا ہے ہوا پہ گل کا تختا
داخل ہوے عیدگاہ مین آپ — پھر پڑھ کے نماز سُن کے خطبا

احباب سے عید مل ملا کے — دیتے ہوے سائلون کو صدقا
بیٹھے پھر آپ لینڈو پر — جوڑی پھر ہو گئی روانا
کوٹھی مین حضور آ کے اُترے — قربانی ہوئی ثواب لوٹا

آئے ہین حسین عید ملنے — حاضر ہین پری جمال کیا کیا
خیر آج نہین ہے اتقا کی — محفل مین چلے گا دور صہبا
پھر تاک مین دل کے یہ حسین ہین — کہتے ہین دکھا کے ناز و غمزا
قسمت اُسکی ہے عید اُسکی — جو میری بغل مین آج ہوگا

لیکن نہ چلا کسی کا جادو — تا دیر رہا اگرچہ جلسا
اب آنکھ مین کیا کوئی سماے — دل اور رکا ہو چکا ہے بندا
نغزش نہین آپ کی نظر کو — اتنا بھی تو ہو خیال پکا
ساقی اک جام معرفت دے — اسوقت اُتار پر ہے نشا
محفل برخواست ہو رہی ہے — وہ دیر مین بج رہا ہے گھنٹا
مسجد مین اذان ہو رہی ہے — خورشید بچھا چکا مصلا
یہ وقت دعا کا ہے دعا مانگ — درگاہ مین اُسکی ہے کمی کیا
قارون کو دیا تھا گنج کس نے — حاتم کا ہے کون دینے والا
مفلس کو بناے وہ تونگر — نادار کو بخشدے خزانا
آقا کو مرے نہ ہو تردد — اے خالق بے نیاز و ہمتا
اولاد دے آبرو دے زر دے — سُن لے مری آرزو خدایا
اس گھر مین ہو پھر چہل پہل وہ — شہرون شہرون ہو جسکا شہرا
دربار کے دن پھرین الٰہی — مٹ جاے دلون سے رنج سارا
ہر روز ہی عید کا سمان ہو — ہر وقت لگے ہے خوشی کا میلا

تاریخ بھی فال نیک بھی ہے
محبوب ہے جشن عید اضحیٰ
۲۹ ۱۳۱۴ھ

صبحدم مجکو جگا کر یہ مرے دل نے کہا — اُٹھ یہ سونے کا نہین وقت ہے او نیک نہاد
آج وہ دن ہے کہ گھر گھر ہے خوشی دنیا مین — آج وہ دن ہے کہ ہے ایک زمانہ دل شاد

آج ہستی مین مسرت کا عمل بیٹھ گیا
راج گدی کا یہ جلسہ ہے کہ اللہ اللہ
چھا گیا چشم تصور مین سمان کچھ ایسا
صاف ایسی تو کھینچے بزم طرب کی تصویر
باغ کے وصف مین گلہاے مضامین وہ کھلین
یہ چمن وہ ہے جہان دخل خزان ہو نہ سکا
قدر دانان سخن ہوتے ہین جس موقع پر
محو کردے مری اعجاز بیانی کا اثر
اے زہے فخر یہ دربار سخن فہم کا ہے
آج رُکتی نہین روکے سے مری فکر رسا
کھب گئے دلمین جو الفاظ زبان سے نکلے
بارک اللہ کہان آج رسائی ہے مری
محفل نور کا اُس بزم پہ کیون ہو نہ گمان
پھلوے پھیلے ہین زینت کے سبب اراکین
زیب آغوش ہے فرزند بھی بچشم بد دور
نیک ساعت ہو یہ ایسے مین دعا مانگ حفیظ
جاہ و اقبال کی انکے ہو ترقی دن دن
چمن دہر مین پھولین پھلین اس کثرت سے
یہ سمجھکر کہ سخی ابن سخی ہین ممدوح

لوح عالم سے مٹی رنج و الم کی بنیاد
جشن جمشید پہ کرتی ہے خدائی ایراد
یک بیک سہو ہوئی عیش گذشتہ کی بھی یاد
دنگ مانی ہو جسے دیکھ کے ششدر بہزاد
آنکھین ٹھنڈی ہون اگر غور سے دیکھین نقاد
سامنے اسکے خزان دیدہ ہے باغ شداد
نقطے نقطے سے عیان ہوتا ہے رنگ ایجاد
ہو جو حاسد بھی تو بیساختہ دے اُٹھے داد
خاص اس فن مین ہے ممدوح کو اک استعداد
آج آتی ہے چلی ذہن کو غیبی امداد
کر دیا خامۂ انصاف نے ہر شعر پہ صاد
للہ الحمد کہان پہونچی ہے طبع جواد
ہون جہان صدر نشین بابو مہیشور پرشاد
الغرض دونون برادر سے ہے گدی آباد
اپنے دامن مین لیے طرفہ ثمر ہے شمشاد
آج وہ دن ہے کہ بھر جائینگے دامان مراد
یا خدا خضر و مسیحا سے بھی عمرین ہون زیاد
ایک سے ہوتے ہین جسطرح ہزارون اعداد
دل یہ کہتا ہے کہ دے تو بھی دعا بے تعداد

درمیان لطف و غضب کے ہو یہ پابندیِ عدل
دوست آباد رہین اور رہون دشمن برباد

سیر کو جا رہی ہے نکہت گل — پھر رہی ہے نسیم گھبرائی
دیکھتا کیا ہے سر اُٹھا کر سرو — کس کی نرگس ہوئی تماشائی
آج بلبل کے چہچہے وہ نہین — اک اُداسی ہے باغ مین چھائی
بزم مین بھی چہل پہل وہ نہین — روٹھی بیٹھی ہے بزم آرائی
اِس تغیر کا جب سبب پوچھا — کہہ اُٹھا دورِ چرخ مینائی
رونق باغ زینتِ محفل — جسکے دم سے ہے زیب و زیبائی
یعنی بابو مہیشور پرشاد — کانِ خوبی و شانِ رعنائی
جاتے ہین بہر سیر نینی تال — قسمت اُس سرزمین کی جا جرّائی
سارا اسٹاف جا رہا ہے ساتھ — رہی جاتی ہے ایک تنہائی
سنکے یہ مین بھی اپنی جا سے اُٹھا — اور کی ختم خامہ فرسائی
جا کے دیکھا تو جمع ہین احباب — جو سنی تھی وہ بات سچ پائی
جو تھا اپنی جگہ یہ کہتا تھا — دیکھیے کب یہ پھر ہو یکجائی
دی دعا سب نے یک زبان ہو کر — جب چلے آپ کہہ گئے گڈبائی

بہ سفر رفتنت مبارک باد
بہ سلامت روی و باز آئی

پھر کیے نینی تال سے بابو جھیشور آ گئے
آپکی کوٹھی مین پھر احباب کا ہے جمگھٹا

پھر وہی جوش طرب ہے پھر وہی جوش نشاط
پھر نوید تہنیت لے کر چلی باد صبا

شاخ گلبن مل رہی ہے سر سے بڑھکر گلے
چشم نرگس کا ہے ایما دیکھیے گل کی فضا

مسکرائے پڑتے ہین غنچے ہنسے پڑتے ہین گل
گدگداتا ہے دلون کو بلبلون کا چہچہا

صحن گلشن سے ذرا کوٹھی کا منظر کم نہین
کیا نئے انداز سے اک ایک کمرہ ہے سجا

میہمان کو دیکھیے یا میزبان کو دیکھیے
ایک سے محفل کی رونق ایک سے گھر کی ضیا

جھنڈیون کی وہ نمایش وہ پھریرون کی بہار
بج رہے ہین شادیانے شاد ہے چھوٹا بڑا

نور کی آواز ہر کمرے مین ہے گونجی ہوئی
یعنی اہل ذوق کہتے ہین جسے روحی غذا

جشن سے پائی فراغت میہمان رخصت ہوے
وقت ہے جود و سخا کا اب اٹھے دست عطا

دیکھیے ہے آپکے وعدے کا کب سے منتظر
آپ کا استاد شاعر یہ حفیظ خوشنوا

علم کی دنیا مین ہے کچھ نام اگر مد نظر
مدتون کا ہے جو وعدہ آج ہو جاے وفا

رباعیات

چہرے پہ نظر پڑی تو دل ہو گیا شاد
باتون سے شگفتہ ہوے گلہاے مراد
صورت سے کہین بڑھا ہے حسن سیرت
اخلاق سراپا ہین جھیشور پرشاد

جبتک یہ رہے عالم امکان آباد
رونق دہ گلشن ہون یہ سرو و شمشاد
آنکھین ہون خنک دیکھ کے دیدار پسر
اولاد سے ٹھنڈے ہون جھیشور پرشاد

اک باغ کے گویا گل تر ہین دونون
ترجیح کسے دونون برادر ہین دُون
اک بحر کے بے مثل گہر ہین دونون
سچ پوچھیے تو شمس و قمر ہین دونون

بتخانہ و مسجد رہین جب تک آباد
جاری ہو لبون پر یہ اسیس اور دعا
جبتک ہو یہ ناقوس واذان کی فریاد
پھولین پھلین اللہ مہیشور پرشاد

ہر سو ہے ترے فہم و ذکا کا شہرہ
آوازہ تھا حاتم کی سخاوت کا کبھی
جس طرح مری طبع رسا کا شہرہ
اب تو ہے تری جود و عطا کا شہرہ

پھولی ہی آنکھو نمین سرسون ایسی مِی ساقی نے دی
نام کو مے تھی۔ مگر دراصل تھا آب حیات
جوش مستی مین گذر اپنا کہان تھا کیا کہون
اب کہون بیکنٹھ اُس کو یا جنان سے دُون مثال
کمرے کچھ ایسے تھے خالی جنکی زینت دیکھ کر
کچھ محل یاقوت کے تھے کچھ تھے موتی کے مکان
محو حیرت ہو کے میرے دل نے دی مجکو صلاح
دفعتاً آئی ندا جن کا یہ ہے دار القیام
یہ جگہ انکی ہے دنیا مین جو ہین پابند عدل
حلق سے نیچے جو اُتری بیخودی سی چھاگئی
ہو گیا ٹھنڈا کلیجا بجھ گئی دل کی لگی
سامنے آنکھون کے گویا ایک محفل تھی سجی
غول حورون کا کہین ٹکڑی کہین غلمان کی
پھر گئی آنکھون مین گلزار ارم کی تازگی
مختلف سانچے مین گویا ہر عمارت تھی ڈھلی
ان مکانون کے مکین کا نام پوچھو تو سہی
دوسرے عالم مین کرتے ہین ابھی وہ افسری
یہ محل اُنکے ہین کرتے ہین جو عدل و منصفی

بول بالا صاحب انصاف کا ہی ہر جگہ
سرخرو ہو کر رہے گا ہر دو عالم مین سخی

خواب کے ہمرنگ تھی جو نشۂ کی ترنگ
آپ مین آئے تو پیش چشم یہ تعبیر تھی

جمع اک اجلاس پر تھا مجمع اہل غرض
مین جو آگے لکھ رہا ہون کہہ رہا تھا ہر کوئی

پاک طینت نیک خو بابو سنہری لال ہین
ایسے حاکم ہون تو ہے محکوم کی خوش قسمتی

آپکو ہے انتظام قحط مین اک درک خاص
ہر گھڑی ہر وقت ہے ملحوظ خاطر حق رسی

داد کے قابل کلکٹر نے کیا یہ انتخاب
چن لیا اُس شخص کو ہی جو دیانت کا دھنی

سچ ہے ہر کارے و ہر مردے یہ ہی مشہور بات
اے زہے وہ جنکے حصے مین ہے غربا پروری

شہر سے قصبات تک ہین سب دعاگو آپکے
منصب تقسیم مین ہے شان الطاف شہی

اِس دعا کا سلسلہ پہونچے گا شاہ ہند تک
ہو رہی ہے جسکے ایما سے رعایا پروری

ڈپٹی صاحب ہین ذریعہ اصل مرکز اور ہے
دینے والے سے دلانیوالا ہے بڑھکر سخی

دیکھکر صورت بیان کرتا ہو جو احوال دل
کس طرح پوشیدہ ہو پھر اُس سے امر واجبی

سحر شکتے یہ زمیندار اور روتے کاشتکار
بس گئے دونون اُجڑ کر یہ تقاوی کیا بٹی

پڑتا ہے ماتحت پر افسر کا پرتو اس لیے
آپ ہی کی طرح ہین صاف آپکے عمال بھی

جو فتین پٹواریون کی یک قلم موقوف ہین
خوف سے لرزان ہین اشی کانپتے ہین منتشی

حکم ہوتے ہی بحق ہو جاتی ہین رقمین کل وصول
اہل حاجت ہوتے ہین خوش دھنتے ہین سر لالچی

اک طرف سعی و سفارش کی ہوئی مسدود راہ
ایک جانب قفل بندی باب رشوت کی ہوئی

یہ عدالت یہ حکومت یہ سیاست دیکھ کر
چھا گیا رعب اہل کارون پر مچی ہی کھلبلی

تا ابد قائم رہے یہ حاکم روشن دماغ
پورے ہون ارمان بر آئین تمنائے دلی

مناجات

السلام اے شافع روز جزا
السلام اے خاص محبوب خدا

السلام اے مخبر امی لقب
السلام اے سید عالی نسب

السلام اے بیکسون کے دستگیر
السلام اے ہادی روشن ضمیر

السلام اے دردمندون کی دوا
السلام اے گمرہون کے رہنما

دشمن ایمان ہون بیماری یہ ہے
مختصر حال سیہ کاری یہ ہے

یہ گناہون سے ہوا ہون منفعل
کانپتا ہے پرسش عقبیٰ سے دل

بارہا جس کی نمازین ہون قضا
جرم کی اُسکے ہے کوئی انتہا

اور کیا اب کہیے جو حال زار ہے
آپ سے مخفی مرے سرکار ہے

نفس سرکش کا دبانا ہے محال
ہند مین ملتا نہین اکل حلال

جب میسر ہی نہ ہو طیب غذا
کس طرح ممکن ہے تاثیر دعا

اور بھی راہین بہت ہین پر خطر
دین کا ہر وقت ہے جس سے ضرر

مذہبون کی اسقدر بھرمار ہے
امتیاز امر حق دشوار ہے

کیا عقیدہ اہل سنت کا ہو ٹھیک
ہو رہی ہے دین مین بدعت شریک

راہ حق کی اب مجھے تلقین ہو
دین اپنا آپ ہی کا دین ہو

غیب سے ہو کچھ ہدایت کی سبیل
بیکسون کا کون ہوتا ہے کفیل

دل کو یہ حج و زیارت کا ہو شوق
عمر بھر جاے نہ جسکا شوق ذوق

ساری دنیا سے کنارا ہو مگر
زندگی ہو آپ کے در پر بسر

شاعری مین اب جو ہو مشہور نام — نعت گو مجکو کہے دنیا تمام

جتنے ہین میرے اعزا اقربا — انکے دل سے دور ہو حرص و ہوا

آپکے سب بندۂ درگاہ ہون — راہ پر آجائین جو گمراہ ہون

آپ ہادی ہین ہدایت کیجیے — حال پر سب کے عنایت کیجیے

دوستون کی بھی مرے لینا خبر — آرزو کیا کیا کہون المختصر

دین کا رکھین یہ دنیا مین خیال — عاقبت کو۔تا نہ حاصل ہو ملال

جو بزرگ اپنے ہین یا اُستاد ہین — اُٹھ گئے دنیا سے یا آباد ہین

عام رحمت کی رہے سب پر نگاہ — آپ ہی کی ذات ہے عالم پناہ

بالخصوص اب عازم کعبہ جو ہین — اس سفر کے یہ صلے اُنکو ملین

ہر قدم پر ایک حج کا ہو ثواب — ہو کرم بے حد نوازش بیحساب

صدق دل سے ہاے وہ کرنا طواف — آنکھ سے ملنا وہ کعبے کا غلاف

چومنا وہ سنگ اسود بار بار — نعمتون پر نعمتین ہین بیشمار

بعد حج کے وہ مدینے کا سفر — شوق کا رستے مین ہونا راہ بر

ہاے وہ جنگل سُہانا وہ سمان — دیکھیے ایسی بھلا قسمت کہان

نظرین دوڑانا کلس کی دید کو — دیکھنا بڑھ بڑھ کے ماہِ عید کو

یہ تقاضا شوق دل کا بار بار — کیجیے اس آستان پر جی نثار

یا خدا انکی مرادین ہون حصول — ہر دعا مقبول ہو بہر رسول

مجکو بھی یہ دن میسر ہون کبھی — سب کی بر آے یہ امید دلی

حاجیون کا زائرون کا واسطہ — دین کے سب رہبرون کا واسطہ

اولیا و اتقیا کا واسطہ | چار یار با صفا کا واسطہ

صبر و شکر فاطمہ کا واسطہ | اہلبیت مصطفےٰ کا واسطہ

اپنے قرآن مبین کا واسطہ | دین ختم المرسلین کا واسطہ

دے مجھے دنیا کے جھگڑون سے نجات | نیکیون کی جمع ہون مُجھ مین صفات

زائر و حاجی بنا دے تو مجھے | اپنی رحمت مین بلا لے تو مجھے

اب سیہ بختی سے ایسا تنگ ہون | آپ ہی اپنی نظر مین ننگ ہون

ایسی پُر آشوب ہے ہندی زمین | ڈھونڈھنے سے راہ حق ملتی نہین

اے حبیب کبریا امداد کر | دو جہان کے بادشا امداد کر

درد دوری سے ہوا ہون جان بلب | جا رہی ہے آپ تک فریاد اب

رو کے کہتا ہے حفیظ بینوا | التجا سُن لیجیے اُس کی شہا

ہند مین کبتک پھرے وہ دربدر | اے مرے آقا کرم کی اک نظر

کلمہ گو ہے گو گنہگار و کمین ہے | ہے مسلمان گو خطاکار و کمین ہے

آج وہ بدنام ہے یا نیک نام | کچھ ہے لیکن آپ ہی کا ہی غلام

یا مدینے مین اُسے بلوائیے | یا لبون سے یہ دعا فرمائیے

رحم کر یا رحمۃ للعالمین
خاتمہ بالخیر ہو اُس کا وہین

ایضاً

صدقہ اپنے حبیب کا یا رب | اب مدینہ مجھے دکھا یا رب

رات دن ہند مین تڑپتا ہون | موت آئے کہین تو اچھا ہون

کس سے یہ درد دل کہون جا کر
کون سنتا ہے حال خستہ جگر

کیجیے اُس زمین کی کیا تعریف
عرش اعظم ہے یا وہ ارض شریف

جس نے دیکھا نہ یثرب و بطحا
ہائے آنکھون نے اسکی کیا دیکھا

خاک خاک شفا وہان کی ہے
صحت افزا ہوا وہان کی ہے

خلد کی ہے وہان کے بن مین فضا
کچھ نہ پوچھو وہان کی آب و ہوا

مردے جی اُٹھتے ہین وہان جا کر
جان صدقے ہے اُس مسیحا پر

در وہ حاجت روائے عالم ہے
سچ ہے جو کچھ ملے وہان کم ہے

ہر دعا ہو وہان نہ کیون مقبول
جس جگہ ہے مزار پاک رسول

اے زہے بخت جو وہان پہونچین
جانب قبلہ ہاتھ اُٹھا کے کہین

اپنے در کا گدا بنادے مجھے
فقر کا بادشا بنادے مجھے

دولتِ دین مجھے عنایت ہو
ترے محبوب کی زیارت ہو

ہو وہین اپنا خاتمہ بالخیر
روح ہو اور باغ خلد کی سیر

سلام

خواجۂ خواجگان سلام علیک
ہادی دوجہان سلام علیک

تاج بخشِ شہان سلام علیک
فقر کے حکمران سلام علیک

یہ درِ فیض چھوٹتا ہے اب
شہ ہندوستان سلام علیک

پھر وہ دن ہو کہ ہم کہین یونہی
تھام کر آستان سلام علیک

پھر حضوری ہمین میسر ہو | پھر یہ پھیرا اور آپ کا در ہو
پھر ملون آنکھ آستانے سے | قلب مضطر ہو پھر ٹھکانے سے
پھر ہو اجمیر کی زمین پہ قدم | سامنے پھر ہون باغہاے ارم
پھر مشرف ہون ہر زیارت سے | فیض لون آستان حضرت سے
پھر کرون آپ کو شفیع دعا | پھر ہو سب دل کا مدعا پورا
در اقدس پہ پھر سلام پڑھون | پھر یہ روضے کے ارد گرد پھرون
پھر ہون رخصت کے وقت آنکھین تر | مانگ لون پھر مرادین رو رو کر
آنا جانا ہو ہر برس یون ہی | مجھ سے چھوٹے کبھی نہ یہ ڈیوڑھی
ہان یہ ہے اور اک دعا شاہا | ہون شفیع آپ اسکے بہر خدا
مدت عمر جب کہ ہو آخر | ہو یہ سامان غیب سے ظاہر
دو درون سے یہ ایک در مل جاے | باغ فردوس کی ڈگر مل جاے
یا مدینے حفیظ جا کے مرے | یا تو مٹی یہان ٹھکانے لگے
دو درون سے ہو ایک در پہ مزار | تو ہو دونو جہان مین بیڑا پار
مغفرت کے ہون وقت نزع کلام | قبر مین بھی پڑھے درود و سلام
روح پھر پھر کے گرد روضے کے | شوق مین یہ نیا سلام پڑھے
خلق کے رہنما سلام علیک | اے مرے پیشوا سلام علیک
نور چشم نبی و جان علی | خاص نور خدا سلام علیک
فقر فخری کی ہو بہو مصداق | دین کے بادشا سلام علیک

مجھ کو منھ مانگی ہر مراد ملی

میرے حاجت و السلام علیک

قومی نظم

للہ الحمد کہ پھر قوم نے باندھی ہمت
اُٹھ گیا تفرقہ آپس مین ہوئی پھر ملت
بارک اللہ کہ پھر قوم مین آئی شوکت
نیند سے آنکھ کھلی دور ہوئی وہ غفلت

حلم و اخلاق کے پھر لوگ سبق پڑھنے لگے
پانؤن پھر کوچہ ملت کی طرف بڑھنے لگے

مدرسے کھولے گئے ہونے لگی پھر تعلیم
بات جو اصل تھی کی سب نے اُسے پھر تسلیم
شکر ہے علم مقدس کی ہوئی پھر تعظیم
راہ پر ٹھوکرین کھا کھا کے پھری عقل سلیم

پھر ہر اک دل مین ہوا قوم پرستی کا شوق
پھر ہر اک دل مین ہو خلق و محبت کا ذوق

پھر دکھائی دیئے آنکھون کو مہذب جلسے
سیر یورپ کی کیا کرتے ہین ہم گھر بیٹھے
پھر سُنائی دیئے کانون کو وہ علمی چرچے
پرچے ہر روز گذرنے لگے اخبارون کے

اب نہ ہم نیند سے چونکین تو یہ ہے کسکا قصور
اب نہ ہم ہوش مین آئین تو یہی عقل سے دور

یہ تو سب کچھ ہے مگر پہلی سی ہمت نہ رہی
وہ صداقت نہ رہی اب وہ دیانت نہ رہی
اب وہ ملت نہ رہی اب وہ حمیت نہ رہی
جوش دل وہ نہ رہا اب وہ طبیعت نہ رہی

آج کہنے کے لیے صرف مسلمان ہین ہم
سچ اگر پوچھیے تو دشمن ایمان ہین ہم

اُمرا کرتے ہین غربا پہ حقارت کی نظر
یہ بڑی بھوٹ کہ مطلق نہین اتنی بھی خبر

ربط کیا چیز ہے ملنے سے بھی کرتے ہین حذر
جانتے ہی نہین اک باپ کے ہم دونون پسر

کچھ امیرون سے فقیرون کے نہین رتبے کم
لعل ان گدڑیون مین ہوتے ہین خالق کی قسم

ڈالی بنیاد ترقی کی کسی نے جو کبھی
جانفشانی کی اُسے قوم سے یہ داد ملی

طعن و تشنیع کی ہر سمت سے بوچھار ہوئی
اپنے کھانے کے لیے اسنے یہ تدبیر ہی کی

بدگمانی یہ مسلمان سے ہے اللہ اللہ
یہ حسد صاحب ایمان سے ہے اللہ اللہ

جانفشانی کو بزرگون کی ذرا یاد کرو
ڈٹ گئے اِس طرح قدم راہ خدا مین رکھ

جی کو ڈھارس ہو تو باندھو کمر ہمت کو
کوہ ٹل جائے مگر اپنی جگہ سے نہ ٹلو

وہ جو پہنے ہوے جامہ ہین تن آسانی کا
انکو زیبا نہین دعوی یہ مسلمانی کا

رائیگان ہو نہین سکتی کبھی محنت اپنی
ہونگے برباد وہ بھولے ہین جو ارشاد نبی

شرط اتنی ہے مگر قوم بدل ہو حامی
ہر مسلمان کو ضرورت ہے یہان ملت کی

قوم چاہے تو بدل دے ابھی حالت اپنی
قوم کے ہاتھ مین ہر وقت ہے عزت اپنی

دیگر

گندگی سے بھری ہر سمت ہے تحریر
مصلح قوم اسکو کہتے ہین

شیعہ پرچہ کی ہے عجب پرواز
بعض شیعون کو ہے اسی پر ناز

پڑ گئی پھوٹ ہر دو فرقے مین — اسکا جس روز سے ہوا آغاز
جتنے نامہ نگار ہین اس کے — کوئی منہ پھٹ کوئی زبان دراز
اسی زمرے مین ہے اڈیٹر تک — ہر قلم کا ہے ایک ہی انداز
نہ کہین کوئی بحث پولٹیکل — نہ کبھی کوئی ذکر روزہ نماز
ایک بھرمار ہے تبرّے کی — چاہتے ہین بزور اسکا جواز
اس جگہ اک سوال ہے میرا — کون اس فعل سے ہوا ممتاز
فائدہ قوم کا ہے کیا اس سے — آپ بالفرض ہون بھی اسکے مجاز
ایسی کوشش سے چاہیے پرہیز — جس سے حاصل نہو کوئی اعزاز
دن دہاڑے مچا ہے اک اندھیر — لوٹتے ہین جہان کو بندۂ آز
مذہبی جنگ ہے جدھر دیکھو — گونج اٹھی ہے اک کرخت آواز
صلح کی راہ ہو گئی مسدود — کیا زمانے کا ہے نشیب و فراز

راہ زن پر ہے خضر کا دھوکا
کس تباہی مین قوم کا ہے جہاز

ابر رحمت کا ہے سایہ اتفاق — قوم کا رکھتا ہے پردا اتفاق
اپنی ملت کی تھی اک عالم مین دھوم — تھا مسلمانون کا شیوا اتفاق
پھر وہی ہم ہین وہی اپنا عروج — آج اگر ہو جائے پیدا اتفاق
ملک گیری کی ہوس اے اہل ہند — اور کھو کر اپنے گھر کا اتفاق
شیعہ سنی ملکے رہتے تھے بہم — یاد آتا ہے وہ اگلا اتفاق

پھونک دو انجمن کرزن پھونک دو — ہان بغیر اس کے نہوگا اتفاق
شیعہ اصلاح کو چولھے مین جھونک — انکی کرتوتون نے کھویا اتفاق
اسکے جو پابند ہین خوشحال ہین — بام رفعت کا ہے زینا اتفاق
دیکھ لو تم واقعہ جاپان کا — دبدبہ رکھتا ہے کیسا اتفاق
روس کا مد مقابل کون تھا — جنگ مین سینہ سپر تھا اتفاق

قوم سب مین سربرآوردہ وہ ہے
جسکی طینت مین ہے ایکا اتفاق

مسدس

ہاے اسلام ہوئی ہند مین کیا گت تیری — آج پہچانی بھی جاتی نہین صورت تیری
قابل رحم ہے روداد مصیبت تیری — چھپ گئی جہل کے پردے مین حقیقت تیری
تیرے اخلاق فراموش ہوے حد یہ ہوئی
قوم دلدادۂ تفریق ہے اب کد یہ ہوئی

ایک کیواسطے سو چھوٹ مگر بات رہے — پھوٹ آپس مین پڑے دُھن یہی دن رات رہے
دور اس دور سے پابندی اوقات رہے — یعنی ہر اعلیٰ و ادنیٰ مین مساوات رہے
کوئی تخصیص نہین جب تو شرافت کیسی
نور کی اصل ندارد ہے تو ظلمت کیسی

اب نہ طاعت نہ عبادت کیلیے مذہب ہے — چھیڑ کے واسطے حجت کیلیے مذہب ہے
الامان بغض و عداوت کیلیے مذہب ہے — الحذر فتنہ و بدعت کیلیے مذہب ہے

آج حقےّ مین ہی پابندی مذہب صد حیف
کسقدر دور عبارت سے ہی مطلب صد حیف

کیا وہ مذہب ہے نہ اخلاق کرے جسکو قبول
جہل ہے ہو غلطی پر جو نہ کوئی معقول

تم شریعت مین نہ دخل کرو یہ بحث فضول
چشم انصاف سے دیکھو شرف دین کا حصول

اپنے افعال قبیحہ سے جو بیزار ہوا
اسکے اطوار کا اخلاق طرفدار ہوا

ربط یہ مذہب و اخلاق مین کیون اتنا ہے
اہل ادراک کو اس مسئلہ مین سکتا ہے

ہان بغور اسکو سمجھیے تو یہ وہ نکتا ہے
راہبر جسمین بھٹکتے ہین یہ وہ رستا ہے

عقل کو زور جو دیتے گئے گمراہ ہوے
معرفت والے ہی اس راز سے آگاہ ہوے

ایک ہو سکتی نہین اعلی و ادنی کی جگہ
جغد گو دخل کرے بلبل شیدا کی جگہ

زیب دیتی ہے غلامون کو کب آقا کی جگہ
کعبے مین ہو نہین سکتی ہے کلیسا کی جگہ

ایک پر ایک کو ترجیح خدا نے دی ہے
آجتک داد شجاعت شرفا نے دی ہے

جان کر مذہب و اخلاق مین اک ربط قدیم
نہین اسطرح کہ ہو قوم مین تفریق عظیم

کرتے تھے مجتہد وقت مناسب ترمیم
جاتی رہتی ہے تعصب مین مگر عقل سلیم

پاک طینت کو کسافت سے کراہت ہوگی
قعر مین گر کے نہ حاصل کبھی رفعت ہوگی

مسئلہ ہے یہ کہے آگے جو دعوت کوئی

اور درپیش ہو شرکت مین قباحت کوئی

بن پڑے دفع کی اُسکے جو نہ صورت کوئی
ترک مین اِسکے نہین نقص شریعت کوئی

ایسی دعوت مین ہے جانے سے نہ جانا اولیٰ
جب کراہت ہو تو کھانے سے نہ کھانا اولیٰ

حقے پانی پہ ہی مذہب کی بنا کیا کہیے
ہے تعصب سے اک اندھیر مچا کیا کہیے
واہ اک طرفہ شگوفہ یہ کھلا کیا کہیے
سر پہ ادبار کی چھائی ہی گھٹا کیا کہیے

ہم جو کچھ کہتے ہین تم کو ہمین حق ہوتا ہے
غیر آوازے جو کستے ہین قلق ہوتا ہے

سنہ ۱۹۰۸ع

خدائی بھر مین پڑی ہے پکار پانی کی
زمین تپتی ہے ساون مین خاک اُڑتی ہے
عذاب قحط ہے بڑھکر عذاب دوزخ سے
ابھی تو خشک نباتات لہلہا اُٹھین
جھڑی ہی لگا دے مرے کردگار پانی کی
پڑی ہے خلق مین ہر سو پکار پانی کی
غضب ہے سخت سزا ہی یہ مار پانی کی
جو آزمین پہ پڑے تو پھوار پانی کی

کھلے نہ ابر جو گھر کر مزہ ہے بارش کا
یہی تو فصل ہے لیل و نہار پانی کی

گھٹا اُٹھے یا رب برس جائے پانی
ٹھکانے لگے اک زمانے کی محنت
کہان تک سہین قحط سالی کا صدمہ
کسانون کے کھیتون مین لہرائے پانی
گھڑی دو گھڑی جو برس جائے پانی
کہان تک کہین ہر گھڑی ہائے پانی

ہوئی دیر ابر کرم کی دہائی
مری آرزو پر نہ پھر جائے پانی

فریاد کرے رعایا کس سے
اللہ رے قحط کی مصیبت
ان داتا اُسکی ذات ہے بس
طاعون کے بعد قحط سالی
طاعون کی انسداد کیسی
چوہون کے لیے ہون انعام تقسیم
مر مر کے بسر ہو رات جس کی
مانا اسمین بھی پرورش ہے
اس اوس سے پیاس کب بجھی ہے

حاکم ہے شہر کا کلکٹر
ہوتے ہین آج فاقے گھر گھر
دیتا ہے اور دے گا زندگی بھر
برگشتہ ہے قوم کا مقدر
مرنا جینے سے اب ہے بہتر
فاقون سے یہان ہے جان لب پر
چوہون کی کرے وہ فکر کیونکر
انکی کہ لگاتے ہین جو چکر
خلقت کا حال اب ہے ابتر

اب کوئی سبیل ہو مناسب
غربا کی بھی اے غریب پرور

فیضان باران ۱۹۰۹ء

ابر کیا جھوم جھوم کر برسا
قحط سے جان بچ گئی سبکے
دیر آید درست آید بس

برسا اور عین وقت پر برسا
پانی برسا کہ آب زر برسا
یہ نہ سمجھئے تو ہین گہر برسا

کبھی بارش رہی ہے سارے دن
اور کبھی گھر کے رات بھر برسا

ہے وہ بارش کہ ہو جہان جل تھل
کچھ نہ برسا جو مختصر برسا

اسکے ساون مین یہ بہار رہی
جب اُٹھا ابر ٹوٹ کر برسا

چھا گیا ابر میکدے پر جب
تو سمجھ لو کہ بیشتر برسا

اُٹھکے قبلے سے بادل آیا جب
کم بھی برسا تو اک پہر برسا

پوچھ دہقان کے دلسے اسکو حفیظ
پانی برسا ہے یا گہر برسا

حسن کی جان ہے اُس چشم کا چلتا جادو
کہین اعجاز کا کر بیٹھے نہ دعوا جادو

انقلابات سے محفوظ جو دنیا ہوتی
تازہ مضمون بچھے ہاتھ نہ آتا جادو

کھل گئے کان وہ چیدہ خبرین لکھی ہین
نثر کا نظم کا ایک ایک ہی فقرا جادو

ساتھ تہذیب کے چٹکی بھی ظرافت کی جو ہی
یعنی پردے مین ہے شوخی کے چپا کا جادو

مردہ دل جی اُٹھے تحریر کا انداز یہ ہے
رنگ اعجاز دکھاتا ہے سراپا جادو

واہ ہر بزم مین حاصل ہے اسے رنگ قبول
پھول پھولو نین ہی کانٹو نین ہی کانٹا جادو

جان اُس چشم فسون ساز پہ قربان حفیظ
نطق کو اپنے کیا جس نے سراپا جادو

ساقی نامہ

پلا آج ساقی اچھوتی شراب
چکا نا ہو جو سال بھر کا حساب

پہ چھلکتا ہوا جام بلور دے | بھڑکتا ہوا شعلۂ طور دے
نظارے سے جسکے ہو وہ بیخودی | گذر جاے غفلت مین یہ زندگی
کٹین اس طرح جلد لیل و نہار | کہ جیسے ہو نشہ کا چڑھ کر اُتار
اگرچہ سال اُنیس سو آٹھ ہے | جہاں تک ہو ممکن پلا تند مے
یون ہی قحط سے ہے مچا شور و شر | ملا کر نہ پانی تو اندھیر کر
پیا پے پلا روکھی سوکھی شراب | کہ ہو جل کے فکر زمانہ کباب
دکھاؤن تجھے نشہ مین وہ سمان | نہ پہونچے جہان گردش آسمان
وہ گلزار جنت سخن کی زمین | خزان کا جہان دسترس تک نہین
حسینو نہین یہ حسن و جوبن کہان | مضامین ہین رنگین کہ باغ جنان
نہان ہین ہر اک نکتے مین لاکھ راز | سمجھتے ہین کچھ اسکو اہل نیاز
کہون لفظ و معنی کی کیا خوبیان | اسی کے ہین گرویدہ کرو بیان
یہ تسبیح اُن کی ہے صبح و مسا | سوا ذات باری ہے سب کو فنا
جو ہو فہم یہ بات کر دل نشین | شرف علم سے کوئی بڑھ کر نہین
اسی علم کے سب یہ اوراک ہین | حقیقت ہماری ہو کیا خاک ہین
غرض اس سے روشن ہین چودہ طبق | اُسی مین ہے ہستی کا بھی اک ورق
قلم خامۂ کن کی رکھتا ہے شان | قلم کی بدولت ہین جھنڈے نشان
بڑھا بہر کے ساقی کوئی جام نور | جما تا ہے محفل مین رنگ سرور
یہ ہو دور دور شراب سخن | مہک جاے اس پھول سے انجمن
یہ ہے سال نو جشن نوروز ہو | جھلک جام کی عالم افروز ہو

کھلی روح افزا کی پھر کنڈلی
برس گانٹھ اسکی یہ ہے تیسری

یہ پرچہ ہمیشہ ہی پھولے پھلے
اُمنگون پر اسکے رہین ولولے

یہی سرپرستی جو ہے موج کی
تو امید دن دن ہو پھر اوج کی

ضمیمہ یہ جادو کا کیا ہو گیا
کہ سونے مین گویا سہاگا ملا

بڑھین جب معین و مددگار اور
نہو کس طرح گرم بازار اور

اشاعت اب اسکی ہوئی ہفتہ وار
جو عاشق ہین لوٹین سخن کی بہار

کلام اسمین آسی کا ہوگا اگر
لگائین گے آنکھون سے اہل نظر

مبارک سعادت کو مژدہ یہ ہو
غزل ڈاک پر بھیجے نو بہ نو

ریاض و تسنیم و دسیم و ظفر
جلیل و جلال اختر نامور

مربی جو اسکے ہون یہ اہل فن
تو ایسا تر و تازہ ہو یہ چمن

کوئی گلکدہ اس کا ہمسر نہو
یہ خوبی کسی کو میسر نہ ہو

پلا مجکو ساقی مے لالہ فام
بغیر اسکے ہوگا نہ رنگین کلام

گھٹا چھائی ہے جشن نوروز ہے
قیامت ہے ایسے مین امساک مے

یہ ہے دور آخر لنڈھا دے شراب
نظر آئین بدمست سب شیخ و شاب

زمانے مین مستی کا ہو دور دور
بہت کر چکے رات دن فکر و غور

اب اتنی تو ہو بیخودی مین بسر
ملا میرے ساقی نظر سے نظر

کہان ہم کہان یہ نشیب و فراز
کچھ اب نیک و بد مین نہین امتیاز

طلب مے کی ہے اسقدر ہوش ہے
خیال ذو عالم فراموش ہے

نہ ہو دور اب میرے ہونٹون سے جام
وظیفہ رہے وشربوا کا مدام

ساقی نامہ

اُنیس سَو سات کا چلے دور
سن چھ کا حساب ہے جو ساقی
چکتی سب دام دام کر لے
نوروز ہے بادۂ کہن لا
ہان توڑ کے مُہر بھر گلابی
اُس شام کا پیگ کوئی دینا
وہسکی بھی ہے پورٹ بھی شری بھی
سوڈے کی ہون بوتلین زیادہ
پستے تلوا لے تھوڑے ساقی
انڈے بھی ہون نیم برشت تیار
کچھ بھر گزک کباب بھی ہو
آئین جو معاورن شو دیشی
سونفی - جامون سنترے کی
اُنگلی کو ڈبو کے آزما لے
مُہری سے جبکی ہو سڑی بو
اس حُسن سے ساقیا چلے دور
ایسا ہو انتظام ساقی

ساقی مرے سے نئے عاین کے داور
کوڑی نہ رہیگی آج باقی
سن سات مین درج نام کر لے
تہ خانے سے خم نکال اچھوتا
اس دل کی لگی جبھی بجھیگی
قیمت مُنھ مانگی آج لینا
میٹھی بھی ہو تلخ بھی کڑی بھی
محفل مین چلے گا دور بادہ
میوے منگوا لے تھوڑے ساقی
چکھنا ہو چٹ پٹا مزیدار
کچھ پانی ملی شراب بھی ہو
اُنکے لیے ہو شراب دیسی
ہر قسم کی بوتلین ہون رکھی
جلتا ہو چراغ تو جلا لے
اک چلو مین تو بنا دے الو
جو ہاتھ بڑھائے پائے فی الفور
ہو دست بدست جام ساقی

ہان سال گرہ کا ہے یہ جلسہ
نوشاہ بنے گا آج فتنہ

گھٹنون یہ چلا ہے طفل لیکن
ظاہر ہین لمو کے جلوے دن دن

سکہ ہے دلون پر اسکا بیٹھا
ایسا ہے یہ ہونہار۔ پرچا

کس روپ کی ہے بہار اسپر
ہے بلبل دل نثار اس پر

ہر اہل سخن ہے اسکا جویان
ہر اہل ہنر ہے اسکا خواہان

عاشق کا ہے یہ انیس ہمدم
معشوق کا رازدار محرم

رکھتے ہین حسین اسکو دل مین
شوخی ہے اسکے آب وگل مین

جو شعر ہے وہ ہے تیر و نشتر
سو دل ہین نثار اک ادا پر

القصہ ثنا یہ مختصر ہے
آنکھون مین جگہ دلون مین گھر ہے

کہیے اسے بس عزیز ہر دل
جس طرح حساب دوست در دل

تقسیم نوید ہو ابھی سے
کچھ وقت سے پہلے سبکو پہونچے

آئین گے سعادت و ظفر بھی
روسا۔ شعرا، نامور بھی

تنہا نہ ادھر مبارک آئین
ہمراہ فہیم کو بھی لائین

ہو جشن یگانۂ زمانہ
سامان طرب ہو سب شہانہ

اک سمت ہے شاعرون کی ٹولی
ٹکڑی ہی اک سمت میکشون کی

پڑھنا وہ کلام عاشقانہ
مستون کا وہ پیکے غل مچانا

دینا برہم کو وہ دعائین
قلقل کی وہ خوش نوا صدائین

کرتے ہین ہنر بھی شعر خوانی
مضطر کی ہے عین مہربانی

وہ متوج دماغ میزبان ہین
سرگرم سخن ہین جو جہان ہین

دیکھو وہ جلیل خوش بیان ہین
گو رنگ وسیم ہین جمائے
اب بزم کا اور ہی سمان ہے
ایسے مین پلا وہ جام بھر کر
زاہد کی نظر مگر بچا کر
کیا جانین یہ زاہد ریائی
پیری مین جوان ہون وہ وائے
توبہ کا حفیظ پاس کب تک
اس جشن مین پیکے گلفشان ہو
محفل برخاست ہو رہی ہے

دیکھو یہ ریاض نکتہ دان ہین
پھر بھی ہین بسہا بر آہ چھائے
ساقی ہمین اپنی سدھ کہان ہے
پھر ہوش نہ آئے زندگی بھر
دامن سے چھپا کے کوئی ساغر
کچھ اور ہی شئے ہے پارسائی
ساقی مئے ارغوان پلا دے
موہوم جنان کی آس کبتک
سنتے ہین کہ تم بھی خوش بیان ہو
ساغر کا یہ دور آخری ہے

کامل کی جہان مین نہین قدر
اُٹھتی ہے نگاہ کب سوے بدر

۱۹۰۸ء کے قحط کا ساقی نامہ

ساقی کچھ قحط کی خبر ہے
ملتی نہین اب شراب دیسی
ہے چاٹ گزک نہ بدر سقے کی
ابتر ہے بہار مے پرستی
عنقا ہوا اُڑ کے ابر رحمت

فاقون سے جان ہونٹھ پر ہے
اُن کو بھی پیتے تھے جو دسکی
میون کی جگہ ہے آج ٹھرّی
مستی کا ہے نام فاقہ مستی
دنیا مین برس رہی ہے نکبت

اُڑتی اک خاک ہر طرف ہے
شادابی جہان سے برطرف ہے

بکتا ہے پانچ سیر گندم
سُن سُنکے حواس ہوتے ہین گم

شرفا کھائین جوار کب تک
بنیے تو لین اُدھار کب تک

عالم اک ہو کا چار سو ہے
جس سمت سنو یہ گفتگو ہے

فاقون سے جان پر بنی ہے
دو بھر ہمین اپنی زندگی ہے

ایسے جینے سے موت بہتر
بھولین گے یہ دن نہ زندگی بھر

بچے یہ کہہ کے رو رہے ہین
مُنھ آنسوؤن سے بھگو رہے ہین

بیحد ہے بھوک کچھ کھلا دو
کھانا نہ ملے تو زہر لا دو

ماں باپ کی پھٹ رہی ہی چھاتی
کیا کہہ کے غریب دین تسلی

بچون کو تیسرا ہے فاقا
گھر مین سے ہے پڑا ہوا سیاپا

آمد کی نہین امید بالکل
مجبور ہی ہے دوسرا توکل

زیور بھی نہین کہ بیچ کھائین
گھر چھوڑین اگر کدھر کو جائین

دنیا مین کھلبلی مچی ہے
نفسی نفسی یہین پڑی ہے

حاکم کو بھی کچھ ترس نہین ہے
مرجائیے یہ بھی بس نہین ہے

فریاد غریب کر رہے ہین
محتاج فقیر مر رہے ہین

الطاف شہانہ کیا ہوا اب
وہ دورِ زمانہ کیا ہوا اب

ہے شاہ وہی وہی رعایا
کیسی یہ بات ہے خدایا

اگلی وہ نوازشین ہوئین کیا
پہلی وہ عنایتین ہوئین کیا

ہر قحط مین کی مدد ہماری
سیلاب کے بعد شے کے تقدی

بسوایا ہمین نئے سرے سے — احسان کیے ہین کیسے کیسے
ہے شاہ وہی غریب پرور — کیون آج نظر نہین ہے ہم پر
پہونچا ہے اگر کوئی خبر پھر — کیا چشم کرم نہوا ادھر پھر
اس ہند کی ملک ملک سے دھوم — اورون کو نہ ہو خبر یہ معلوم
مرنا ہے شرم سے گوارا — کسکو یہ سننے کا ہے یارا
وہ قیصر ہند کے دعا گو — فاقون سے جان بلب ہین دیکھو
ساقی مئے بیخودی پلا دے — پھر ہوش نہ آئے وہ دوا دے
کٹتی نہین کاٹے یہ مصیبت — جاتی نہین آکے یہ قیامت
کب تک تقدیر کا یہ رونا — انجام کو جب ہے خاک ہونا
آنا جانا لگا رہے گا — جاری یہ سلسلہ رہے گا
انیس سو سات کی ہے رخصت — بیچارے کا دم تھا پھر غنیمت
طاعون سے تھی امان اسکے — محفوظ بلا تھی جان اسکے
یون لوگ ہوے عدم کو راہی — پہلی سی مگر نہ تھی تباہی
قسمت مین نہ تھی جو نیکنامی — بارش نے عاقبت کمی کی
دیکھی جو مصیبتون کی بھرمار — کر ہی گیا کوچ آخرکار
یون وقت وداع مل کے رویا — ہستی ہی سے اپنے ہاتھ دھویا
دیکھو کوچ و مقام دیکھو — عالم کا انتظام دیکھو
پیدا یہ ہوا ہوا یہ نابید — کچھ موت و حیات کی نہین قید
انیس سو آٹھ لائے تشریف — پہلی یہ آپ کی ہے توصیف

لیتے ہوے آئے قحط سالی
آمد کی ہے یہ روش نرالی

دانا کہین گھر مین ہے نہ پانی
کس برتے پر عزم میہمانی

حالت ہے میزبان کی ابتر
فاقہ خود ہند مین ہے گھر گھر

ہان دیس مین آپ اپنے جائین
اس دُکھ کی وہان خبر سنائین

بیحد ہین کریم شاہ اڈورڈ
اکسیر ہے وہ نگاہ اڈورڈ

ممکن ہے ہند کے پھرین دن
اپنے تو قدیم ہین وہ محسن

شاہان چہ عجب گدا نوازی
یک جنبش چشم چارہ سازی

ہو جائے جو بخشش شہانہ
افلاس مٹے پھرے زمانہ

ہوتے ہین کروڑ ورون جنگ مین صرف
جاتی ہین جانین آتا ہی حرف

اسمین تو سوائے نیک نامی
ہے اجر عظیم بھی دوامی

صدیون پشتون رہیگا چرچا
خلقت کی زبان پر اس عطا کا

ایسی کیا قحط کی بلا ہے
ہر درد کی دہر مین دوا ہے

تحریک کرے اگر کلکٹر
غربا کے نصیب بھی ہون یاور

فریاد سُنے ابھی گورنمنٹ
امداد کرے ابھی گورنمنٹ

ساقی لبریز کوئی ساغر
سر ضعف سے کھا رہا ہے چکر

مطلب سے الگ بہک گیا ہون
لغزش ہین قلم سے تھک گیا ہون

سب ہیچ یہ حرص و آرزو ہے
ذلت یہ خوشامدون کی خو ہے

ہر شاہ و گدا کا جو ہے مختار
ایسے مین ہی فضل اُسیکا درکار

رزاق وہی وہی ہی رازق
مخلوق ہین سب وہی ہی خالق

نہ بھیجے من سلویٰ وہ تو اب بھی
نیت بھی تو ہو درست اپنی

بیٹھے اُس سے لگا کے لَو جو
محتاج کبھی نہ غیر کا ہو

مان باپ سے دلنواز ہے وہ
دلریش کا چارہ ساز ہے وہ

ہُن برسے ابھی اگر وہ چاہے
قدرت سے الگ ہے اُسکی کیا شے

وہ خار مین گل کرے ہویدا
ہر گھاس سے ہو اناج پیدا

مٹی کو یہ طاقت نمو دے
پھولین خاشاک مین شگوفے

حقا تو یگانہ صفت ہے
جو کچھ ہے وہ تیری معرفت ہے

ساقی تھوڑی شراب عرفان
دے جس سے بڑھے فروغ ایمان

کٹ جاے یہ عمر بیخودی مین
کچھ لطف نہین جلی کٹی مین

اک چُپ مین ہون دُور سو بلائین
ہو قطع زبان جو لب ہلائین

ہوتا ہے سکوت کا جو عادی
رہتی ہے اُسی کے ہاتھ بازی

کیا لطف جو غیر عقدہ کھولے
جادو ہے جو سر پہ چڑھ کے بولے

اتنی ہے حفیظ کی نصیحت
جُز شکر نہ چاہیے شکایت

ہم ہون گے نہ ہو گی قحط سالی
کہنے کو یہ بات اک رہیگی

پوچھے گا اگر خدا اسے واحد
صفحے فتنے کے ہونگے شاہد

تا حشر رہے گی بات یہ یاد
کی حاکم وقت نے جو امداد

ساقی نامہ سنہ ۱۹۱۶ء

اُنیس سَو دس کا آگیا دور
ساقی اب رنگ بزم ہے اور

چلنے کا پڑ رہا ہے جاڑا — اب فرقت مے نہین گوارا
ہان آتش تر کی آرزو ہے — وہ لال پری ہے شعلہ رو ہے
سودا ہے سر مین اک پری کا — سردی مین مزہ ہے میکشی کا
ہوتا ہے سال نو کا آغاز — ساقی در میکدہ رہے باز
محروم پھرین نہ پینے والے — دریا اک مے کا تو بہا دے
بدمست ہون پی کے پارسا بھی — مفتی نہ بچین نہ آج قاضی
اک پینے پلانے کی رہے دھوم — عالم سے ہون رنج و فکر معدوم
بجنے ہین اڈیٹران اخبار — ہو جائین وہ میکشی کو تیار
برہم کو ریاض کو پلا دے — سجاد کو خیر کو چھکا دے
دعوت یہ ستم ظریف کی ہے — کیون رنگ یہ ہو نہ محفل مے
مجمع ہے یہان تو قابلون کا — کچھ کام نہین ہے جاہلون کا
یہ بزم ستم ظریف کی ہے — آنکھون پہ جگہ شریف کی ہے
لاخیر کا ہے یہان گذر کب — پاتے ہین بار بے ہنر کب
جادو کا تو یہ کلب نہین ہے — بے علمون کی قدر کچھ وہین ہے
خود اُسنے بھی کی ہے چاپلوسی — انجمن مے اک ایک نکتہ دان کی
خود دیکھ لے اسکو ہے اگر ضد — صفحے اخبار کے ہین شاہد
لکھنے کا نذیر کو کہان ڈھب — ابتک ہے وحید طفل مکتب
کیا جانین یہ نظم و نثر کی راہ — رہبر وہ نہین جو خود ہین گمراہ
دہقانی بنے ہین دلی والے — انصاف بہ ہے فہم کے حوالے

بیخود کی سنی ہے گلفشانی — سیکھے وہ طرز خوش بیانی
ایسون سے کہین چلا ہی اخبار — جاہل کے ہین نابلد طرفدار
ہان فتح ہلال کا چلے جام — ساقی اب دیر کا نہین کام
قابل ایسا تو ہو اڈیٹر — جو بند نہ ہو ذرا کہین پر
کہتا جو ہو فارسی اور اُردو — کیا اُس سے اُلجھ سکے گا جادو
دیکھے وہ غریب اپنی ہستی — اب میاؤن مجھی سے میری بلی
لے جائیگا لاکھ مین یہ بیلا — سب ایک طرف ہون یہ اکیلا
ہے اپنی چمک دمک مین یکتا — کچھ دن مین ہلال بدر ہوگا
آغاز کے دن ابھی ہین ہرچند — کرتا ہے حریف کی زبان بند
ہین نامہ نگار اِس کے جتنے — جنرل ہین قلم و سخن کے
مونس ہے نکتہ سنج اکبر — ہمدم ہے ریاض سا سخنور
امداد کو خیر خوش بیان ہے — پلے پر موج نکتہ دان ہے
دنیا ہے حفیظ سے بھی واقف — جادو بھی رہا ہے جسکا واصف
مانا ہے قلم کا جس کے لوہا — میدان سخن ہے جسکا جیتا

دن دن ہو ہلال کی ترقی
شہرت ہو ستم ظریف کی بھی

بسنت

بسنت آئی پھولی ہے آنکھون مین سرسون — خبر کچھ نہین مجکو وہ بے خبر ہون

اُٹھا رکھ بس اب طاق پر تو گلابی
غضب رُت پھری ہے عجب دن ہین ئے
غضب ڈھا گیا وہ بسنتی ڈوپٹا
سبب زردیٔ رخ کا مجھ سے نہ پوچھو
ڈوپٹا بسنتی ہے ساری بسنتی
جہان دیکھیے بس خوشی کا ہے جلسا
درندے بھی کرتے ہین صحرا مین چھل بل
ابھی بو رہی آم مین آ رہا ہے
وہ سبزی مین زردی کی اف رے نمایش
وہ سرسون کا کھیت نہین کھلنا غضب ہے
جدھر دیکھیے شہر سے تا بہ صحرا
بسنتی مبارک ہو فتنے کو جوڑا
جو مینا انھین دے کے دل مانتی ہے
وہین کیا بہت دوران کا ہے شہرا
محبت کا دم یون ہی بھرتی ہے نشتر
یہ سب کچھ ہے لیکن یہ حضرت ہین ایسے
نہ شبن کے گاہک نہ ممن کا سودا
مرین ان پہ سندر مغل جان چھایا ہین
کبھی مُنھ لگاتے نہین یہ کسی کو

مجھے خواہش مے نہین آج ساقی
تڑپ اُٹھے وہ دل جو تھے چوٹ کھائے
کھلے بند مارا مرے دل پہ چھاپا
حسینون تم اپنی یہ سج دھج تو دیکھو
اسی رنگ مین آج دنیا ہے ڈوبی
بنا شہر ہے کھیت اک زعفران کا
مناتے ہین طائر بھی جنگل مین منگل
مگر باغ پر اک سمان چھا رہا ہے
بڑھاتی ہے کیا کیا نظارے کی خواہش
وہ گیندون کا شاخون مین ہلنا غضب ہے
غرض اُڑ رہا ہے بسنتی پھرہرا
رچے روز شادی بٹے روز توڑا
تو طوقی انھین حرز جان جانتی ہے
جو شیدا ہے گو ہر تو عاشق ہے تمہارا
منگائے تو فتنے کو وہ نذر دے کر
کبھی یار ہوتے نہین ہین کسی کے
نہ چھکا کی پروا نہ غم کو کلا کا
یہ ایسے نہین جو محبت نبا ہین
چرالیتے ہین آنکھین بچاتے ہین جی کو

کچھ ایسا ہی برہم نے چمکا دیا ہے
کہ ہفتم فلک پر دماغ آپ کا ہے

عرضی

ہان محرم کا یہ مہینہ ہے — سب نے رکھی سبیل شربت کی
تشنۂ دید کے لیے اب بھی — کوئی صورت نہین زیارت کی
اب یہ بے انسیون کے کیا معنی — رسم کیا اُٹھ گئی مروت کی
نہ سہی وہ خیال پہلا سا — نہ سہی وہ نظر عنایت کی
اور پری جی سے بھی نہ پوچھی بات — ایک وابستۂ محبت کی
زیر دیوار اور یون محروم — تنگ وسعت ہے خوان نعمت کی
روز عشرہ یہان تو ہے ہر روز — اور ہر شب ہے شب شہادت کی
کیا وہ تحریر شہد سے چاٹین — ہان دوا ہے یہ کس ضرورت کی
زندگی بھر کبھی نہ بھولے گی — واہ کیا شان ہے امارت کی
کاش لیتے گدا سمجھ کے خبر — مجھ سے اک بے نوائے غربت کی
نہ کہین آپ سے تو کس سے کہین — وجہ اورون سے عرض حاجت کی
تین دن سے بخار آتا ہے — بلکہ اسدم بھی تپ ہے شدت کی
کچھ غذا ہے نہ کچھ دوا افسوس — بیکسی اور شب مصیبت کی
ہائے قدر سخن جہان مین نہین — کیا شکایت ہو پھوٹی قسمت کی

یہ کون دل تھام کر سنے گا حفیظ

آج یہ داستان حسرت کی

اے قوم کے سرپرست وحامی
محکوم بدل رہین دعاگو
اب عرض یہ مختصر ہے میری
عمر اپنی کٹی ریاستونمین
لڑکے کی ہوئی نہ خوب تعلیم
صرف اُردو مڈل مین پاس ہے یہ
انگریزی زبان سے نابلد ہے
عرضی یہ ابھی کے ہے قلم کی
اب اصل غرض ہے پرورش کی
تا عمر حضور کو دعا دے

خالق نے کیا تمہین کلکٹر
حاکم ہو اگر غریب پرور
سُن لیجیے اس کو کان رکھ کر
شاعر تھے نصیب بھی تھے یاور
لکھون جو سبب ہوا ایک دفتر
ہمعصرون مین اپنے گو ہے بہتر
برگشتہ ہے اس لیے مقدر
خوبی سواد خط ہے مظہر
ہو جائے کسی طرح یہ نوکر
جانے کہ ملا تھا کوئی افسر

ارمان حفیظ کے ہون پورے
جلد آپ ہون مستقل کلکٹر

قطعہ

یہ مجھ سے کہتے ہین احباب اے حفیظ اکثر
جہان مین دھوم ہے آج اُنکے فیض کی گھر گھر
چمک گیا ہے ضرور اس کا نیر اقبال

سُنا ہے تم ہو سعادت کی سعد منزل مین
بہت غریبون کا حصہ ہے اُنکے حاصل مین
گذر ہوا ہے کبھی کا جب اُنکی محفل مین

جلو مین آپکے ہر طرح کے ہین حاضر لوگ
یہ لطف عام کہ ناقص بھی کچھ ہین کامل ہین

ہوا بلند یہ داد و دہش کا آوازہ
کہ گونجتی ہے کھنک زر کی گوش سائل مین

ہر اک طرف سے سوالون کی یون ہوئی بھرمار
جواب دیجیے کیا گھر گئے ہین مشکل مین

رہی یہ بات کہ دریا کی اس مین کیا تقصیر
جو بدنصیب کوئی تشنہ لب ہو ساحل مین

قریب رہ کے بھی قسمت کی نارسائی سے
جگہ ہم اپنی ذرا بھی نہ کر سکے دل مین

یہی ہے وجہ کہ سب تو ہین کام پر مامور
مگر شمار ہمارا ہے مد فاضل مین

ایڈریس

اداس صبح کو ایسا کبھی نہ تھا گلشن
شگفتہ آج نہین ٹہنیون مین کوئی پھول

کچھ آج رات کو شبنم نے کم کیا چھڑکاو
اڑا رہی ہے صبا یون جو ہر روش پر دھول

ہوا جو سوچ مجھے تو کہا یہ سوسن نے
کہ مجھ سے سن تجھے اس بات کی ہے فکر فضول

جناب شمبھو نرائن یہان سے جاتے ہین
یہی ہے وجہ کہ چھوٹے بڑے ہین سب مجہول

ہوا ہر ایک کو رنج آپ کی جدائی کا
نہ کیون ہو آپ ہین ایسے ہی آدمی معقول

یہان جو آپکے ماتحت تھے وہ کہتے ہین
جو حکم ہو تو چلین ہم بھی آپ ہی کے شمول

سلامت آپ ہین خوش رہین جہان جائین
ہمین بھی آپکی خدمت کا پھر شرف ہو حصول

عجب نہین کہ ہمین دل مین یاد رکھین آپ
خیال بندہ نوازی ہے آپ کا معمول

دعا پہ ختم کر ایڈریس وقت کم ہے حفیظ
قلم کو روک کہ ہوتا ہے اب سخن کو طول

دکھا آج ساقی وہ دریا دلی — نہ بجھے مجھ سے میکش کی بھی تشنگی

لبون سے لگا ہی رہے جام مل — چلے دور جبتک رہے فصل گل

دکھا دے آنکھونکو تو وہ سمان — ہو میخانے مین مے کا دریا روان

روان کشتی مے ہو لیل و نہار — زمانہ بطِ مے کا کھیلے شکار

مگر میرے نواب والا حشم — سعادت علی خان عالی ہمم

زہے ظرف مستی مین ہشیار ہین — شراب محبت سے سرشار ہین

حسینان عالم گلے کے ہین ہار — شب و روز ہے لطف بوس و کنار

حسین نوجوان خوبرو خوش بیان — بھری ذات اقدس مین ہین خوبیان

ترقی پہ دل بکے جو ہین ولولے — رفیق و مصاحب ہین سب منچلے

ملازم بھی اک اک ہین نازک خیال — ملے ڈھونڈھنے سے نہ جنکی مثال

کوئی نثر کے رنگ مین بے نظیر — کوئی نظم مین خاص ہمرنگ میر

کوئی ہے کہ انگلش مین وہ فرد ہے — کوئی شیر افگن جوان مرد ہے

ریاست کے کامون سے ماہر کوئی — زراعت مین رکھتا کوئی آگہی

کسیکو ہے گانے بجانے مین دخل — کوئی ہے کہ دن رات جویاے وصل

کوئی وضعداری ہی مین ایک ہے — کوئی انتہا درجہ کا نیک ہے

مگر سب کے سب ہین بدل خیرخواہ — کہ مالک کی سب پر ہے یکسان نگاہ

جو آفس کے کامون سے پایا فراغ — تو کچھ دیر کرنے کو تازہ دماغ

ہوے آپ رونق دہ انجمن — رہا دیر تک لطف شعر و سخن

کہ اتنے مین ہلکارے نے دی خبر — پر وچھے کا جنگل ہے چیتونکا گھر
بہت صید جیتون کے ہین۔ ماسوا — کہین پر ہے سوور کہین بھیڑیا
کسی جا ہرن ہین کہین نیل گاؤ — وہ جنگل کا دریا سے جو ہے لگاؤ
تو دریائی بھی ہین بہت جانور — کنارون پہ رہتے ہین اکثر مگر
ہوئی اس خبر سے نہایت خوشی — ملی ہے جو ترکے مین شیر افگنی
ہوا حکم ابھی جاری ہو روبکار — رسد کی کرے فکر ہر اہلکار
ہوئین صاف بندوقین نیزے درست — سوار اردلی کے ہوے چاق و چست
رسد کا وہان جب ہوا انتظام — یہان یون سفر کا ہوا اہتمام
لگی ڈاک گھوڑون کی پھر جا بجا — سہولت سے جسمین کٹے راستا
چلے کوٹھی سے لینڈو پر حضور — عجب شوکت و شان کا تھا ظہور
وہ پر زر لباس اور زرین کلاہ — کہ ہو دیکھ کر جسکو خیرہ نگاہ
وہ گاڑی کا حسن اور گھوڑونکی چھب — چمک نقرئی ساز کی وہ غضب
سئیسون کی وہ وردیون کی بہار — ہوا پر تھا اک تختۂ لالہ زار
رفیق و مصاحب کی بھی گاڑیان — عقب مین تھین سب لینڈوؤن کے روان
تماشائیون کا وہ کوسون ہجوم — بعینہ ہو میلے کی جس طرح دھوم
سواری کی وہ شان وہ احتشام — دو رویہ وہ خلقت کا اک ازدحام
ہوا تھے عنان لیتے ہی راہوار — چھٹا شہر آیا نظر سبزہ زار
وہ پر لطف صحرائیت کی فضا — وہ کھیتون کی سبزی وہ ٹھنڈی ہوا
جو رستہ ہوا دو گھڑی مین تمام — ہوا گاے گھٹی مین شب کو مقام

ہوئی ڈاک بنگلے مین یہ روشنی | کرے کھیت جس طرح سے چاندنی
بہت ایستادہ تھے اس جا خیام | فراغت سے ٹھہرے جہان خاص و عام
لگا تھا جو اک مینا بازار بھی | تماشائیون کو نہ کچھ فکر تھی
عجب لطف سے شب ہوئی وہ بسر | نمایان ہوا جب کہ وقت سحر
ہوے آپ پھر لینڈو پر سوار | چلے سوے صحرا برائے شکار
جو گاڑی ہوئی آہنی پل کے پار | ہوے لوگ پھر ہاتھیون پر سوار
جو ہاتھی تھا یون تو گران ڈیل تھا | شکاری مگر سب مین اک فیل تھا
چلا اس طرح کچھ وہ کانون کو جھاڑ | ہوا پر تھا سرمے کا گویا پہاڑ
وہ تابندہ ہودج وہ رنگین جھول | جسے دیکھ قوس قزح جائے بھول
وہ نواب والا کی زرین کلاہ | کہ تھی مہر کی جس سے خیرہ نگاہ
بدن پہ کچھ اس طرح کا جامہ زیب | جو پوشاک پہنی ہوئی دلفریب
بہت پی چکے ہین نشیلی شراب | پلا ساقیا اب جو شیلی شراب
چڑھے جس سے جرات کے نشہ کا رنگ | نظر مین سمائے نہ شیر پلنگ
کوئی فیر بھی خالی جانے نہ پائے | نشانہ ہو وہ صید زد پر جو آئے
وہ جنگل کا منظر وہ وقت سحر | پرندون کے نغمے وہ ہر شاخ پر
وہ اڑنا پرون کو کبھی تول کے | چہکنا وہ منقارون کھول کے
ابھی دیکھتا تھا ہر اک یہ سمان | کہ گذرا ادھر ایک شیر زیان
بھیانک ہوے فیل اسے دیکھکر | دبکنے لگے مل کے باہم دگر
ہوا ایک ہاتھی بہت بے قرار | کہ یہ دو ملازم تھے جس پر سوار

گئی جان کہتے تھے واحد حسین
خدا سے ادھر التجا بار بار
ہوئے تھے جو گم بیل بانون کے ہوش
یہ ہنگامہ تھا ہی کہ نواب نے
کچھ ایسی وہ گولی لگی بند کی
زمین پر ہوا گر کے فوراً ہلاک

یہی کیوا کی زبان پر تھے بین
ادھر ایشور ایشور کی پکار
ادھر چپے ادھر چپے کا تھا اک خروش
نشانہ کیا شیر کو تاک کے
ذرا شیر کو پھر نہ جنبش ہوئی
لہو سے ہوئی لالہ گون اسکی خاک

سبھون نے کہی آفرین مرحبا
کرے اور اللہ جرأت عطا

ناتمام نظم

دن جو رخصت کے ہوئے پورے وطن سے مین چلا
دوپہر کا وقت تھا انیس سو دس کا تھا دور
جلوہ گر آقا کو پایا صدر مین کرسی نشین
بل جبین پر اور چہرہ ہو رہا تھا سرخ سرخ
رعب کہتا تھا کہان رستم مین تھا یہ دبدبا
چیدہ چیدہ چند بندوقین دھری تھین سامنے
لینڈو اتنے مین برساتی تک آ پہونچی قریب
آگے پیچھے گاڑیان جب اور بھی آئین نظر
الغرض بیٹھے مع رفقا کے گاڑی پر حضور

جمعہ کا دن تھا ہوئی جب حاضری دربار کی
جنوری کی ٹھیک اٹھائیس وہ تاریخ تھی
اپنی اپنی جا پہ تھے سب حاضران بزم بھی
دونون ابرو تن رہے تھے یا تھین تلوارین اپی
تیز نظرین کہہ رہی تھین ہم ہین برچھی کی انی
کہتی تھی جرأت مبارک آپ کو شیر افگنی
جسمین مشکی رنگ کے دلیر کی تھی جوڑی جتی
اُس گھڑی پوچھو رفیقون کے نہ کچھ دلکی خوشی
وہ تزک اسوقت کا وہ سین بھی تھا دیدنی

اسقدر آراستہ تھا ہر سبس اور کوچمین
اسطرح وہ دھوپ مین نوکرون کی چمک
ہاگ لیتے ہی ہوا تھے برق تھے گھوڑے نہ تھے
دیکھکر اہل تماشا محو حیرت ہو گئے
اور گاڑی اور فٹنون کی جو پیچھے تھی قطار
تین گھنٹون مین ہوا طے دوپہر کا راستہ
رات بھر آرام سب نے ڈاک بنگلے مین کیا
پھر اسی جاہ و تجمل سے چلے گاڑی پر آپ
پل سے آگے بڑھتے ہی ہاتھی کو لائے فیلبان

وردیون سے اُنکی پیدا اک طرح کی شان تھی
جگ مگاتا تھا اُدھر گھوڑون کا ساز نقرئی
لینڈو وہ صورت باد بہاری اُڑ چلی
چُپ ہوے سب کہکے اتنا یہ گئی اور وہ گئی
کچھ نمیون سے بھری تھی کچھ تھی سامان سے لدی
گاسے گھنٹی تک غرض یہ ڈاک تھی یون ہی لگی
صید گہ کی صبح کو تیاری پھر ہونے لگی
یہ وہان تک کا سفر تھا ہے جہان پل آہنی
یہ سمان پیش نظر ہوتے ہی گاڑی رُک گئی

تردید

اک دوست نے مجھ سے کی نصیحت
جو علم کی شان جانتا ہے
جب تھو کتا ہے کوئی فلک پر
کہنے دو بُرا کہے جو کوئی
غصے مین آپ سے گذر کے
گو ہجو کی اصل کچھ نہ ہو پھر
شجرہ جو لکھا ہے خاندانی
کیون ایسے خلیق کی یہ دُرگت

ہر طبقے مین علم کی ہے عزت
عالم کا ادب وہ مانتا ہے
منھ پر آتا ہے وہ پلٹ کر
اچھی نہین ہے یہ ہرزہ گوئی
کیا پا گئے آپ ہجو کر کے
ہو جاتے ہین لوگ سنکے ترجبر
ظاہر ہے طبع کی روانی
کب کی تھی بھری ہوئی کدورت

کرتا ہو مدح جو تمہاری
اُسکا یہ صلہ یہ دوستداری

بندے ہین اُسیکے گورے کالے
انصاف سخن کے ہے حوالے

کرتا ہو قوم کی جو خدمت
زیبا نہین اُس کی یہ مذمت

ترتیب سے غسل کا دلانا
انداز کفن کا یا بتانا

پڑھنا تلقین وہ لحد پر
ہان خدمت دین ہے یہ مقرر

یہ کام وفا پرست کے ہین
شیوے یہ خدا پرست کے ہین

حامی نہ تھا کوئی بیکسون کا
طاعون کا جب تھا دور دورا

کرتا جو نہ یہ خدا شناسی
کتنے مردون کی لاش سڑتی

کوئی نہ قریب اُن کے جاتا
پاتے غسل و کفن نہ غربا

لکڑون سے کفن کے واسطہ کیا
ناحق یہ باندہ لو ہے باندھا

بے لوث ہے اُسکی ذات واللہ
باتین ہین یہ واہیات واللہ

آپس کی پھوٹ یہ بُری ہے
اسمین نہین کوئی بہتری ہے

جو اسکو سنے گا وہ ہنسے گا
بیگانون مین ہوگا اب یہ چرچا

کیا تھے کیا ہو گئے مسلمان
ایسی نہین کوئی قوم نادان

گھر ہی مین جھگڑ کے مر رہے ہین
آپ اپنی بُرائی کر رہے ہین

وہ جوش مین کر رہے تھے تقریر
خاموش تھا مین برنگ تصویر

ان باتون کا سلسلہ جو ٹوٹا
چہرہ ہوا غیظ سے بھبھوکا

پھر عرض یہ مین نے کی بمنت
سر آنکھون پر آپ کی نصیحت

جو کہہ گئے آپ سب بجا ہے
بندے کی مگر یہ التجا ہے

انسان خطا سے ہے مرکب — غصہ بھی کسی کا ہے مہذب
کہنے سُننے کا جو اثر ہے — اس بات سے کون بیخبر ہے
مطبع سے جو نکلی چھپ کے تحریر — یارون مین ہوئی وہ خوب تشہیر
بانی کی طرف گمان پہونچا — آخر کو ہوا یہ دھیان پیدا
تحریک کا ہو اُدھر نہ الزام — پچ بات کی ہے اسی کا تو نام
شاعر تھے ہمین بھی جوش آیا — خامہ بہر جواب اُٹھایا
زاہد سے نہ شیخ سے خصومت — بیکار ہے بحث۔ لغو حجت
چھیڑے گا جو ہمکو وہ سُنے گا — اسکا جو کچھ ہو پھر نیتجا
ہان علم کی قدر و آبرو ہے — منظور نظر۔ یہ گفتگو ہے
اب روے سخن ادھر نہ ہو گا — اس بات کا لیجیے مچلکا
ذاتی بھی اگر کرین وہ حملے — اک حرف مگر نہ ہم کہین گے
فقرہ یہ زبان پر جو آیا — گھبرا کے وہ بول اُٹھے کہ حاشا
یہ امر بیان ہے کس کو منظور — اس طرح کرین جو تم کو مجبور
کہتا ہے کون چپ رہو تم — جو ایک سنو تو سو کہو تم
اس بات کا ہان لحاظ رکھو — ساتھ اُس کے نہ اور کو سمیٹو

صحت نامہ دیوان اول حفیظ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱	۱۱	رما نا	زمانا
۱۱	۱۵	توڑا	ٹوٹا
۱۳	۱۹	مزہ توجب	تو مزہ جب
۱۴	۱۹	گھبرا	گھیرا
۱۵	۵	فضا	قضا
۱۵	۱۱	برع	نزع
۱۵	۱۷	ضبط نہان	ضبط فغان
۱۶	۴	اس ذکر	اسکا ذکر
۲۰	۱۰	کہ ناسور	ناسور
۳۲	۱	ستے	سُنتے
"	۴	کوئی	کوئی
۳۵	۵	دیدہ	زرد دیدہ
۳۷	۵	ھارے	تمھارے
۳۹	۱	کہتا وہ	کہنا وہ
"	۴	دیکھیے گا	دیکھیے اب
"	۱۱	لیتے ہی	لیتے ہین
۶۰	۱۷	کسی سنے	کس نے
۶۱	۱۰	نہین ہے	رہا نہ
۶۴	۸	گرون	گرین
"	۱۵	کہتا	کہنا
۶۵	۶	گریبانیان کی	گریبان کی
۷۰	۱۹	گناہ اپنی	گناہ اپنے
۷۴	۷	خیام	حرام
۸۴	۱۲	آئے لو	آئے نہ لو
۸۸	۱۰	کافر دتیدار	کافر و دیندار

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۳	۳	باتون مرتا ہو	باتون پہ مرتا ہو
۱۰۶	۶	کسو قت	بیوقت
۱۰۷	۵	رہتی پریان	رہتی ہین پریان
"	۱۳	نرم	بزم
۱۰۹	۱	کیسا مستانہ	کیا ہی مستانہ
"	۱۷	بتائین	بنائین
۱۱۳	۹	ہین	نہین
۱۱۷	۵	یہ صفحہ	جو صفحہ
۱۳۰	۱۹	لازم ہے	لازم تھا
۱۴۳	۴	کرنا تھا	کرنا تھی
۱۵۹	۱۵	غیر سے	غیر نے
۱۶۶	۱۹	جان نکے	جان سے
۱۶۸	۸	درگاہ جانا	درگاہ مین جانا
۷۱	۱۶	ہتکری	ہتکڑی
۱۸۱	۱۶	اب یہ دھتیا	کیا یہ دھتیا
۱۸۳	۱۴	وحدمین	وجد مین
۱۸۹	۱۲	پاؤن کا اُٹھانا	پاؤن اُٹھانا
۱۹۶	۱۵	وصال مین	وصال بھی
۱۹۹	۵	ٹوٹ گیا	لوٹ گیا
۲۰۳	۹	بچھپے	پچھپے
۲۱۱	۹	زمانے کا حاتم کو	زمانے کو حاتم کا
۲۳۱	۵	دیتا ہے اور دیگا	دیتا ہے وہ دیگا
۲۴۱	۱۱	ہون نیم برش تیار	ہون نیم برشت انڈے تیار
۲۳۵	۱۶	جلوین تو	جُلوین جو
۲۵۰	۱۴	منقارون کھول کے	منقارون کو کھول کے

اعلان

اس دیوان کی رجسٹری

حسب منشار ایکٹ ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ء

عمل مین آئی ہے۔ کوئی صاحب بلا اجازت

مصنف قصد چھاپنے یا چھپوانے کا

نہ فرمائین

العبد

حفیظ۔ جونپور

پرنٹر حکیم برہم۔ پبلیشر جناب حفیظ۔ بلوا گھاٹ جونپور